# قادیانی خلافت

تحقیق وتالیف

مشتاق احمد ملک

Presented by

**The Religion Peace** (blog)

www.thereligionpeace.wordpress.com
www.thereligionpeace.blogspot.com

# قادیانی خلافت

## بانی احمدیت اور قادیانی خلیفہ ثانی
## کی تحریرات کے آئینے میں

تحقیق و تالیف
**مشتاق احمد ملک**

نام کتاب : قادیانی خلافت

تحقیق و تالیف : مشتاق احمد ملک

ایڈیشن : اول

کتاب حاصل کرنے کا پتہ : The Religion Peace (blog)

رابطہ : TheReligionPeace@gmail.com

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ ۫ فَنَبَذُوْہُ وَرَآءَ ظُھُوْرِھِمْ وَاشْتَرَوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ (اٰل عمران:۱۸۷)

ترجمہ:۔ ’’اور جب اللہ نے اُن لوگوں سے عہد لیا جنہیں کتاب دی گئی کہ تُم لوگوں کی بھلائی کے لئے **اس کو کھول کھول کر بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں**۔ پھر اُنہوں نے اس (عہد) کو اپنے پس پشت پھینک دیا اور اس کے بدلے معمولی قیمت (دنیاوی مفادات) وصول کر لی۔ پس بہت ہی برا ہے جو وہ خرید رہے ہیں۔‘‘

☼☼☼☼☼

# فہرس

# باب اول

# خلافت

## (تحریرات بانی احمدیت)



مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتب اور تحریرات کے مطابق خلافت دو قسم کی ہے۔ ایک ظاہری انتخابی خلافت جو اسلامی ریاست کی حکمرانی سے تعلق رکھتی ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد خلافت راشدہ کا سلسلہ حضرت امام حسن یا امیر معاویہ تک چلا۔ یہ ظاہری انتخابی خلافت ہے۔ دوسری قسم کی خلافت مرزا صاحب کے مطابق رُوحانی خلافت ★ ہے جس میں خلیفہ ظاہری طور پر بطور خلیفہ منتخب نہیں ہوتا اور نہ وہ خلیفہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے بلکہ وہ بحیثیت عام عالم دین اور عام مجدد کے طور پر اصلاح اُمت کا کام کرتا ہے۔ اس قسم کی روحانی خلافت میں علماء صالحین، مُجدّ دِین اور اولیاء کرام شامل ہیں۔ مرزا صاحب کے نزدیک **یہ دونوں اقسام خلافت سورہ النور آیت ۵۶ کی مصداق**

★ روحانی خلافت سے صرف یہ مراد ہے کہ وہ ظاہری طور پر خلافت کے نام سے مشہور نہیں ہوتی جبکہ انتخابی اور ظاہری خلافتیں، خلافت کے نام سے مشہور ہوتی ہیں اور یہ مطلب نہیں کہ ظاہری خلافتیں روحانیت سے خالی ہوتی ہیں۔

ہیں۔

مرزاصاحب کہتے ہیں کہ خلافت اسلامی کا سلسلہ دائمی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد ظاہری خلفاء کی صورت میں اور اسکے بعد روحانی خلفاء کی صورت میں اُمت محمدیہ میں خلافت کا سلسلہ جاری وساری ہے۔

## آیت استخلاف (سورہ النور۔۵۵) کا اطلاق اُمت کے علماء پر

"پھر بعض اور آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خداوند کریم نے یہی ارادہ فرمایاہے کہ **رُوحانی معلم** جو انبیاء کے وارث ہیں (یعنی علماء۔ناقل) ہمیشہ ہوتے رہیں اور وہ یہ ہیں۔وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ (النور:۵۵)۔۔۔۔اِن آیات کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اِس اُمت کے لئے **خلافتِ دائمی** کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔۔۔۔خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر **رسول کے کمالات** اپنے اندر رکھتا ہو اِس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ در حقیقت رسول کا ظلؔ ہوتا ہے (یعنی خلیفہ رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہے۔ناقل) اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ

ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تاقیامت قائم رکھے سو اِسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خِلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں **برکاتِ رسالت** سے محروم نہ رہے پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک **رسالت کی برکتوں** کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دُنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں ۔۔۔۔اور پھر یہ آیت **خلافتِ آئمہ** پر گواہ ناطق ہے۔وَلَقَدۡ كَتَبۡنَا فِي الزَّبُوۡرِ مِنۡۢ بَعۡدِ الذِّكۡرِ اَنَّ الۡاَرۡضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصّٰلِحُوۡنَ (الانبیاء:۱۰۶) کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ **اِسلامی خلافت دائمی ہے** اس لئے کہ یرثھا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ کہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو۔ پھر اس پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ نے ایک مثال کے طور پر سمجھا دیا تھا کہ میں اسی طور پر اِس اُمت میں خلیفے پیدا کرتا رہوں گا جیسے موسیٰ کے بعد خلیفے پیدا کئے تو دیکھنا چاہیئے تھا کہ موسیٰ کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا۔ کیا اُس نے صرف تیس ۳۰ برس تک خلیفے بھیجے یا چودہ سو برس تک اس سلسلہ کو لمبا کیا۔ پھر جس حالت میں خدا تعالیٰ کا فضل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت موسیٰ علیہ

السلام سے کہیں زیادہ تھا چنانچہ اس نے خود فرمایا؛ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (النساء:۱۱۳)۔اور ایسا ہی اِس اُمت کی نسبت فرمایا؛ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران:۱۱۰) تو پھر کیونکر ہو سکتا تھا کہ حضرت موسیٰ کے خلیفوں کا چودہ ۱۴۰۰سو برس تک سلسلہ ممتد ہو اور اس جگہ صرف تیس برس تک خلافت کا خاتمہ ہو جاوے اور نیز جب کہ یہ اُمّت خلافت کے انوار روحانی سے ہمیشہ کے لئے خالی ہے تو پھر آیت اُخرِجَت لِلنّاسِ کے کیا معنی ہیں کوئی بیان تو کرے۔۔۔سوا ے لوگو جو مسلمان کہلاتے ہو برائے خدا سوچو کہ اِس آیت کے یہی معنی ہیں کہ ہمیشہ قیامت تک تم میں روحانی زندگی اور باطنی بینائی رہے گی (یعنی خلافت کی صورت میں۔ناقل)اور غیر مذہب والے تم سے روشنی حاصل کریں گے اور یہ روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذہب والوں کو **حق کی دعوت** کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں **خلافت** کہتے ہیں پھر کیونکر کہتے ہو کہ خلافت صرف تیس برس تک ہو کر پھر زاویہ عدم میں مخفی ہوگئی۔ اتقوا اللّٰہ۔ اتقوا اللّٰہ۔ اتقوا اللّٰہ۔ اب یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں اِس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں کہ جو اِس اُمت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں اور احادیث بھی اس بارے میں بہت سی بھری پڑی ہیں لیکن بالفعل اس قدر لکھنا ان لوگوں کے لئے کافی ہے جو حقائق ثابت شدہ کو دولت عظمیٰ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور

اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر اور کوئی بد اندیشی نہیں کہ اس کو مردہ مذہب خیال کیا جائے اور اس کی برکات کو صرف قرن اول تک (یعنی صرف تیس سالوں تک۔ناقل) محدود رکھا جاوے۔ کیا وہ کتاب جو ہمیشہ کی سعادتوں کا دروازہ کھولتی ہے وہ ایسی پست ہمتی کا سبق دیتی ہے کہ کوئی برکت اور خلافت آگے نہیں بلکہ سب کچھ پیچھے رہ گیا ہے۔ نبی تو اِس اُمت میں آنے کو رہے اب اگر **خلفائے نبی** بھی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلاویں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے۔"

(روحانی خزائن جلد۶۔ص۳۵۲تا۳۵۵)(شہادۃ القرآن۔ص۵۷تا۶۰)

## نبوت کے بجائے اُمت میں مجدّدیت اور خلافت کا انعام رکھا گیا ہے اور یہی زندہ اسلام ہونے کی علامت ہے

"کوئی نئی شریعت اب نہیں آسکتی اور نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں اور جس قدر **مہدی**[1] دنیا میں آئے یا آگے آئیں گے انکا شمار خاص اللہ جل شانہ کو معلوم ہے۔ وحی

---

[1] مہدی سے مراد مجدد اور خلیفہ ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے قول کے مطابق اُمت کا ہر خلیفہ "مھدی" ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا؛ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ (ابو داوٗد۔کتاب السنۃ)یعنی اُمت کا ہر خلیفہ اور مجدد "امام مھدی" ہوتا ہے۔

رسالت ختم ہو گئی مگر وحی ولایت [۲] وامامت وخلافت حقہ [۳] کبھی ختم نہیں ہو گی۔ یہ سلسلہ آئمہ راشدین اور خلفاء ربانیین کا کبھی بند نہیں ہو گا۔۔۔۔ کمالات نبوت ورسالت [۴] بھی ظلی طور پر حاصل ہو سکتے ہیں۔ جس قدر سالک کی استعداد ہو گی ضرور پر توّ نور کا پڑے گا۔ زندہ اسلام اسی عقیدہ کا نام ہے مگر جو لوگ امامت وخلافت وصدیقیت کو پہلے اماموں پر ختم کر چکے ہیں انکے ہاتھ میں اب مردہ اسلام ہے یا یوں کہو کہ اسلام کی بے جان تصویر انکے ہاتھ میں ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ جو مذہب آئندہ کمالات کے دروازے بند کرتا ہے وہ مذہب انسانی ترقی کا دشمن ہے۔"

(مکتوبات احمد۔ جلد ۲۔ ایڈیشن دوم۔ ص ۱۵۰ تا ۱۵۱۔
مکتوب نمبر ۲ بنام نواب محمد علی خان آف مالیر کوٹلہ۔ دسمبر ۱۸۹۸ء)

---

۲۔ وحی ولایت سے مراد ولیوں اور مومنوں کو ہونے والے مبشرات ہیں۔ مرزا صاحب کے نزدیک رؤیا صالحہ بھی الہام ہے اور الہام کو مرزا صاحب وحی کہتے ہیں۔

۳۔ خلافت سے مراد دو قسم کی خلافتیں ہیں۔ ایک ظاہری انتخابی خلافت۔ اور دوسری باطنی یا روحانی خلافت ہے جو مجددین اور اولیاء کرام کی صورت میں ہے۔

۴۔ کمالات نبوت ورسالت سے مراد مرزا صاحب کے نزدیک فقط مبشرات ہیں۔ خواہ وہ لفظی الہام کی صورت میں ہوں یا خواب کی صورت میں یا کشف کی صورت میں۔ مرزا صاحب کو چونکہ یہ تمام تجربات ہو چکے تھے اس وجہ سے وہ مبشرات میں ان تمام کو شامل سمجھتے تھے۔

## خلیفہ کے معنی

"خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔"

(ملفوظات جلد ۲، پانچ جلد والا ایڈیشن۔ صفحہ ٦٦٦)(بیان فرمودہ ٦؍ جنوری ۱۹۰۳ء)

## روحانی خلیفے سب مجدد ہیں

"جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے **مجددیت** کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور روحانی طور پر آنجنابؐ کے خلیفہ ہوتے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۳۔ صفحہ ۷)(فتح اسلام، صفحہ ۹)

## خلافت اور مجددیت ایک چیز کے دو نام

[تحریر مرزا ناصر صاحب خلیفہ ثالث]:۔ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کریگا یہ قرآن کریم کی کس آیت کی تفسیر ہے۔ پھر ہمیں اس حدیث کے صحیح معنی معلوم ہونگے ورنہ ہم غلطی کھا جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود نے متعدد بار اور بڑی وضاحت اور تفصیل سے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث قرآن کریم کی آیت استخلاف کی ایک تفسیر ہے۔۔۔ خلافت اور تجدید دین ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔"

(سبیل الرشاد جلد ۲۔ صفحہ ۹۵۔ خطاب مرزا ناصر احمد قادیانی خلیفہ ثالث)
(روزنامہ الفضل ربوہ سالانہ نمبر ۱۹٦۸ء صفحہ ۳ تا ۱۲)

## مجدّد کی خلافت بھی خلافتِ راشدہ ہے

[تحریر مرزا ناصر صاحب خلیفہ ثالث]:۔ ”خلافت راشدہ دو حصوں میں منقسم ہوگئی۔ ایک وہ خلفاء اور مُجدّد دِین جو چودہ ۱۴ مُجدّد دِین کی شاخ میں منسلک ہوئے کیونکہ سارے خلافت راشدہ کا حصہ ہیں اور ایک وہ خلفاء راشدین جو اِس سلسلہ میں منسلک نہیں ہوئے اور اس سے باہر رہے، لیکن ہیں وہ بھی خلفاء راشدین۔ جیسے مثلاً حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ۔“

(سبیل الرشاد، جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۸۔ خطبات مرزا ناصر احمد قادیانی خلیفہ ثالث)
(خطاب، ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۸ء)



## اُمت کے علمائے صالحین بھی خلفائے راشدین ہیں

[تحریر مرزا ناصر صاحب خلیفہ ثالث]:۔ ”خلافت کا یہ سلسلہ جو ہے اس کی رُو سے اُمت محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں خلفاء پیدا ہوئے جیسا کہ اُمت موسویہ میں سینکڑوں ہزاروں خلفاء پیدا ہوئے کچھ انبیاء کے نام سے اور کچھ **ربانی علماء** کے نام سے آئے۔“

(سبیل الرشاد جلد ۲۔ صفحہ ۱۱۱۔ خطبات مرزا ناصر احمد)
(روزنامہ الفضل ربوہ سالانہ نمبر ۱۹۶۸ء صفحہ ۳تا۱۲)

تبصرہ:۔ یعنی چونکہ مجدد لوگوں کے واسطے دعویٰ کرنا لازمی نہیں ہوتا اسلئے وہ بحیثیت علماء کے کام کرتے ہیں۔ خود کو مجدد نہیں کہتے۔ نہ ہی خود کو خلیفہ کہتے ہیں۔

## خلیفہ، جماعت کی دینی اور رُوحانی تعلیم وتربیت کا ذمہ دار ہے

"مرید و مرشد کے تعلقات ایسے ہوتے ہیں کہ ماں باپ، اولاد کو اتنا عزیز نہیں سمجھتے جتنا مرشد، مرید کو جانتا ہے۔ ماں باپ، جسمانی تربیت اور تعلیم کے لئے کوششیں کرتے ہیں، مگر مرشد، مرید کی رُحانی پیدائش کا موجب ہوتا ہے اور اسکی اندرونی تعلیم اور تربیت کا ذمہ دار ہوتا ہے بشرطیکہ راستباز ہو۔ اگر ریاکار اور دھوکہ باز ہو تو وہ دُشمن سے بھی بدتر ہوتا ہے۔"

(ملفوظات، جلد ا۔ پانچ جلد والا ایڈیشن صفحہ ۱۵۴) (بیان فرمودہ؛ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء)

# انتخاب خلافت

## تقوی کا مدار علم پر ہے، یعنی قرآن کا علم

”غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تقویٰ بھی تب ہی پورا ہوتا ہے جب علم الٰہی اس کے ساتھ ہو۔ اور وہ وُہ علم ہے جو کتاب اللہ میں مندرج ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی شخص مراتب ترقیات حاصل نہیں کر سکتا جب تک تقویٰ کی باریک راہوں کی پرواہ نہ کرے اور تقویٰ کا مدار علم پر ہے۔“

(ملفوظات جلد چہارم۔ ص۶۰۱۔ تقریر ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ پانچ جلد والا ایڈیشن)

تبصرہ:۔ گویا انتخاب خلافت میں علم دین کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے، کیونکہ تقویٰ کا مدار علم دین پر ہے۔ جس شخص میں دین کا علم تھوڑا ہو گا اُس میں لازمی بات ہے کہ تقویٰ بھی تھوڑا ہو گا۔ اسی وجہ سے قرآن و حدیث میں عالم دین کی فضیلت کا ذکر ہوا ہے۔



## خلیفہ کی اہلیت

اذا قلّ علم المرءِ قلّ اتقاءہ فیسعٰی الیٰ طُرُقِ الشّقا و یزور

”جب انسان کا علم کم ہو جاتا ہے تو اسکا تقویٰ بھی کم ہو جاتا ہے۔ سو وہ بد بختی کے راستوں پر دوڑتا اور فریب سے کام لیتا ہے۔“

(اردو ترجمہ خطبہ الہامیہ۔ ص۱۸۸)(خطبہ الہامیہ۔ ص۲۰۴)

"جب انسان کا علم تھوڑا ہو تو اسکا اعتقاد بھی کمزور ہوتا ہے۔"

(اردو ترجمہ کرامات الصادقین۔ ص۴۸)(کرامات الصادقین۔ ص ۳۲)

تبصرہ:۔ یعنی کم علم شخص کو خلیفہ منتخب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اسکے اندر اعتقاد اور تقویٰ کی کمی ہوتی ہے۔

## مسلمانوں کا امام علم میں وسیع ہونا چاہیے

"ہمارے دین نے رسم اور عادت کے طور پر کسی چیز کو پسند نہیں کیا۔ اگر ایک شخص اپنی ذات میں دینی مقتدا یا معتمد علیہ ہونے کی کوئی حقیقی لیاقت نہیں رکھتا بلکہ برخلاف اس کے بہت سے نقص اس میں پائے جاتے ہیں لیکن با ایں ہمہ ایک گروہ کثیر کا مرجع ہے تو ہمارا دین ہرگز روا نہیں رکھتا کہ صرف مرجع عوام ہونے کی وجہ سے اس کو قوم کا وکیل اور مدارالمہام سمجھا جائے (یعنی کثرت لوگوں کی ایسے شخص کو امام منتخب کرے تو یہ طریق غلط ہے۔ ناقل)۔ ایسا فتویٰ ہم قرآن شریف میں نہیں پاتے۔ قرآن شریف تو جابجا یہی فرماتا ہے کہ امام اور مقتدا اور صاحب الامر بنانے کے لائق وہی لوگ ہیں کہ جن کے **دینی معلومات** وسیع ہوں اور فراست صحیحہ اور **بسطۃ فی العلم** رکھتے ہوں اور تقویٰ اور طہارت اور اخلاص کی صفات حسنہ سے موصوف ہوں۔ ایسے نہ ہوں کہ اپنے اغراض کی وجہ سے اور چندوں کے لالچ سے ہر ایک فرقہ ضالہ کو ممبر انجمن بنانے کے لئے طیار ہوں۔ غرض خدا تعالیٰ کا حکم یہی ہے کہ صاحب الامر بنانے

کے لئے حقیقی لیاقت دیکھو بھیڑ چال کو اختیار نہ کرو۔"

(روحانی خزائن جلد۱۳۔ ص ۴۲۰ تا ۴۲۱)(البلاغ۔ فریاد درد۔ ص ۵۰)

"جب تک کسی میں تین صفتیں نہ ہوں وہ اس لائق نہیں ہوتا کہ اسکے سپرد کوئی کام کیا جائے۔ اور وہ صفتیں یہ ہیں۔ دیانت، محنت، علم۔ جب تک کہ یہ تینوں صفتیں موجود نہ ہوں، تب تک انسان کسی کام کے لائق نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص دیانتدار اور محنتی بھی ہو لیکن جس کام میں اسکو لگایا گیا ہے، اس میں فن کے مطابق علم اور ہنر نہیں رکھتا تو وہ اپنے کام کو کس طرح سے پورا کر سکے گا۔ اور اگر علم رکھتا ہے، محنت بھی کرتا ہے، دیانتداری نہیں تو ایسا آدمی بھی رکھنے کے لائق نہیں۔ اور اگر علم و ہنر بھی رکھتا ہے، اپنے کام میں خوب لائق ہے اور دیانت داری بھی ہے مگر محنت نہیں کرتا تو اسکا کام بھی ہمیشہ خراب رہے گا۔ غرض ہر سہ صفات کا ہونا ضروری ہے۔"

(ملفوظات جلد۵۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ صفحہ ۲۶۹)(۲۳/اگست ۱۹۰۷ء)

## انتخاب خلافت میں الہام نہیں ہوتا۔ ورنہ اسکا حدیث میں ذکر ملتا

"دیکھو حضرت ابو بکر رضی اللہ علیہ نے کونسا نشان دیکھا تھا؟ یا کونسا خواب آیا؟ یا کوئی بشارت ہوئی تھی جس سے انہوں نے آپ کو پہچان لیا تھا۔ اگر انکا کوئی خواب یا بشارت وغیرہ ہوتی تو اسکا ذکر حدیث شریف میں ضرور ہوتا۔ ـــ۔ اصل میں نشانات کی ضرورت بھی کمزور ایمان کو ہوتی ہے۔ کامل ایمان کو

نشان کی ضرورت ہی نہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم۔ ص۱۲۳۔ ۲مارچ ۱۹۰۳ء۔ پانچ جلد والا ایڈیشن)

**تبصرہ:۔ اسی طرح خلافت کے انتخاب کی نسبت اگر کسی کو کوئی الہام یا خواب ہوا ہوتا تو اسکا ذکر حدیث میں ہوتا۔**

## رُوحانی خلافت کا درجہ ہر مومن پاسکتا ہے

" ایک شخص جب آئینہ کے مقابل پر کھڑا ہوتا ہے تو تمام نقوش اس کے مُنہ کے نہایت صفائی سے آئینہ میں منعکس ہو جاتے ہیں۔ ایسا ہی اس درجہ کا مومن جو نہ صرف ترک نفس کرتا ہے بلکہ نفیٔ وجود اور ترکِ نفس کے کام کو اس درجہ کے کمال تک پہنچاتا ہے کہ اس کے وجود میں سے کچھ بھی نہیں رہتا اور صرف آئینہ کے رنگ میں ہو جاتا ہے۔ تب ذاتِ الٰہی کے تمام نقوش اور تمام اخلاق اُس میں مندرج ہو جاتے ہیں اور جیسا کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ آئینہ جو ایک سامنے کھڑے ہونے والے منہ کے تمام نقوش اپنے اندر لے کر اس منہ کا خلیفہ ہو جاتا ہے اسی طرح ایک مومن بھی ظلّی طور پر اخلاق اور صفاتِ الٰہیہ کو اپنے اندر لے کر **خلافت کا درجہ** اپنے اندر حاصل کرتا ہے اور ظلّی طور پر اِلٰہی صُورت کا مظہر ہو جاتا ہے۔"

(ضمیمہ براھین احمدیہ ۵۔ ص۸۱۔ ۱۹۰۸ء)(روحانی خزائن جلد ۲۱۔ ص۲۴۱)

# ظاہری خلافت یعنی بادشاہت وحکومت

## خلافتِ ظاہری بادشاہت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہے

"اس جگہ (یعنی مرزا صاحب کے الہام میں۔ناقل) خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہے کہ جو ارشاد اور ہدایت کے لئے بین اللہ و بین الخلق واسطہ ہو۔ خلافت ظاہری کہ جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہے مراد نہیں ہے اور نہ وہ بجز قریش کے کسی دوسرے کے لئے خدا کی طرف سے شریعت اسلام میں مسلّم ہو سکتی ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ا۔ص ۵۸۵۔حاشیہ نمبر ۳)
(براھین احمدیہ حصہ چہارم۔ص ۴۹۲۔حاشیہ نمبر ۳)



## خلافت سے مراد بادشاہت اور حکومت ہے

"حضرت عمر نے ضد چھوڑ دی تو بادشاہ ہو گئے۔"

(ملفوظات جلد دوم۔ص ۵۵۴۔۳۰نومبر ۱۹۰۲۔پانچ جلد والا ایڈیشن)

## سلاطین مغلیہ بروزی وظلی طور پر آئمہ ٔ قریش اور خلیفے ہیں

"اصل بات یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کشفی طور پر دکھایا گیا تھا کہ خلیفہ قریش سے ہوں گے۔ خواہ حقیقی طور پر یا بروزی طور پر۔ جیسے دجال کا بروز بتایا۔ اسی طرح پر سلاطین مغلیہ وغیرہ بروزی طور پر قریش ہی ہیں۔ خدا

نے جو عہد اُن کو دیا وہ اسکے متکفل رہے۔ جب تک خدا نے چاہا وہ سلطنت کرتے رہے۔ جب تک کوئی بروز کے مسئلہ کو نہیں سمجھتا اس پیشگوئی کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا اور آخر اسکو اس پیشگوئی کو جھٹلانا پڑے گا۔ ۔۔۔ اظلالی امور ہمیشہ ہوتے ہیں اور ہوں گے یہ معنی ہیں الائمۃ من قریش کے۔"

(ملفوظات جلد ا۔ دس جلد والا ایڈیشن۔ ۴۰۹)(ملفوظات جلد ا۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ ص ۳۰۰)

## مرزا صاحب ظاہری خلیفہ نہیں بلکہ روحانی خلیفہ ہے

"جبکہ ظاہری سلطنت اور خلافت اور امامت بجز قریش کے کسی کے لئے روا نہیں تو پھر مسیح موعود جو قریش میں سے نہیں ہے کیونکر ظاہری خلیفہ ہو سکتا ہے۔۔۔ مسیح موعود کی روحانی خلافت ہے۔ دنیا کی بادشاہتوں سے اسکا کچھ تعلق نہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد ا۔ ۳۴۶)(روحانی خزائن جلد ۵۔ ص ۲۷۲)(آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۲۷۱)

تبصرہ:۔ یعنی مرزا صاحب بغیر سلطنت اور بادشاہت کے خلیفہ ہیں۔ اسی طرح مجدد بھی رُوحانی خلیفہ ہوتا ہے۔

## رسول ﷺ کے زمانہ میں بعض سزائیں بطور خلیفہ یعنی بطور بادشاہ کے دی جاتی تھیں

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ملک کے لئے نہ صرف رسول کر کے بھیجا بلکہ اس ملک کا بادشاہ بھی بنا دیا اور قرآن شریف کو ایک ایسے قانون کی طرح

مکمل کیا جس میں دیوانی فوجداری مالی سب ہدایتیں ہیں سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ایک بادشاہ ہونے کے تمام فرقوں کے حاکم تھے اور ہر ایک مذہب کے لوگ اپنے مقدمات آپ سے فیصلہ کراتے تھے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ایک دفعہ ایک مسلمان اور ایک یہودی کا آنجنابؐ کی عدالت میں مقدمہ آیا تو آنجنابؐ نے تحقیقات کے بعد یہودی کو سچا کیا اور مسلمان پر اُس کے دعوے کی ڈگری کی۔ پس بعض نادان مخالف جو غور سے قرآن شریف نہیں پڑھتے وہ ہر ایک مقام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے نیچے لے آتے ہیں حالانکہ ایسی سزائیں خلافت یعنی بادشاہت کی حیثیت سے دی جاتی تھیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۳۔ ۲۴۲ تا ۲۴۳)(چشمہ معرفت۔ ص ۲۳۳)

## رسول کریم ﷺ بطور خلیفہ

"پس یوں سمجھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کے دو عہدے تھے ایک عہدہ رسالت۔۔۔ دوسرا عہدہ بادشاہت اور خلافت کا۔ جس عہد کی رُو سے وہ ہر ایک مفسد اور مخل امن کو سزا دیکر امن عامہ کو ملک میں قائم کر دیتے تھے۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۳۔ صفحہ ۲۴۰ تا ۲۴۱)(چشمہ معرفت۔ ص ۲۳۱)

## مرزا صاحب نے خلیفہ کے لئے لفظ بادشاہ استعمال کیا

"یہ شخص اپنے اشاعۃ السنہ جلد نمبر ۱۲ صفحہ ۳۸۰ میں صاف لکھ چکا ہے کہ "خلافت صرف قریش کے لئے مسلّم ہے دوسری قوم کا کوئی شخص خلیفہ نہیں ہو سکتا۔" اب سوچنا چاہیے کہ یہ کیونکر تجویز کر سکتا ہے کہ حضرت مسیح دوبارہ آویں گے تو وہ بادشاہ ہوں گے کیونکہ وہ تو قریش میں سے نہیں ہے بلکہ بنی اسرائیل میں سے ہے تو پھر بغیر وجود خلیفہ کے لڑائیاں کیونکر ہوں گی اس لئے ان تمام مولویوں کو ماننا پڑا ہے کہ مسیح کے دوبارہ آنے کے وقت ایک قرشی خلیفہ ہونا ضروری ہے جو وقت کا بادشاہ ہو۔ اسی وجہ سے مہدی معہود کے انکار کرنے سے تمام عقائد ان لوگوں کے درہم برہم ہو جاتے ہیں اور پھر مسیح کا آسمان سے اترنا بھی لغو ٹھہر جاتا ہے۔ کیونکہ زمین پر کوئی خلیفہ برحق نہیں جس کے ہم رکاب ہو کر مسیح علیہ السلام کافروں سے لڑیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۴۔ ص ۲۱۹)(کشف الغطا۔ ضمیمہ؛ قابل توجہ گورنمنٹ۔ صفحہ ث)

----------

## آنحضرت ﷺ کی اسلامی خلافت دائمی ہے

"اسلامی خلافت دائمی ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۶۔ صفحہ ۳۵۴)(شہادۃ القرآن: صفحہ ۵۹)

تبصرہ:۔ یعنی رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد سے لیکر قیامت تک خلافت کا

سلسلہ دائمی ہے۔یعنی انتخابی خلافت اور غیر انتخابی خلافت کی صورت میں۔ دونوں قسم کی خلافت سورہ النور آیت ۵۶ کی مصداق ہوتی ہے۔خواہ لوگ ایمان بالخلافت رکھیں یا نہ رکھیں، خلافت کے انعقاد کی خاطر تدبیر کریں یانہ کریں خلافت ہر حال میں دائمی ہے۔

”خدا تعالیٰ اس اُمت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔“

(روحانی خزائن جلد۶۔ صفحہ ۳۵۳)(شہادۃ القرآن۔ صفحہ ۵۷)

”قرآن کریم میں بہت سی آیتیں ایسی ہیں کہ جو اِس اُمت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں۔“

(شہادۃ القرآن۔ صفحہ ۶۰)(روحانی خزائن جلد۶۔ صفحہ ۳۵۴)

تبصرہ:۔یعنی دائمی خلافت کا وعدہ صرف احمدیت سے ہی نہیں بلکہ پوری اُمت سے ہے۔

## خلافت تیس برس تک نہ تھی۔بلکہ دائمی ہے

”جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں۔“

(روحانی خزائن جلد۶۔ صفحہ ۳۵۳)(شہادۃ القرآن۔ صفحہ ۵۸)

”پس یہ حقیر خیال خدا تعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اس کو صرف اس امت کے تیس برس کا ہی فکر تھا اور پھر ان کو ہمیشہ کے لئے ضلالت میں چھوڑ دیا اور وہ نور جو قدیم سے انبیاء سابقین کی امت میں خلافت کے آئینہ میں وہ دکھلاتا رہا اس امت کے لیے دکھلانا اس کو منظور نہ ہوا۔ کیا عقل سلیم خدائے رحیم و کریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کرے گی ہر گز نہیں۔“

(روحانی خزائن جلد ۶۔ صفحہ ۳۵۳ تا ۳۵۴)(شہادۃ القرآن۔ صفحہ ۵۸)

## مرزا صاحب کا خود کو آیت استخلاف کا مصداق قرار دینا

”آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِن قَبْلِهِمْ صاف بتلا رہی ہے کہ ایک مجدد حضرت مسیح کے نام پر چودھویں صدی میں آنا ضروری ہے۔“

(روحانی خزائن جلد ۶۔ صفحہ ۳۶۳)(شھادۃ القرآن۔ صفحہ ۶۸ تا ۶۹)

”ہم خدا تعالیٰ پر ایسا الزام نہیں لگا سکتے کہ اس نے وعدہ تو کیا کہ قیامت تک خلفاء اور مُجدّدِین کا سلسلہ جاری رکھونگا مگر ایک خاص وقت کے بعد اس نے ایسا کرنا چھوڑ دیا۔ سورہ نور میں آیت استخلاف کو غور سے پڑھ کر دیکھ لو۔ میں بھی اسی وعدہ کے موافق آیا ہوں۔“

(ملفوظات جلد ۵۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ ص ۲۶۶۔ تقریر۔ ۱۷ مئی ۱۹۰۸ء)

”وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت(النور:۵۶) میں خلفاء

کے تقرر کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اسی وعدہ میں وہ خاتم الخلفاء (یعنی مسیح موعود۔ناقل) بھی شامل ہے اور نص قرآنی سے ثابت ہوا کہ وہ موعود ہے۔ ۔۔۔پس جیسے وہاں خاتم مسیح ہے، یہاں بھی خاتم الخلفاء ہے۔اس لیے یہ اعتقاد اسی قسم کا ہے کہ اگر کوئی انکار کرے کہ اس اُمت میں مسیح موعود نہ ہو گا وہ قرآن سے انکار کرتا ہے اور اسکا ایمان جاتا رہے گا۔"

(ملفوظات جلد ا۔ص ۴۷۵۔پانچ جلد والا ایڈیشن۔تقریر ۳۱ مارچ ۱۹۰۱ء)

## آیت استخلاف (سورہ نور آیت ۵۶) کا آخری خلیفہ مرزا صاحب

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ قرآن کی سورہ النور آیت ۵۶ کے تحت آخری خلیفہ ہیں۔ دوسری طرف وہ اپنے رسالہ الوصیت میں اپنے بعد خلافت کی پیشگوئی بھی کرتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے بعد جو انکی جماعتی خلافت نے قائم ہونا تھا اُس نے آیت استخلاف سورہ النور ۵۶ کا مصداق نہیں ہونا تھا۔کیونکہ آیت استخلاف کا آخری خلیفہ صرف مرزا صاحب خود کو قرار دیتے ہیں۔

"اس میں دیکھنے والوں کے لیے ایک نشان ہے اور اگر تُو چاہے تو اس آیت وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم کو پڑھ لے اور اپنے ہوا و ہوس کا پیرو مت بن کیونکہ اس آیت میں صاف وعدہ اس امت کے لئے ایسے خلیفوں کا ہے جو ان خلیفوں کی طرح ہوں جو بنی اسرائیل میں گذر چکے ہیں اور کریم جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے۔۔۔ہم قرآن کی نص کے رُو سے اس بات پر مجبور

ہو گئے کہ اس بات پر ایمان لائیں کہ آخری خلیفہ اسی امت میں سے ہو گا اور وہ عیسیٰ کے قدم پر آئے گا۔ اور کسی کی مجال نہیں کہ اس کا انکار کرے کیونکہ یہ قرآن کا انکار ہے اور جو قرآن کا منکر ہے وہ جہاں جاوے خدا کے عذاب کے نیچے ہے۔۔۔ پس سورہ نور کو غور سے پڑھ تا کہ تجھ پر یہ نور دن کی طرح ظاہر ہو۔"

(خطبہ الہامیہ اردو ترجمہ۔۶۸)(خطبہ الہامیہ۔ ص۴۱ تا ۴۲)



## اسلام کا آخری خلیفہ مرزا صاحب

"حضرت ابو بکر صدیق کو جو سیدنا حضرت محمد ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کے پہلے خلیفہ تھے۔۔۔ ایسا ہی سلسلہ محمدیہ کی خلافت کا آخری خلیفہ جو مسیح موعود سے موسوم ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔ ص ۱۹۰ تا ۱۹۲)(تحفہ گولڑویہ۔ ص ۶۲)

"مسیح خاتم خلفاء محمدیہ ہے جو سلسلہ محمدیہ کا سب سے آخری خلیفہ ہے۔ سب سے پہلا خلیفہ جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔ ص ۱۸۳)(تحفہ گولڑویہ۔ ص ۵۷)

"حضرت ابو بکر اسلام کے آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود سے مشابہ ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔ ص ۱۹۲۔)(تحفہ گولڑویہ۔ ص ۶۳)

"تمام محمدی خلیفے جن میں سے آخری خلیفہ مسیح موعود ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔ ص ۱۹۳)(تحفہ گولڑویہ۔ ص ۶۳)

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اسلام کے مسیح موعود سے جو شریعت اسلامیہ کا آخری خلیفہ ہے مشابہت رکھتے ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔ ص ۱۹۲)(تحفہ گولڑویہ۔ ص ۶۳)

''سلسلہ محمدیہ کی خلافت کا آخری خلیفہ جو مسیح موعود سے موسوم ہے۔''

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔ ۱۹۱)(تحفہ گولڑویہ۔ ص ۶۳)

''مسیح موعود ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا خاتم ہے۔''

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔ ص ۱۹۱ حاشیہ)(تحفہ گولڑویہ۔ ص ۶۲۔ بقیہ حاشیہ)

## مرزا صاحب آیت استخلاف کے تحت آخری خلیفہ ہیں

''بعض ناواقف یہ اعترض کیا کرتے ہیں کہ مسیح موعود کا قرآن شریف میں کہاں ذکر ہے؟ اسکا یہ جواب ہے کہ خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی نام ہیں۔ منجملہ انکے ایک نام اسکا خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے۔ سو اس نام کے ساتھ قرآن شریف میں مسیح موعود کے بارہ میں پیشگوئی موجود چنانچہ سورہ نور (آیت ۵۶) میں خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ مسلمانوں میں سے آخری دنوں تک انکے دین کی تقویت کے لئے خلیفے پیدا کرتا رہے گا اور انکے ذریعہ سے خوف کے بعد امن کی صورت پیدا کر دیگا۔ آخری دنوں تک خلیفوں کا پیدا ہونا اس قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بموجب نص صریح قرآن شریف کے اسلام کا دور دُنیا کے آخری دنوں تک ہے پس ماننا

پڑا کہ اسلام میں بھی ایک خاتم الخلفاء ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے سلسلہ میں حضرت عیسیٰ خاتم الخلفاء تھے۔ اور یہ عجیب راز ہے کہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ سے بموجب قول یہود کے چودھویں صدی میں پیدا ہوئے اسی طرح اسلام کا خاتم الخلفاء اسی مدت کے بعد مبعوث ہوا۔“

(روحانی خزائن جلد ۲۳۔ ص ۳۳۳۔ حاشیہ)(چشمہ معرفت۔ ص ۳۱۸۔ حاشیہ)

”یاد رکھنا چاہیے کہ ہم خاتم الخلفاء ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور خاتم الخلفاء کا قرب قیامت کے وقت ظہور ہونے کا وعدہ قرآن شریف میں موجود ہے۔۔۔ پس قرآن شریف میں جس شخص کا نام خاتم الخلفاء رکھا گیا ہے اسی کا نام مسیح موعود رکھا گیا ہے۔۔۔ خلیفہ کہتے ہیں پیچھے آنیوالے کو۔ اور کامل وہ ہے جو سب سے پیچھے آوے اور ظاہر ہے کہ جو قرب قیامت کے وقت آوے گا وہ سب سے پیچھے ہوگا۔ لہٰذا وہی سب سے اکمل اور افضل ہوا۔“

(ملفوظات ۵۔ صفحہ ۵۵۴۔ یکم مئی ۱۹۰۸ء بعد نماز جمعہ۔ پانچ جلد والا ایڈیشن)



”وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت (النور:۵۶) میں خلفاء کے تقرر کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اسی وعدہ میں وہ خاتم الخلفاء بھی شامل ہے اور نص قرآنی سے ثابت ہوا کہ وہ موعود ہے۔۔۔ پس جیسے وہاں خاتم مسیح ہے، یہاں بھی خاتم الخلفاء ہے۔ اس لیے یہ اعتقاد اسی قسم کا ہے کہ اگر کوئی انکار کرے کہ اس امت میں مسیح موعود نہ ہوگا وہ قرآن سے انکار کرتا ہے اور اسکا

ایمان جاتا رہے گا۔"

(ملفوظات جلد ا۔ ص ۴۷۵۔ پانچ جلد والا ایڈیشن) (تقریر ۳۱/مارچ ۱۹۰۱ء)

"حسب وعدہ کما استخلف الذین من قبلھم آخری خلیفہ اس امت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رنگ میں آئے گا۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔ ص ۲۰۲) (تحفہ گولڑیہ۔ ص ۶۸)

" وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم۔۔۔ النور:۵۶۔ یعنی خدا نے اُن ایمانداروں سے جو نیک کام بجالاتے ہیں وعدہ کیا ہے جو اُن میں سے زمین پر خلیفے مقرر کرے گا انہی خلیفوں کی مانند جو اُن سے پہلے کئے تھے۔ اب جب ہم مانند کے لفظ کو پیش نظر رکھ کر دیکھتے ہیں جو محمدی خلیفوں کی موسوی خلیفوں سے مماثلت واجب کرتا ہے تو ہمیں ماننا پڑتا ہے جو اِن دونوں سِلسلوں کے خلیفوں میں مماثلث ضروری ہے اور مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہے اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنے والا وہ مسیح خاتم خلفاء محمدیہ ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا سب سے آخری خلیفہ ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔ ۱۸۳) (تحفہ گولڑیہ۔ ص ۵۷)

"آیت وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم۔ النور:۵۶۔ کو پڑھ لے اور اپنے ہوا و ہوس کا پیرو مت بن کیونکہ اس آیت میں صاف وعدہ اس امت کے ایسے خلیفوں کا ہے جو اُن خلیفوں کی طرح ہوں جو بنی اسرائیل میں گذر چکے۔۔۔ ہم

قرآن کی نص کے رُو سے اس بات پر مجبور ہو گئے کہ اس بات پر ایمان لائیں کہ آخری خلیفہ اسی اُمت میں سے ہو گا اور وہ عیسیٰ کے قدم پر آئے گا۔ اور کسی مومن کی مجال نہیں کہ اسکا انکار کرے کیونکہ یہ قرآن کا انکار ہے۔"

(خطبہ الہامیہ اردو ترجمہ۔ ٦٧ تا ٦٨)(خطبہ الہامیہ۔ ص ۴۰ تا ۴۱)

"آیت وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم۔۔ النور: ٥٦۔ صاف بتلا رہی ہے کہ ایک مجدد حضرت مسیح کے نام پر چودھویں صدی میں آنا ضروری ہے۔ کیونکہ امر استخلاف محمدی امر استخلاف موسوی سے اسی حالت میں اکمل اور اتم مشابہت پیدا کر سکتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ٦۔ ص ٣٦٣)(شہادۃ القرآن۔ ص ٦٨)

"جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قرآن شریف میں احکام دیئے ہیں اسی طرح سے آخری زمانہ میں ایک آخری خلیفہ کے آنے کی پیشگوئی بھی بڑے زور سے بیان فرمائی ہے اور اسکے نہ ماننے والے اور اس سے انحراف کرنے والوں کا نام فاسق رکھا ہے۔۔۔۔ قرآن شریف میں خلیفہ کا لفظ بولا گیا ہے اور حدیث میں اسی خلیفہ آخری کو مسیح موعود کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پس قرآن شریف نے جس شخص کے مبعوث کرنے کے متعلق وعدے کا لفظ بولا ہے اور اس طرح سے اس شخص کی بعثت کو ایک رنگ کی عظمت عطا کی ہے وہ مسلمان کیسا ہے جو کہتا ہے کہ ہمیں اسکے ماننے کی ضرورت ہی کیا ہے؟۔"

(ملفوظات ۵۔ ص ۵۵۱۔ یکم مئی ۱۹۰۸ء۔ پانچ جلد والا ایڈیشن)

## موسوی اُمت میں تیرہ خلیفے ہوئے اور
## امت محمدیہ میں بھی تیرہ خلیفے ہیں (جو آیت استخلاف کے مصداق ہیں)

آیت استخلاف کی تشریح میں بیان فرمایا؛

’’یعنی خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے جو ایماندار ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وعدہ فرمایا ہے جو ان کو زمین پر اُنہی خلیفوں کی مانند جو اُن سے پہلے گذر چکے ہیں خلیفے مقرر فرمائے گا اِس آیت میں پہلے خلیفوں سے مُراد حضرت موسیٰ کی امت میں سے خلیفے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی شریعت کو قائم کرنے کے لئے پے درپے بھیجا تھا اور خاص کر کسی صدی کو ایسے خلیفوں سے جو دین موسوی کے مجدد تھے خالی نہیں جانے دیا تھا اور قرآن شریف نے ایسے خلیفوں کا شمار کرکے ظاہر فرمایا ہے کہ وہ باراں ہیں اور تیرھواں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو موسوی شریعت کا مسیح موعود ہے۔ اور اس مماثلت کے لحاظ سے جو آیت ممدوحہ میں کَمَا کے لفظ سے مستنبط ہوتی ہے ضروری تھا کہ محمدی خلیفوں کو موسوی خلیفوں سے مشابہت و مماثلت ہو۔ سو اسی مشابہت کے ثابت اور متحقق کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں بارہ موسوی خلیفوں کا ذکر فرمایا جن میں سے ہر ایک حضرت موسیٰ کی قوم میں سے تھا اور تیرھواں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جو موسیٰ کی قوم کا خاتم الانبیاء تھا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔۱۲۳)(تحفہ گولڑیہ۔ص ۲۳)

''حضرت موسیٰ کے خلیفے بھی تیرہ ہوئے، اور آنحضرت ﷺ کے خلیفے بھی تیرہ۔''

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔۱۲۵۔حاشیہ)(تحفہ گولڑیہ۔ص ۲۴۔حاشیہ)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام، موسوی اُمت کے آخری خلیفہ تھے

''حضرت عیسیٰ ابن مریم کو بنی اسرائیل میں مبعوث فرمایا؛ اور انکو بنی اسرائیل کا خاتم الانبیاء بنایا۔''

(خطبہ الہامیہ اردو ترجمہ۔۶۹ تا ۷۰)(خطبہ الہامیہ۔۴۳ تا ۴۴)

''عیسیٰ، موسیٰ کی قوم کا خاتم الانبیاء تھا۔''

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔۱۲۳)(تحفہ گولڑیہ۔ص ۲۳)

''خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو بنی اسرائیل میں مبعوث فرمایا اور انکو بنی اسرائیل کا خاتم الانبیاء بنایا۔''

(خطبہ الہامیہ۔اردو ترجمہ۔ص ۶۹ تا ۷۰)(خطبہ الہامیہ۔۴۳)

تبصرہ:۔ مذکورہ بالا تحریرات میں مسیح کو خاتم کہنا افضل کے معنوں میں نہیں بلکہ آخری کے معنوں میں ہے۔ کیونکہ موسوی امت میں افضل نبی صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے لکھا؛

''حضرت موسیٰ بردباری اور حلم میں بنی اسرائیل کے تمام نبیوں سے سبقت

لے گئے تھے۔ اور بنی اسرائیل میں نہ مسیح اور نہ کوئی دوسرا نبی ایسا نہیں ہوا جو حضرت موسیٰ کے مرتبہ عالیہ تک پہنچ سکے۔"

(روحانی خزائن جلد ا۔ ص ۶۰۵)(براھین احمدیہ۔ حصہ ۴۔ ص ۵۰۸)

گویا اس لحاظ سے مرزا صاحب جب حضرت مسیح ناصری کو "خاتم الانبیاء" لکھتے ہیں تو مراد اس سے آخر پر آنے والا نبی ہوتا ہے۔ نہ کہ افضل نبی۔

## جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری خلیفہ تھے، اسی طرح مسیح موعود نے بھی آخری خلیفہ ہونا تھا

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اسلام کے مسیح موعود سے جو شریعت اسلامیہ کا آخری خلیفہ ہے مشابہت رکھتے ہیں۔"

(روحانی خزائن ۱۷۔ ص ۱۹۲)(تحفہ گولڑیہ۔ ص ۶۲)

"جس طرح حضرت عیسیٰؑ سلسلہ موسوی کے خاتَم الخلفاء تھے۔ اسی طرح ادھر بھی مسیح موعود خاتَم الخلفاء ہو گا۔"

(ملفوظات ۵۔ صفحہ ۵۵۲۔ یکم مئی ۱۹۰۸ء۔ پانچ جلد والا ایڈیشن)

" قرآن شریف اپنے نصوص قطعیہ سے اس بات کو واجب کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابل پر جو موسوی خلیفوں کے خاتم الانبیاء ہیں اس اُمت میں سے بھی ایک آخری خلیفہ پیدا ہو گا تا کہ وہ اِسی طرح محمدی سلسلہ خلافت کا خاتم الاولیاء ہو۔ اور مجدّدانہ حیثیت اور لوازم میں حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کی مانند ہو اور اسی پر سلسلہ خلافتِ محمدیہ ختم ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام پر سلسلہ خلافتِ موسویہ ختم ہو گیا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔ ص ۱۸۲)(تحفہ گولڑویہ۔ ص ۵۶)

"وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) اسرائیلی خلیفوں میں سے آخری خلیفہ ہیں ۔۔۔ ایسا ہی میں بھی محمدی سلسلہ کے خلیفوں میں سے آخری خلیفہ ہوں۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔ ص ۲۰۹۔ بقیہ حاشیہ)(تحفہ گولڑویہ۔ ص ۷۱۔ بقیہ حاشیہ)

"سلسلہ استخلاف کا آخری خلیفہ جسکا نام مسیح موعود اور مہدی معہود ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔ ۲۴۴)(تحفہ گولڑویہ۔ ص ۹۱)

"مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ اور میں آخری خلیفہ اُس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ ۱۵۴)(حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۵۰)

"خلفاء محمدیہ کا سلسلہ مثیل عیسیٰ (یعنی مرزا صاحب۔ ناقل) پر ختم ہو۔ تاکہ سلسلہ موسویہ کیساتھ مماثلت پوری ہو۔"

(اردو ترجمہ اعجاز المسیح۔ ۱۲۵۔ حاشیہ)(اعجاز المسیح۔ ص ۱۲۶۔ حاشیہ)

## خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے مراد امام مہدی کا خلیفہ ہونا ہے

"آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا اِس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کریگا اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں

ہو گا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا مُحدِّث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۴۔ ص ۳۹۴)(ایام الصلح۔ ص ۱۴۷)

تبصرہ:۔ گویا جس طرح مہدویت منہاج النبوۃ پر ملی ہے اسی طرح خلافت کا عہدہ بھی منہاج النبوۃ پر ہی مرزا صاحب کو ملا ہے۔ اس لحاظ سے حدیث کی پیشگوئی جس میں "خلافت علیٰ منہاج النبوۃ" کا ذکر ہے اس میں پہلی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے مراد اسلام کے پہلے چار خلیفے ہیں۔ اور آخری خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے مراد مرزا صاحب کا آخری خلیفہ ہونا ہے۔

مرزا صاحب کا یہ بیان کہ مھدی خدا سے علم حاصل کریگا یہ کوئی شریعت کا اصول نہیں ہے۔ علم ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ قرآن اور سنت رسول ﷺ سے علم حاصل کرے۔



## انجمن بحیثیت خلیفہ

خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب نے فرمایا؛

"میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔ واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور انکی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔ اب دیکھو کہ انہی متقیوں

نے(یعنی انجمن کے اراکین نے۔ ناقل) جن کو حضرت صاحب(یعنی بانی احمدیت ۔ناقل) نے اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا اپنی تقویٰ کی رائے سے، اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزار ہا ہزار لوگوں کو اس کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔"

(خطبات نور صفحہ ۴۱۹)(خطبہ عید الفطر۔۱۵/اکتوبر۔۱۹۰۹ء)

تبصرہ:۔ یعنی وہ انجمن جسے بانی احمدیت نے اپنی زندگی میں منتخب کیا تھا اس میں چودہ لوگ تھے۔ خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب کی زندگی میں ہی انجمن کے لوگوں کا آپس میں اختلاف ہو گیا تھا۔ ایک گروہ مرزا محمودؔ کی پارٹی کا حصہ بن گیا، دوسرا گروہ مولوی محمد علی صاحب کی طرف چلا گیا۔

## خلیفہ اول نے اپنا موقف بدل ڈالا۔ اور کہا مجھے انجمن نے خلیفہ نہیں بنایا

"اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اسکے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ خلافت حق کس کا ہے؟ **ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود ہے جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے** پھر

دامادی کے لحاظ سے نواب محمد علی خان کو کہہ دیں پھر خسر کی حیثیت سے ناصر نواب کا حق ہے یا **ام المومنین کا حق ہے جو حضرت صاحب کی بیوی ہیں۔** یہی لوگ ہیں جو خلافت کے حقدار ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو لوگ خلافت کے متعلق بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا حق کسی اور نے لے لیا وہ اتنا نہیں سوچتے کہ یہ سب کے سب میرے فرمانبردار ہیں اور انہوں نے اپنا دعویٰ میرے سامنے پیش نہیں کیا۔"

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)(خطابات نور۔ ص ۴۷۰۔ تقریر ۱۶/ جون ۱۹۱۲ء)

تبصرہ:۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکیم نور الدین صاحب پر مرزا محمود کے خاندان کا ایک رعب تھا۔ وہ خود کو اُنکے احسانات تلے سمجھتے تھے اور اُن سے زیادہ محبت اور تعلق ظاہر کرتے تھے۔

# حبل اللہ سے مراد

## نبی کے سوا باقی سب میں گناہ کرنے کا امکان موجود ہے

"اور ظاہر ہے کہ بوجہ اسکے کہ بجز نبی کے اور کوئی معصوم ٹھہر نہیں سکتا اور امکانی طور پر صدور کذب وغیرہ ذنوب کا ہر ایک سے **بجز نبی کے** ممکن الوقوع ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۴۔ ص ۳۶)(مباحثہ لدھیانہ۔ ص ۳۴)

تبصرہ:۔ یعنی جب گناہ کرنے کا امکان نبی کے سوا ہر ایک شخص میں بشمول خلیفوں کے موجود ہے تو خلیفہ پھر کس طرح حبل اللہ ٹھہر سکتا ہے۔



## حبل اللہ سے مراد قرآن ہے

"کیا ہمیں قرآن کریم کے اس مرتبہ پر ایمان نہیں لانا چاہیے جو مرتبہ وہ خود اپنے لئے قرار دیتا ہے؟ دیکھنا چاہیے کہ وہ صاف الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً ولا تفرقوا۔(اٰل عمران: ۱۰۴) کیا اس حبل سے حدیثیں مراد ہیں؟ پھر جس حالت میں وہ حبل سے پنجہ مارنے کے لیے تاکید شدید فرماتا ہے تو کیا اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم ہر ایک اختلاف کے وقت قرآن کریم کی طرف رجوع کریں؟ اور پھر فرماتا ہے۔ و من اعرض عن ذکری

فان له معیشة ضنکاً و نحشره یوم القیٰمة اعمیٰ (طٰہٰ:۱۲۵)۔یعنی جو شخص میرے فرمودہ سے اعراض کرے اور اسکے مخالف کی طرف مائل ہو تو اس کے لئے تنگ معیشت ہے یعنی وہ حقائق اور معارف سے بے نصیب ہے اور قیامت کو اندھا اٹھایا جائے گا(یہ مطلب ہے تنگ معیشت کا۔ناقل)۔ ۔۔۔قرآن کریم کو ہر ایک امر میں دستاویز پکڑو۔تم سب کا اسی میں شرف ہے کہ تم قرآن کو دستاویز پکڑو اور اسکو مقدم رکھو۔"

(روحانی خزائن جلد۴۔ص۳۷)(مباحثہ لدھیانہ۔ص۳۵)

## اللہ کی رسی۔یہ منصب صرف قرآن کا ہے

"جس حالت میں قرآن کریم خود یہ منصب اپنے لئے تجویز فرماتا ہے اور کہتا ہے فبای حدیث بعده یومنون (الاعراف:۱۸۶)۔اور فرماتا ہے ان هدى الله هو الهدیٰ (البقرہ:۱۲۱)۔ اور فرماتا ہے واعتصموا بحبل الله جمیعاً (آل عمران:۱۰۴)۔ اور فرماتا ہے هدى للناس و بینٰت من الهدی (البقرہ: ۱۸۶)۔اور فرماتا ہے انزل الکتٰب بالحق والمیزان (الشوریٰ:۱۸)۔اور فرماتا ہے انه لقول فصل (الطارق:۱۴)۔لا ریب فیه (البقرہ:۳)۔تو پھر اسکے بعد کون ایسا مومن ہے جو قرآن شریف کو حدیثوں کے لئے حکم مقرر نہ کرے؟ اور جب کہ وہ خود فرماتا ہے کہ یہ کلام حکم ہے اور قول فصل ہے اور حق اور باطل کی شناخت کے لئے فرقان ہے اور میزان ہے تو کیا یہ ایمانداری ہو گی کہ ہم خدا

تعالیٰ کے ایسے فرمودہ پر ایمان نہ لائیں؟ اور اگر ہم ایمان لاتے ہیں تو ہمارا ضرور یہ مذہب ہونا چاہئے کہ ہم ہر ایک حدیث اور **ہر ایک قول** (خلیفہ کا قول بھی شامل ہے۔ناقل) کو قرآن کریم پر عرض کریں تا ہمیں معلوم ہو کہ وہ واقعی طور پر اس مشکواۃ وحی سے نور حاصل کرنے والے ہیں جس سے قرآن نکلا ہے یا اسکے مخالف ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۴۔ ص ۲۲)(مباحثہ لدھیانہ۔ ص ۲۰)

# قرآن امامِ وقت ہے

"کتابُ اللہ مقدم اور امام ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۴۔ ص ۱۱)(مباحثہ لدھیانہ۔ ص ۹)

"قرآن کریم در حقیقت حَکَم اور رہنما اور امام اور مھیمن اور فرقان اور میزان ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۴۔ ص ۴۰)(مباحثہ لدھیانہ۔ ص ۳۸)

"قرآن امام اور مہیمن ہے۔"

(اردو ترجمہ حمامۃ البشریٰ۔ ۱۰۵)(حمامۃ البشریٰ۔ ص ۳۳)

"قرآن سچا امام ہے۔"

(اردو ترجمہ حمامۃ البشریٰ۔ ص ۴۹)(حمامۃ البشریٰ۔ ص ۱۱)

تبصرہ:۔ گویا یہ جو حدیث میں فرمایا کہ جو شخص امام وقت کی شناخت کیے بغیر مر گیا وہ جاہلیت پر مرا اس میں لفظ امام کا اول مصداق قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ ہیں کہ جن پر یہ قرآن نازل ہوا۔ باقیوں کی حیثیت ثانوی ہے۔ باقی جس قدر بھی مجدد اُمت میں آتے رہتے ہیں وہ حقیقی امامِ وقت نہیں ہوتے اگر کوئی ان کو نہ بھی پہچانے تو کوئی بڑی خرابی کی بات نہیں ہے۔ اصل پہچاننے کے لائق چیز قرآن ہے اور آنحضرت ﷺ کی شخصیت ہے۔ خیر یہ تو میری رائے ہے۔ البتہ مرزا صاحب مجدد کو بھی امام وقت مانتے ہیں۔

## حضرت علی، آیت استخلاف کے مصداق نہ تھے

’’آپ کی (یعنی حضرت علی کی۔ناقل) خلافت اس امن کی مصداق نہ تھی جسکی بشارت خدائے رحمٰن کی طرف سے دی گئی تھی (یعنی سورہ النور آیت ۵۶ میں۔ ناقل)۔۔۔ آپ پہلے خلفاء کی طرح دین کی اشاعت اور شیطانوں کو رجم کرنے پر قادر نہ ہوسکے۔۔۔۔ **یہ ممکن نہیں کہ ہم انکی خلافت کو اس (سورہ النور آیت ۵۶۔ناقل) بشارت کا مصداق قرار دیں۔** کیونکہ آپکی خلافت فساد، بغاوت اور خسارے کے زمانے میں تھی اور اس دور میں امن ظاہر نہ ہوا۔ بلکہ امن کے بعد خوف ظاہر ہوا اور فتنے شروع ہوئے اور لگاتار مصائب آئے۔۔۔۔ امت میں اختلافات ظاہر ہوئے اور فتنوں کے دروازے اور حسد اور کینے کی راہیں کھل گئیں ،اور ہر نئے روز قوم کا نیا جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا، زمانے کے فتنوں کی بہتات ہوگئی اور امن کے پرندے اڑ گئے۔ اور مفاسد میں جوش پیدا ہوا اور فتنے موجزن ہوگئے۔یہاں تک کہ سید المظلومین حسینؓ قتل کردیے گئے۔ اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ ’’خلافتُ اللہ‘‘ پروردگار عالَم (سبحانہ وتعالیٰ) کی جانب سے ایک روحانی معاملہ تھا اور پہلی گھڑی سے ہی حضرت علی مرتضیٰ اس کے مصداق تھے (یعنی اس آیت کے تحت خلیفہ تھے۔ناقل) لیکن انہوں نے شرم وحیا کی وجہ سے یہ پسند نہ کیا کہ وہ ظالم قوم سے جھگڑا مول لیں تو **ایسا خیال ایک عذر قبیح ہے اور ایک بے حیا شخص ہی ایسی بات منہ پر لاسکتا ہے۔** ہاں وہ حق جسکا

قبول کرنا واجب ہے اور وہ سچائی جسے تسلیم کرنا لازمی ہے وہ یہ ہے کہ استخلاف کی پیشگوئی کا مصداق وہی شخص ہے جو ان تمام صفات کا جامع ہو(یعنی جزوی صفات کافی نہیں اس آیت کا مصداق بننے کے لیے۔ناقل)اور جس کے متعلق یہ ثابت ہو چکا ہو کہ اس نے مسلمانوں پر امن اور راستی کے در کھولے اور انہیں فتنوں اور عذاب سے نجات دلائی اور اسلام کے دفاع میں ہر حملہ کرنے والے کے دانت توڑ دیئے۔"

(اردو ترجمہ سر الخلافہ۔ص۹۶تا۹۷)(سر الخلافہ۔ص۳۰)

مگر مرزا محمود صاحب کے نذدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ، آیت استخلاف کے مصداق تھے۔مرزا محمود صاحب لکھتے ہیں؛

"ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ خلافت موعودہ جسکا اس آیت (یعنی سورہ النور آیت ۵۶۔ناقل) میں ذکر ہے محض اُس خلیفہ کے متعلق ہے جو نبی کے معاً بعد آتا ہے نہ کہ خلفاء کے ایک لمبے سلسلے کے متعلق۔اسکا جواب یہ ہے رسول کریم ﷺ نے چاروں خلافتوں کا خلافت راشدہ قرار دیا(یعنی مراد یہ ہے کہ چاروں خلیفے اس آیت استخلاف کے مصداق ہیں۔ناقل)۔۔۔پس جب آنحضرت ﷺ خلافت کو چاروں خلفاء تک لمبا کرتے ہیں تو کسی دوسرے کا کیا حق ہے کہ اسے پہلے خلیفے تک محدود کردے۔۔۔۔پس اگر پہلے خلفاء اس آیت کے ماتحت خلیفہ تھے تو انکے فیصلے اسی کی تائید میں ہیں کہ انکے بعد بھی

خلافت رہے گی اور اسی رنگ میں ہو گی جس رنگ میں انکی اپنی خلافت تھی اور انکے فیصلے اس بارہ میں حجت ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اس خیال کو(کہ حضرت علی، اس آیت استخلاف کے مصداق نہ تھے۔ناقل) ''سر الخلافۃ'' میں بیان فرمایا ہے مگر یہ درست نہیں۔ آپ نے (یعنی مرزا صاحب نے۔ناقل)جو کچھ فرمایا ہے وہ شیعوں کے رد میں ہے(یعنی شیعوں کو لاجواب کرنے کے لیے ایک جھوٹی بات مسیح موعود نے بیان کی ہے۔ناقل)۔''

(انوارالعلوم۔جلد۱۵۔خلافت راشدہ؛ص۱۲۹۔تقریر فرمودہ ۲۸،۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء۔جلسہ سالانہ قادیان)

یعنی مرزا محمود صاحب کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آیت استخلاف کے تحت خلیفہ تھے۔ جبکہ مرزا صاحب کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ، خلیفہ تو تھے مگر اس آیت کے تحت نہ تھے یعنی اس آیت کے مصداق نہ تھے۔

## خلیفہ کو جواب دینا

''حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی اشعار سنے تھے۔ لکھا ہے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک صحابی مسجد کے اندر شعر پڑھتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اسکو منع کیا۔اس نے جواب دیا۔ میں نبی کریم ﷺ کے سامنے مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا، تُو کون ہے جو مجھے روک سکے؟ یہ سن کر حضرت امیر المومنینؓ بالکل خاموش ہو گئے۔''

(ملفوظات جلد ۴۔ صفحہ ۵۲۴۔پانچ جلد والا ایڈیشن)

## حکومت برطانیہ کے ذریعہ لوگوں کا خوف امن میں بدلا

"پس اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے ہمارے خوف کو امن میں بدل دیا اور ہمیں ایک رحم دل بزرگ ملکہ (یعنی ملکہ برطانیہ۔ناقل)عطا کی جس کے عُمال میں ہمیں حاکموں جیسا دبدبہ نہیں ملتا اور نہ ہی وہ سانپوں کی طرح کاٹنے والے اور ڈسنے والے ہیں۔ بلکہ وہ کمزوروں پر رحم کرنے والے ہیں۔ ہم انکے سائے میں پُرخطر کام بھی سرانجام دینے لگے۔"

(اردو ترجمہ التبلیغ۔ ص ۱۵۲)(آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۵۲۰)(روحانی خزائن جلد ۵۔ ص ۵۲۰)

تبصرہ:۔ گویا یہ خوبی صرف خلافت میں ہی نہیں پائی جاتی بلکہ بادشاہوں اور دنیاوی حکمرانوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ انکے ذریعہ لوگوں کا خوف امن میں بدل جاتا ہے۔

برخلاف اسکے ملوکیت اور یزیدی خلیفوں میں صرف اُنہی لوگوں کا خوف امن میں بدلتا ہے جو اُنکے پکے غلام اور مرید بن کر زندگی گذارتے ہیں۔ لیکن جس دن کوئی اُن کی خلافت کا انکار کرتا ہے اُسی دن سے اُسکے لیے خوف کے پہاڑ کھڑے کر دیئے جاتے ہیں اور اُسکی ذلت اور تباہی کی باتیں ہونے لگتی ہے کہ اب یہ بندہ تباہ ہو جائے گا حالانکہ اپنے ہی بندوں سے وہ تباہ کرواتے ہیں۔ یہ چیز سیاسی جتھوں میں بھی ہمیں نظر آتی ہے کہ وہ بھی صرف اُنھی کو امن فراہم کرتے ہیں جو اُن کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اور اپنے مخالفین کو گرانے اور اُنہیں خاموش کرانے اور اپنے راستہ سے ہٹانے کی تدبیریں سوچتے ہیں اور

اپنے خفیہ بندوں کو اُنکے خلاف لگاتے ہیں۔ اور صرف اپنے پکے خیر خواہ لوگوں کو تحفظ اور امن فراہم کرتے ہیں۔

# مجددیت

(تحریرات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

## فضیلت کی اصل وجہ مثیل مسیح ہونا یا بروزی محمد ہونا نہیں بلکہ ملہم اور مجدد ہونا ہے۔ مرزا صاحب کی اصل حیثیت مجدد کی ہے

"یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود (جسکو حدیث میں نبی اللہ کہا گیا ہے۔ ناقل) ہونے کا دعویٰ **ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعویٰ سے کچھ بڑا نہیں ہے۔** صاف ظاہر ہے کہ جس کو یہ رُتبہ حاصل ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کا ہم کلام ہو اُس کا نام منجانب اللہ خواہ مثیل مسیح ہو اور خواہ مثیل موسیٰ ہو (اور خواہ مثیل محمد، اور دیگر انبیاء کا مثیل ہو۔ ناقل) یہ تمام نام اُس کے حق میں جائز ہیں۔ **مثیل ہونے میں کوئی اصلی فضیلت نہیں اصلی اور حقیقی فضیلت ملہم من اللہ اور کلیم اللہ ہونے میں ہے** (ملہم من اللہ اور کلیم اللہ ہونے سے مُحدَّث کا درجہ مراد ہے۔ ناقل)۔ پھر جس شخص کو مکالمہ الٰہیہ کی فضیلت حاصل ہو گئی اور کسی خدمت دین کیلئے مامور من اللہ ہو گیا تو اللہ جلّ شانہ وقت کے مناسب حال اس کا کوئی نام رکھ سکتا ہے۔ **یہ نام رکھنا تو کوئی بڑی بات نہیں۔** اسلام میں موسیٰ، عیسیٰ، داؤد، سلیمان، یعقوب وغیرہ بہت سے نام نبیوں کے نام پر لوگ رکھ لیتے ہیں اس تفاول کی نیت سے کہ ان کے اخلاق انہیں حاصل ہو جائیں پھر اگر خدا

تعالیٰ کسی کو اپنے مکالمہ کا شرف دیکر کسی موجودہ مصلحت کے موافق اس کا کوئی نام بھی رکھ دے تو اس میں کیا استبعاد ہے؟ اور اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفع کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے دلائل قویہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے۔“

(روحانی خزائن جلد۵۔ ص۳۴۱)(آئینہ کمالات اسلام۔ ص۳۴۱)
(مکتوبات جلد۲۔ ایڈیشن دوم۔ ص۱۸۰۔ مکتوب نمبر۸ بنام نواب محمد علی خان آف مالیر کوٹلہ)



## نبی کے رنگ میں ایک مجدد بھیجا گیا

”جس طرح محدَّثیت نبوت سے مشابہ ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے اشد درجہ کی مناسبت رکھتی ہے۔ غرض میں ایک مسلمان ہوں۔ ایھا المسلمون انا منکم و امامکم منکم بامر اللہ تعالیٰ۔ خلاصہ کلام یہ کہ میں مُحدَّث اللہ ہوں اور مامور من اللہ ہوں اور باایں ہمہ مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں جو صدی چار دہم کے لئے مسیح ابن مریم کی خصلت اور رنگ میں **مجدد دین ہوکر** رب السمٰوات والارض کی طرف سے آیا ہوں۔ میں مفتری نہیں ہوں وقد خاب من افتریٰ۔ خدا تعالیٰ نے دنیا پر نظر کی اور اسکو ظلمت میں پایا اور مصلحت عباد کے لئے ایک اپنے عاجز بندہ کو خاص کر دیا۔ کیا تمہیں اس سے کچھ تعجب ہے کہ وعدہ کے موافق صدی کے سر

پر ایک مجدد بھیجا گیا اور جس نبی کے رنگ میں چاہا خدا تعالیٰ نے اسکو پیدا کیا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد ا۔ صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۱۔ایک عاجز مسافر کا اشتہار
قابل توجہ جمیع مسلمانان انصاف شعار و حضرات علمائے نامدار۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

تبصرہ:۔ یعنی جس طرح مسیح سے مشابہت کی وجہ سے خود کو مسیح قرار دیا، اسی طرح نبوت سے مشابہت کے باعث محدّثیت کو نبوت قرار دیا۔

## نبی کے بجائے مجدد آیا ہے

"اگر کوئی کہے کہ فساد اور بد عقیدگی اور بد اعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا۔ تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اِس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الہ الا اللّٰہ کہنے والے موجود ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا۔"

(روحانی خزائن جلد ۹۔ ص ۳۳۹۔ حاشیہ)(نور القرآن نمبر ا۔ ص ۷۔ حاشیہ۔ ۱۸۹۵ء)

## ظلمت و گمراہی کے زمانہ میں پہلے نبی آتے تھے اور اب مجدد۔ سلسلہ مجددیت نبیوں کے قائم مقام رکھا گیا ہے

"اِس وقت دُنیا میں تاریکی بہت پھیلی ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرنے کے واسطے جو قوت درکار ہے اس میں بہت کمزوری ہے۔ خدا تعالیٰ کی یہ قدیم سے عادت چلی آئی ہے کہ جب دُنیا میں گناہ کی ظلمت پھیل جاتی ہے۔ تو

زندگی کے مقصدِ اصلی سے دُور جاپڑتے ہیں۔اُس وقت اللہ تعالیٰ خود اپنی طرف سے ایمانوں کو تازہ کرنے کے واسطے انتظام کرتا ہے اور مصلح اور مجدد مبعوث کرتا ہے۔۔۔۔۔ غرض یہ سنت اللہ ہے کہ ظلمت کی انتہا کے وقت اللہ تعالیٰ اپنی بعض صفات کی وجہ سے کسی انسان کو اپنی طرف سے علم اور معرفت دے کر بھیجتا ہے اور اسکے کلام میں تاثیر اور اسکی وجہ میں جذب رکھ دیتا ہے۔۔۔۔ آدم سے لیکر آنحضرت ﷺ تک سلسلہ وحی جاری رہا★۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ وہ تجدید دین کے واسطے مجدد پیدا کریگا۔ تجدید کہتے ہیں ایک کپڑا جو میل کچیل سے آلودہ ہو گیا ہو اسکو دھو کر صاف کرلیا جاوے اور مَیل اس سے قطعاً الگ کردی جاوے اور بالکل نئے کی طرح کردیا جاوے۔اسی طرح جب دین میں ایک زمانہ گذرنے کے بعد عقائد اور اعمال میں طرح طرح کے گند داخل ہو جاتے ہیں اور ایمان کی بناء صرف پُرانے قصہ کہانیوں پر ہی رہ جاتی ہے اور قصوں کے سوائے کچھ ہاتھ میں نہیں رہتا تو اللہ تعالیٰ نے ایسی حالت میں اسلام کو آنحضرت ﷺ کی زبانی یہ وعدہ دیا ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایسے شخص بھیجتا رہے گا جو تجدید دین کیا کریں گے۔"

(ملفوظات جلد۵۔پانچ جلد والا ایڈیشن۔ص ۶۶۴ تا ۶۶۵)(تقریر۔۱۷مئی ۱۹۰۸ء)

---

★ یعنی سلسلہ وحیٔ نبوت جو اصلی نبیوں سے متعلق ہے آنحضرت ﷺ تک جاری رہا۔ اسکے بعد مجددیت کا سلسلہ شروع ہوا۔

## مجدد ہی خلیفہ ہوتا ہے

"خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔"

(ملفوظات جلد ۲، پانچ جلد والا ایڈیشن۔ صفحہ ۶۶۶)(بیان فرمودہ ۶ جنوری ۱۹۰۳ء)

## خلافت سے مراد مجددیت ہے۔ مجدّدِین روحانی خلیفے ہیں

"جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے **مجددیت** کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اور روحانی طور پر آنجنابؐ کے خلیفہ ہوتے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۳۔ صفحہ ۷)(فتح اسلام، صفحہ ۹)

## علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ علماء سے مراد مجدد

"ہر ایک زمانہ کی مشکلات کے مناسب حال ان مشکلات کو حل کرنے والے رُوحانی معلم بھیجے جاتے ہیں جو وارث رُسل ہوتے ہیں اور ظلی طور پر رسولوں کے کمالات کو پاتے ہیں اور جس **مجدد** کی کاروائیاں کسی ایک رسول کی منصبی کاروائیوں سے شدید مشابہت رکھتی ہیں وہ عند اللہ اسی رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۸)(شہادۃ القرآن صفحہ ۵۲)

## تمام مجددوں کے نام نہیں معلوم

"مجددوں کے نام بتانا میرا کام نہیں۔ یہ سوال آنحضرت ﷺ سے کرو

جنہوں نے فرمایا ہے کہ ہر صدی پر مجدد آنا ہے۔اس حدیث کو تمام اکابر نے تسلیم کرلیا ہے۔۔۔۔جبکہ یہ بات ہے توپھر مجھ سے فہرست کیوں مانگی جاتی ہے۔میرا یہ مذہب ہے کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔"

(ملفوظات جلد سوم۔پانچ جلد والا ایڈیشن۔صفحہ ۸۶۔۱۴/فروری ۱۹۰۳ء)

"ہم ان تمام خلیفوں کے نام نہیں جانتے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں مگر اس امت کے اور اگلی امتوں کے چند گذرے ہوئے آدمی۔اور خدا نے ان سب کے نام سے بھی ہم کو اطلاع نہیں دی۔پس ہم ان پر اجمالی طور پر ایمان لاتے ہیں اور انکے ناموں کی تفصیل کو اپنے خدا کو سونپتے ہیں۔مگر ہم قرآن کی نص کے رُو سے اس بات پر مجبور ہوگئے کہ اس بات پر ایمان لائیں کہ آخری خلیفہ اسی امت میں سے ہو گا اور وہ عیسیٰ کے قدم پر آئے گا۔اور کسی کی مجال نہیں کہ اس کا انکار کرے کیونکہ یہ قرآن کا انکار ہے اور جو قرآن کا منکر ہے وہ جہاں جاوے خدا کے عذاب کے نیچے ہے۔"

(اردو ترجمہ خطبہ الہامیہ۔ص۶۸)(خطبہ الہامیہ۔ص۴۱)

"قال رسُول اللہ ﷺ انّ اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علٰی راس کلّ مائۃ سنۃ من یجدّ د لھا دینھا۔رواہ ابو داؤد۔یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اِس اُمّت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اُس کے لئے دین کو تازہ کرے گا اور اب اِس صدی کا چوبیسواں سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلّف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلاویں۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث علماء اُمت میں مسلّم چلی آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضعی بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کو مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مُجدّدِین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اُسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ اُمت ایک بڑے حصہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدّد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اُس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کتنے گذرے ہیں۔ اگر تم یہ بتلا دو گے تو ہم مجدّد بھی بتلا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اِس اُمت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔“

(حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۹۳)(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ ص ۲۰۰ تا ۲۰۱)

تبصرہ:۔ مرزاصاحب کا ماضی کے مجددوں کی نسبت قطعی طور پر علم نہ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ ماضی میں مجددوں نے الہام پاکر مجدد ہونے کے دعوے نہیں کیے۔ کیونکہ اگر الہام پاکر انہوں نے مجددیت کے دعوے کیے ہوتے تو وہ مشہور ہوتے۔ مگر چونکہ انہوں نے بغیر الہام کے بحیثیت علماء دین کے کام کیا ہے اس وجہ سے انکے بارے میں مرزاصاحب کو قطعی اور یقینی علم نہیں ہے کہ وہ مجدد تھے یا نہیں۔

مرزا مسرور صاحب خلیفہ خامس فرماتے ہیں؛

"ایسے مجدد بھی اُمت میں پیدا ہوتے رہے ہیں، جن کی وفات کے بعد پھر لوگوں نے کہا کہ مجدد تھے۔ سو ضروری نہیں کہ مجدد کا اعلان بھی ہو۔"

(خطبہ جمعہ۔ از مرزا مسرور احمد۔ بیان فرمودہ ۱۰ جون۔ ۲۰۱۱ء)

اسی طرح مرزا محمود صاحب نے کہا؛

"ہر شخص جو الہام کے ساتھ تجدید دین کا کام کرتا ہے وہ روحانی مجدد ہے۔ ہر شخص جو اسلام اور مسلمانوں کے لیے تجدید کا کوئی کام کرتا ہے وہ مجدد ہے۔ چاہے وہ روحانی مجدد نہ ہو (یعنی الہام سے کھڑا نہ ہوا ہو۔ ناقل) جیسے میں نے کئی دفعہ مثال دی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ایک دفعہ فرمایا کہ اورنگزیب بھی مجدد تھا، حالانکہ اورنگزیب کو خود الہام کا دعویٰ نہیں تھا۔"

(تفسیر کبیر جلد ۷۔ صفحہ ۱۹۹۔ سورہ شعراء۔ آیت ۹۰)

اور یہ سوال کہ اتمام حجت تو تبھی ہو سکتا ہے جب مجدد دعویٰ کر کے کھڑا ہو۔ جب

دعویٰ نہ ہوا تو لوگ کسی مجدد کے انکار پر قیامت کے دن کیوں کر پوچھے جاسکتے ہیں؟

## مجدد کے ذریعہ اتمام حجت مختلف رنگوں سے ہوا کرتا ہے

”یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے دائمی خلیفوں (یعنی مجددوں۔ناقل) کا وعدہ دیا تا وہ ظلی طور پر انوار نبوت پا کر دنیا کو ملزم کریں اور قرآن کریم کی خوبیاں اور اس کی پاک برکات لوگوں کو دکھلاویں۔ یہ بھی یاد رہے کہ ہر یک زمانہ کے لئے **اتمام حجت** بھی مختلف رنگوں سے ہوا کرتا ہے اور **مجدد وقت** ان قوتوں اور ملکوں اور کمالات کے ساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا ان کمالات پر موقوف ہوتا ہے سو ہمیشہ خدا تعالیٰ اسی طرح کرتا رہے گا جب تک کہ اس کو منظور ہے کہ آثار رشد اور اصلاح کے دنیا میں باقی رہیں اور یہ باتیں بے ثبوت نہیں بلکہ نظائر متواترہ اس کے شاہد ہیں۔“

(شہادۃ القرآن۔ صفحہ ۴۶ تا ۴۷)(روحانی خزائن جلد ۶۔ ۳۴۲)

”بعض مصلح اور مجدّد دین دُنیا میں ایسے آتے ہیں کہ عام طور پر دُنیا کو اُنکی خبر بھی نہیں ہوتی۔“

(روحانی خزائن جلد ۵۔ صفحہ ۱۰۸۔ بقیہ حاشیہ)(آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۱۰۸)

تبصرہ:۔ خبر اسی وجہ سے نہیں ہوتی کہ وہ دعوے نہیں کرتے بلکہ بطور عالم دین کے کام کرتے ہیں۔

## ہر صدی میں بعض مسلمان لوگ ’’کامل روشنی‘‘ پر قائم تھے

’’اعجاز اثر کلام قرآن کی نسبت ہم یہ ثبوت رکھتے ہیں کہ آج تک کوئی ایسی صدی نہیں گزری جس میں خدائے تعالیٰ نے مستعد اور طالب حق لوگوں کو قرآن شریف کی پوری پوری پیروی کرنے سے **کامل روشنی** تک نہیں پہنچایا۔ اور اب بھی طالبوں کے لئے اس روشنی کا نہایت وسیع دروازہ کھلا ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد۱۔ ص۲۹۱۔حاشیہ نمبر۱)(براھین احمدیہ حصہ سوم۔ ص۲۶۱۔حاشیہ نمبر۱)



## مجدد، خلیفہ ہوتا ہے

’’سید احمد صاحب بریلوی سلسلہ خلافتِ محمدیہ کے بارھویں خلیفہ ہیں جو حضرت یحییٰ کے مثیل ہیں اور سید ہیں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد۱۷۔ صفحہ ۱۹۴)(تحفہ گولڑویہ۔ ص۶۳)

## مجدد۔ سورہ نور آیت استخلاف کا مصداق ہے

’’آیت وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم۔۔ النور:۵۶۔ صاف بتلا رہی ہے کہ ایک مجدد حضرت مسیح کے نام پر چودھویں صدی میں آنا ضروری ہے۔ کیونکہ امر استخلاف محمدی امر استخلاف موسوی سے اسی حالت میں اکمل اور اتم مشابہت پیدا کر سکتا ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد۶۔ ص۳۶۳)(شہادۃ القرآن۔ ص۶۸)

## مجدد بھی رسول ہے

”و اذا الرسل اقتت (المرسلٰت:۱۲)۔اور جب رسول وقت مقرر پر لائے جائیں گے یہ اشارہ در حقیقت مسیح موعود کے آنے کی طرف ہے اور اِس بات کا بیان مقصود ہے کہ وہ عین وقت پر آئے گا اور یاد رہے کہ **کلام اللہ میں رُسل کا لفظ واحد پر بھی اطلاق پاتا ہے اور غیر رسول پر بھی اطلاق پاتا ہے**۔۔۔اس مقام میں جو آخری زمانہ کی ابتر علامات بیان فرما کر پھر اخیر پر یہ بھی فرمادیا کہ اس وقت رسول وقت مقرر پر لائے جائیں گے۔ تو قرآئن بیّنہ صاف طور پر شہادت دے رہے ہیں کہ اُس ظلمت کے کمال کے بعد خدا تعالیٰ کسی اپنے مرسل کو بھیجے گا۔ تا مختلف قوموں کا فیصلہ ہو اور چونکہ قرآن شریف سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ ظلمت عیسائیوں کی طرف سے ہو گی اور ایسا مامور من اللہ بلاشبہ اُنھیں کی دعوت کے لئے اور اُنھیں کے فیصلہ کے لئے آئے گا۔ پس اسی مناسبت سے اس کا نام عیسیٰ رکھا گیا ہے۔ کیونکہ وہ عیسائیوں کے لئے ایسا ہی بھیجا گیا جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن کے لئے بھیجے گئے تھے اور آیت و اذا الرسل اقتت میں الف لام عہد خارجی پر دلالت کرتا ہے یعنی وہ مجدّد جس کا بھیجنا بزبان رسول کریم معہود ہو چکا ہے وہ اُس عیسائی تاریکی کے وقت میں بھیجا جائے گا۔“

(روحانی خزائن۔ جلد۶۔ ص۳۱۹تا۳۲۰)(شھادۃ القرآن۔ ص۲۴)

”رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا مُحدَّث اور مجدد ہوں۔“

(روحانی خزائن جلد ۱۴۔ صفحہ ۴۱۹)(ایام الصلح۔ ص ۱۷۱۔ حاشیہ)

## مُجدّدِین کا سلسلہ قیامت تک ہے

”ہم خدا تعالیٰ پر ایسا الزام نہیں لگا سکتے کہ اس نے وعدہ تو کیا کہ قیامت تک خلفاء اور مُجدّد دِین کا سلسلہ جاری رکھونگا مگر ایک خاص وقت کے بعد اس نے ایسا کرنا چھوڑ دیا۔ سورنور میں آیت استخلاف کو غور سے پڑھ کر دیکھ لو۔ میں بھی اسی وعدہ کے موافق آیا ہوں(یعنی سورہ نور کی آیت کے تحت خلیفہ ہوں۔ناقل)۔“

(ملفوظات جلد ۵۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ ص ٦٦٦)(تقریر۔۱۷ مئی ۱۹۰۸ء)

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو برس کے بعد مجدد آئے گا۔ مخالفین بھی اس بات کے قائل ہیں۔ پس اگر میرے وقت میں ضرورت نہ تھی تو پیشگوئی باطل جاتی ہے۔“

(ملفوظات جلد ۵۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ ص ٦۹۰)(۲۵/مئی ۱۹۰۸ء)

”ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپ کے بعد بھی مجدد آئے گا؟ اس پر فرمایا: اس میں کیا ہرج ہے کہ میرے بعد بھی کوئی مجدد آجاوے (یہاں کہہ سکتے تھے کہ میں آخری مجدد ہوں میرے بعد قیامت آئے گی۔ناقل)۔ حضرت موسیٰ

علیہ السلام کی نبوت ختم ہوچکی تھی اسلئے مسیح علیہ السلام پر آپ کے خلفاء کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا سلسلہ قیامت تک ہے اس لئے اس میں قیامت تک ہی مجدّدین آتے رہیں گے۔"

(ملفوظات جلد ۴۔ صفحہ ۴۵۲۔ پانچ جلد والا ایڈیشن)(بیان فرمودہ ؛۲۹/ ستمبر ۱۹۰۵ء)

"خلفاء کے آنے کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک لمبا کیا ہے اور اسلام میں یہ شرف اور خصوصیت ہے کہ اسکی تائید اور تجدید کے واسطے ہر صدی پر مجدد آتے رہے اور آتے رہیں گے ۔۔۔۔۔ شریعت موسوی کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ تھے جیسا کہ خود وہ فرماتے ہیں کہ میں آخری اینٹ ہوں ۔ اسی طرح شریعت محمدی میں بھی اسکی خدمت اور تجدید کے واسطے ہمیشہ خلفاء آئے اور قیامت تک آتے رہیں گے۔"

(ملفوظات ۵۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ ص ۵۵۱۔ یکم مئی ۱۹۰۸ء)



## مجدد پر ایمان لانا فرض ہے

[سورہ النور آیت ۵۶ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا؛]

"خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریم ﷺ کے خلیفے (یعنی مجددین۔ ناقل) وقتاً فوقتاً بھیجتا رہونگا اور خلیفہ کے لفظ کو اس اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کے جانشین ہونگے۔۔۔۔ یہ اس بات کا جواب ہے کہ بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ کیا ہم پر اولیاء کا ماننا فرض ہے۔ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک

فرض ہے اور ان سے مخالفت کرنے والے فاسق ہیں اگر مخالفت پر ہی مریں۔“

(روحانی خزائن جلد۶ صفحہ ۳۳۹)(شہادۃ القرآن ص ۴۳)

”وہ کہتے ہیں کہ نبی کا منکر تو کافر ہوتا ہے مگر ولی کے انکار سے کفر کیونکر لازم آتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ایک شخص کیا نکار سے کیا حرج؟ یہ لوگ انکار اولیاء اللہ کو معمولی بات سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے کیا بگڑتا ہے؟ مگر حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اللہ کا انکار سلب ایمان کا موجب ہو جاتا ہے۔۔۔ مومن کامل کی دشمنی سے اسکا سلب ایمان ہو جاتا ہے اور اسے مغضوب علیھم میں سے بنادیتا ہے۔۔۔ اس لئے اولیاء اللہ کے انکار سے ہمیشہ بچنا چاہیئے۔“

(ملفوظات۔ جلد اول۔ ص۲۲۹ تا ۲۳۰۔ پانچ جلد والا ایڈیشن)(تقریر جلسہ الوداع۔ نومبر ۱۸۹۹ء)

”یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے ومن کفر بعد ذالک ھم الفاسقون (سورۃ النور: آیت ۵۶) یعنی بعد اسکے جو خلیفے (یعنی مجدد دین۔ ناقل) بھیجے جائیں پھر جو شخص انکا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔“

(روحانی خزائن جلد۶ صفحہ ۳۴۴)(شہادۃ القرآن صفحہ ۴۸)

تبصرہ:۔ یہ سوال کہ جب کوئی مجدد دعویٰ ہی نہیں کریگا تو اُس پر ایمان کیسے لایا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مجدد وہ شخص ہے جو صحیح عالم دین ہے جو تجدید کرتا ہے۔ ایسے شخص کی باتوں کو ماننا ہی دراصل ایمان لانے کے مترادف ہے۔ ایک وقت میں کئی

مجد دین ہوسکتے ہیں اسلئے سب کی باتیں سننا سب کی عزت کرنا یہی ایمان لانا ہے۔ کسی ایک کی بیعت کرنا ضروری نہیں۔

## مجد دوالی پیشگوئی در حقیقت مرزا صاحب کے بارے میں ہے دیگر مجد دین کی حیثیت ظنی ہے

[مرزا صاحب اپنی کتاب اعجاز المسیح کے اختتام پر اپنے ایک مرید سراج الحق نعمانی کا ایک مضمون نقل کرتے ہیں۔ جس میں وہ لکھتے ہیں؛]

"اِس (مجد دوالی حدیث۔ناقل) کا مطلب جو **خدا نے مجھے سمجھایا ہے** وہ یہ ہے کہ یہ حدیث در حقیقت مسیح موعود کے بارہ میں ہے کیونکہ جس قدر مجد د پہلے گذرے یا آئندہ ہوں وہ سب **ظنی ہیں** اور مجمل طور سے ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ ہر صدی کے سر پر کوئی نہ کوئی مجدد ہوا ہو۔ **مگر** مفصل اور یقینی طور سے ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس قدر صدیاں جو گذریں کون مجدد ہوئے۔اِس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے کوئی فہرست مجددوں کی نہیں دی مگر ہم مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی۔ناقل) کے بارہ میں یقینی اور قطعی دلائل اور صحیح رائے سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ مجدد جو آنحضرت ﷺ نے اپنے محاذ اور مقابلہ میں بیان فرمایا کہ وہ اُمت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کے اول میں مَیں ہوں اور آخر میں مسیح موعود ہے اور درمیانی زمانہ فیج اعوج ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۸۔ص: اعجاز المسیح کتاب کے آخر پر)(اعجاز المسیح۔کتاب کے آخر پر۔صفحہ۔د)

تبصرہ:۔ یہ مرزا صاحب اور انکے مریدوں کی عادت تھی کہ وہ ہر پیشگوئی کا مصداق مرزا صاحب کی ذات کو قرار دینے کی کوشش کرتے تھے اور باقیوں کو ظنی قرار دیکر ایک طرح سے اُن کا انکار کرتے تھے۔ حالانکہ چودہ سو سال کے عرصہ میں جب مجددوں کی بعثت سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ وہ لوگ مجددیت کے دعوے نہیں کرتے تھے بلکہ بحیثیت علماء کام کرتے تھے تو یہ بات یقینی طور پر ثابت ہو گئی کہ مجدد کے واسطے الہام کی بنا پر دعویٰ کرنا شرط نہیں ہے بلکہ وہ کام کرکے دکھاتا ہے۔ البتہ مرزا صاحب کا الہام کی بنا پر دعویٰ کرنا اُنکی حیثیت کو مشکوک اور مشتبہ بنادیتا ہے کیونکہ یہ گذشتہ مجددین کی سنت سے ہٹ کر طریقہ کار ہے۔ اسلامی تعلیم کے مطابق ہر صحیح عالم دین جو مسلمانوں کی اصلاح اور تجدید کرتا ہے وہ مجدد ہوتا ہے جیسا کہ چودہ سو سال کی تاریخ سے ثابت شدہ ہے۔ لہٰذا گذشتہ مجددین کا ہونا یقینی ہے اور مرزا صاحب کا مجدد ہونا مشکوک ہے۔ کیونکہ گذشتہ مجددین کثرت میں تھے اور انہوں نے دعوے نہیں کیے۔ جبکہ مرزا صاحب پوری امت میں واحد شخص ہیں جو الہاموں کی بنا پر مجددیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

پھر سراج الحق نعمانی صاحب نے دوسری جو حدیث بیان کی کہ وہ اُمت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں مَیں ہوں، درمیان میں فیج اعوج اور آخر پر مسیح موعود۔ یہ حدیث بھی غلط بیان کی ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ اُمت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں مَیں ہوں، درمیان میں مھدی اور آخر پر مسیح۔ چنانچہ فرمایا؛

كَيْفَ تَهْلِكُ أُمَّةٌ أَنَا أَوَّلُهَا وَالْمَهْدِيُّ وَسَطُهَا وَالْمَسِيحُ آخِرُهَا

(مشکواۃ۔حدیث نمبر ۶۰۲۵۔باب باب ھذہ الامۃ)

گویا درمیانی عرصہ کو بھی نبی کریم ﷺ نے مھدیوں کے وجود سے وابستہ کیا ہے۔

مھدی کون ہیں؟ مھدی دراصل خلیفے ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا؛

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ

(ابوداؤد۔کتاب السنۃ)

اِس حدیث کے مطابق آنحضرت ﷺ نے اپنے خلفاء راشدین کو مھدی کا خطاب دیا ہے۔ اور یہ بات مرزا صاحب کی تحریرات سے ثابت شدہ ہے کہ خلفا راشدین سے مراد اُمت کے مجدّدِین ہیں۔ علاوہ انتخابی خلیفوں کے۔

# گذشتہ صدیوں کے مجددوں پر ایمان لانا فرض نہیں ہوتا

## گذشتہ صدی کے مجدد کی شناخت کرنا لازمی نہیں

"مجھ سے ایک حدیث کے موافق گذشتہ مجددوں کا مواخذہ نہیں ہو سکتا۔ میں اپنی صدی کا ذمہ دار ہوں۔۔۔۔ ہزاروں اولیاء گذر چکے ہیں تو کیا مجھے لازم ہے کہ میں انکی بھی فہرست دوں۔ یہ خدا تعالیٰ ہی کا علم ہے۔"

(ملفوظات جلد ۳۔ ص ۸۷۔ پانچ جلد والا ایڈیشن)(۱۴/فروری ۱۹۰۳ء)



## ہر زمانہ میں الگ مجدد ہوتا ہے

"تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ (البقرہ:۱۳۴) اُن اولیاء اور بزرگوں کو اس موجودہ زمانہ سے تعلق ہی کیا؟ **وہ اپنے وقت پر آئے اور اپنا کام کر کے چلے گئے**۔ اب زمانہ موجودہ میں بھی کسی مجدد یا خادم دین کی ضرورت ہے یا کہ بخیال انکے یہ زمانہ دجالوں ہی کے آنے کا زمانہ ہے؟"

(ملفوظات جلد ۵۔ صفحہ ۶۸۴۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ ۲۳/مئی ۱۹۰۸ء)

## نیک نیتی سے مجدد کا انکار کرنے والا صالح اور متقی ہے

مخالف مولوی کو خط میں تحریر کرتے ہیں؛

"اما بعد اے میرے بھائی! تمہارا خط اور اشتہار مجھے اپنی بستی قادیان میں مل گئے ہیں۔ جس کے لئے میں تمہارا شکر گزار ہوں اور تمہارے لئے دعا کرتا ہوں کیونکہ تم نے مجھے نصیحت کی اور مجھے وہ راہیں یاد دلائیں جنہیں تم راست خیال کرتے ہو۔ نیز تم نے اللہ اور اسکے رسول کے دین کے لئے غیرت کرتے ہوئے غضبناک لوگوں کی طرح مجھے ہدف ملامت بنایا فجزاک اللہ احسن الجزاء وہ تجھ پر احسان فرمائے۔ اور وہ احسان کرنے والوں میں سے سب سے بہتر ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم صالح اوراچھے انسان ہو اسلئے تم اپنے سینے میں خلش اور چبھن کو برداشت نہ کرسکے اور تم نے نصیحت کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کی اور نہ قولاً کوئی مداہنت اختیار کی اور یہی نیک لوگوں کا طریق ہے۔ لیکن اے پیارے دوست اور محبوب رفیق! اللہ تمہیں معاف فرمائے۔ تم نے جلد بازی سے کام لیا اور تم نے اللہ اور اسکے رسول اور اسکی کتاب پر ایمان لانے والے اپنے بھائی کو مرتد اور کافر خیال کیا اور حقیقت الامر کی چھان بین کرنے، کلام کے راز کو سمجھنے یا محققین کا طریق اختیار کرنے والوں کی طرح مجھ سے استفسار کرنے سے پہلے ہی تم نے مجھے ملامت کی اور مجھ پر تیر برسا دیئے۔ تم پر اور تمہارے جیسے مردِ صالح، متقی، پاک وصاف اور حلیم وکریم پر تعجب ہوتا ہے کہ تم اپنے اشتہار میں لکھتے ہو کہ اس مرتد شخص کی سزا یہ ہے کہ یا تو اسے شمشیر براں سے قتل کر دیا جائے یا اسے آگ میں ڈال دیا جائے جیسا کہ مرتدوں کی

سزا ہوتی ہے۔"

(تحفہ بغداد۔ اردو ترجمہ۔ ص ۱۱ تا ۱۲)(تحفہ بغداد۔ ص ۵ تا ٦)

"اور اس پر بھی میرے دل میں کبھی کبھی آتا ہے کہ ممکن ہے کہ منار کا ایڈیٹر اِن الزاموں سے بری ہو اور ممکن ہے کہ اس نے حقارت کا اور چار پایوں کی طرح سینگ سے مارنے کا ارادہ نہ کیا ہو بلکہ یہ چاہا ہو کہ خدا کی کلام کو مشابہت اور مماثلت کی ذلت سے بچائے اور اعمال موقوف ہیں نیتوں پر۔ پس اگر یہ سچ ہے تو بے شک اس نے ان باتوں سے اپنے لئے بہت سے درجے اکھٹے کر لئے۔ اس لئے کہ کلام اللہ کی محبت جنت میں لے جاتی ہے اور ڈھال کی طرح بچانے والی ہوتی ہے۔ اور اُس شخص کا گناہ ہی کیا جس نے مجھے گالی دی **فرقان** (قرآن کریم۔ناقل) کی حمایت کے لئے نہ حقارت اور کسر شان کے ارادہ سے اور اِس سے اسکا قصد **دین کی نصرت** ہو۔ تحقیر اور توہین کا اشتعال نہ ہو۔ ایسا شخص تو اسلام کا حامی اور کلام اللہ کی عزت کی طرف جو سب کلاموں کا بادشاہ ہے، بلانے والا ہے اور خدا ہر شخص کے باطن اور راز کو جانتا ہے اور جس کی جو نیت ہو گی وہی پھل اسے ملے گا۔۔۔۔ پس اگر اپنی باتوں میں اس نے نیکی کی نیت کی ہو گی تو ضرور عذر خواہی کریگا اور جنگ و مقابلہ نہ چاہے گا۔ اور اگر توہین و تحقیر کا ارادہ کیا ہے تو خدا اس میں اور مجھ میں جلد فیصلہ کریگا اور ظالم ہلاک ہو گا۔"

(الھدای۔ اردو ترجمہ۔ ۱۹ تا ۲۱)(الھدیٰ۔ ص ۲۱)

## مشتبہ امور سے بچو

”اگر یہ لوگ کسی ایسی بات کے سمجھنے سے رُک جاتے کہ جو حقیقت میں ایک باریک دقیقہ ہوتا تو میں سمجھتا کہ انکا کچھ قصور نہیں۔ **بات باریک تھی اس لئے سمجھ آنے سے رہ گئی۔** مگر اس تعصب کو دیکھو کہ وہ باتیں کہ جو ادنیٰ استعداد کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے انہیں کے قبول کرنے سے انکو انکار ہے۔“

(روحانی خزائن جلد ا۔ ص۳۵۶۔بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱)
(براھین احمدیہ حصہ چہارم۔ ص۳۰۶۔بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱)



## ابدال کی ایک علامت۔ کہ وہ مشتبہ چیز سے کراہت کرتے ہیں

”اور انکی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ۔۔۔ مشتبہ چیز سے کراہت کرتے ہیں اور وہ ایسا تقویٰ چاہتے ہیں جو بے داغ ہو۔“

(اردو ترجمہ سیرت الابدال۔ ص۲۹)(سیرت الابدال۔ ص۱۴)

تبصرہ:۔ یہ گویا اس حدیث کے مطابق ہے کہ مشتبہ چیزوں سے خود کو بچاؤ۔ حلال و حرام واضح ہیں۔ جیسا کہ فرمایا؛

الْحَلاَلُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لاَ يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ (بخاری کتاب العلم)

ترجمہ:۔ ”حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر

جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو (شاہی محفوظ) چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے۔ وہ قریب ہے کہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے (اور شاہی مجرم قرار پائے)۔"

گویا مرزا صاحب کے مطابق ماضی کے مجدد دین کا معاملہ بھی مشتبہ ہوتا ہے، اور یقینی طور سے نہیں کہا سکتا ہے کہ کون مجدد تھا۔ اِس لئے ماضی کے مجددوں پر ایمان لانا فرض نہیں ہے۔ نیز اُنکے دکھائے گئے نشانات و کرامات سب قصے کہانیاں بن گئے۔

# امام الزمان کی صفات

## امام الزمان سے مراد مجدد ہے

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام الزمان کی ضرورت ہر ایک **صدی کیلئے** قائم کی ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ جو شخص اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف آئے گا کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ اندھا آئے گا اور جاہلیت کی موت پر مرے گا۔''

(روحانی خزائن جلد ۱۳۔ صفحہ ۴۷۴)(ضرورۃ الامام صفحہ ۴)

''امام الزمان کے لفظ میں نبی، رسول، مُحدَّث، **مجدد** سب داخل ہیں۔''

(ضرورۃ الامام، صفحہ ۲۶)(روحانی خزائن جلد ۱۳۔ صفحہ ۴۹۵)

## امام الزمان کے لئے محض متقی اور صاحب الہام ہونا کافی نہیں

''یہ صحیح نہیں ہے کہ ہر ایک شخص جس کو کوئی خواب سچی آوے یا الہام کا دروازہ اس پر کھلا ہو، وہ اس نام سے موسوم ہو سکتا ہے۔ بلکہ امام کی حقیقت کوئی اور جامع اور حالت کاملہ تامہ ہے۔ جس کی وجہ سے آسمان پر اسکا نام امام ہے۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ صرف تقویٰ اور طہارت کی وجہ سے کوئی شخص امام نہیں کہلا سکتا۔''

(ضرورۃ الامام، صفحہ ۲)(روحانی خزائن جلد ۱۳۔ صفحہ ۴۷۲)

## امام الزمان اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالمِ دِین ہوتا ہے

''اسکے زمانہ میں کوئی دوسرا ایسا نہیں ہوتا جو قرآنی معارف کے جاننے اور کمالات افاضہ اور اتمام حجت میں اسکے برابر ہو۔۔۔ یہ شخص اپنے علوم روحانیہ سے صحبت یابوں کو علمی رنگ میں رنگین کرتا رہتا ہے۔''

(ضرورۃ الامام، صفحہ ۱۰)(روحانی خزائن جلد ۱۳۔ صفحہ ۴۷۹)

تبصرہ:۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ ایک وقت میں صرف ایک شخص ہی ایسا ہو سکتا ہے۔ بلکہ جیسا کہ یہ بات تاریخ اسلام سے ثابت ہے کہ ایک وقت میں کئی مجد دین پیدا ہوتے رہے ہیں اور وہ اپنے اپنے حلقہ میں صحبت یابوں کو علوم روحانیہ سے علمی رنگ میں رنگین کرتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

## امام الزمان میں الہام کی نسبت علم کی زیادتی ہوتی ہے

''امام الزمان کو مخالفوں اور عام سائلوں کے مقابل پر اس قدر الہام کی ضرورت نہیں جس قدر **علمی قوت کی ضرورت** ہے، کیونکہ شریعت پر ہر ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں۔۔۔ اس پر فرض ہوتا ہے کہ ہر ایک اعتراض کو دور کرے اور ہر ایک معترض کا منہ بند کرے۔''

(ضرورۃ الامام، صفحہ ۱۱)(روحانی خزائن جلد ۱۳۔ صفحہ ۴۸۰)

## بیعت لینے کا مجاز صرف وہی امام ہوتا ہے جو صحیح عالم دین ہو اور اپنے مریدوں کو علم سکھائے

"بیعت سے یہ غرض ہے کہ بیعت کرنے والا اپنے نفس کو مع اس کے تمام لوازم کے ایک رہبر کے ہاتھ میں اس غرض سے بیچے کہ تا اس کے عوض میں وہ معارف حقہ اور برکات کاملہ حاصل کرے جو موجب معرفت اور نجات اور رضامندی باری تعالیٰ ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ **بیعت سے صرف توبہ منظور نہیں** کیونکہ ایسی توبہ تو بطور خود بھی کر سکتا ہے بلکہ وہ معارف اور برکات اور نشان مقصود ہیں جو حقیقی توبہ کی طرف کھینچتے ہیں۔ **بیعت سے اصل مدعا یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دے کر وہ علوم اور معارف اور برکات اسکے عوض میں لیوے جن سے ایمان قوی ہو۔** اور معرفت بڑھے۔۔۔۔۔ پس اگر ہمیں کوئی اپنی غلامی میں لینا چاہے تو یہ بہت سہل طریق ہے کہ بیعت کے مفہوم اور اسکی اصل غرض کو ذہن میں رکھ کر یہ خرید و فروخت ہم سے کرے۔ اور اگر اسکے پاس ایسے حقائق اور معارف اور آسمانی برکات ہوں جو ہمیں نہیں دیئے گئے اور یا اس پر وہ **قرآنی علوم** کھولے گئے ہوں جو ہم پر نہیں کھولے گئے تو بسم اللہ وہ بزرگ ہماری غلامی اور اطاعت کا ہاتھ لیوے اور وہ روحانی معارف اور قرآنی حقائق اور آسمانی برکات ہمیں عطا کرے۔"

(ضرورۃ الامام، صفحہ ۳۰)(روحانی خزائن جلد ۱۳۔ صفحہ ۵۰۱)

## امام الزمان لوگوں سے بیعت لیکر، انہیں علوم سکھاتا ہے

مرزا صاحب کی زندگی میں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ خدا نے اسے امام بنایا ہے اور مرزا صاحب کو اسکی بیعت کرنی چاہیے۔ تو مرزا صاحب نے اسے جواب دیا:

"بیعت سے غرض افاضہ علوم روحانیہ اور تقویت ایمان ہے۔ اب فرمایئے کہ آپ بیعت میں **کونسے علوم** سکھائیں گے۔ اور **کونسے قرآنی حقائق** بیان فرمائیں گے۔ آپ آیئے اور امامت کا جوہر دکھلایئے، ہم سب آپ کی بیعت کرتے ہیں۔"

(ضرورۃ الامام، صفحہ ۳۳)(روحانی خزائن جلد ۱۳۔ صفحہ ۵۰۱)



## امام الزمان کو الہامات بھی ہوتے ہیں

"کشوف اور الہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزمان کیلئے ضروری ہوتا ہے۔ امام الزمان اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالیٰ سے علوم اور حقائق اور معارف پاتا ہے اور اس کے الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ وہ کیفیت اور کمیّت میں اس اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں۔ اور ان کے ذریعہ سے علوم کھلتے ہیں اور قرآنی معارف معلوم ہوتے ہیں۔ اور دینی عقدے اور معضلات حل ہوتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی پیشگوئیاں جو مخالف قوموں پر اثر ڈال سکیں ظاہر ہوتی ہیں۔ غرض جو لوگ امام الزمان ہوں ان کے کشوف اور الہام صرف ذاتیات تک محدود نہیں ہوتے۔ بلکہ نصرت دین اور

تقویت ایمان کیلئے نہایت مفید اور مبارک ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان سے نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے اور ان کی دعا کا جواب دیتا ہے اور بسا اوقات سوال اور جواب کا ایک سلسلہ منعقد ہو کر ایک ہی وقت میں سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب ایسے صفا اور لذیذ اور فصیح الہام کے پیرایہ میں شروع ہوتا ہے کہ صاحب الہام خیال کرتا ہے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اور امام الزمان کا ایسا الہام نہیں ہوتا کہ جیسے ایک کلوخ انداز درپردہ ایک کلوخ پھینک جائے اور بھاگ جائے اور معلوم نہ ہو کہ وہ کون تھا اور کہاں گیا بلکہ خدا تعالیٰ ان سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے۔ اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی بلکہ وہ تو بسا اوقات اپنے تئیں ایسا پاتے ہیں کہ گویا ان سے کوئی ٹھٹھا کر رہا ہے۔ اور امام الزمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے اور یہ قوت اور انکشاف اس لئے ان کے الہام کو دیا جاتا ہے کہ تا ان کے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور تا دوسروں پر حجت ہو سکیں۔“

(ضرورۃ الامام، صفحہ ۱۲ تا ۱۳)(روحانی خزائن جلد ۱۳۔ صفحہ ۴۸۳)

## امام الزمان بحث و مباحثہ کرتا ہے

''امام الزمان اس شخص کا نام ہے کہ جس شخص کی رُوحانی تربیت کا خدا تعالیٰ متولی ہو کر اسکی فطرت میں ایک ایسی امامت کی روشنی رکھدیتا ہے کہ وہ سارے جہان کی معقولیوں اور فلسفیوں سے ہر ایک رنگ میں مباحثہ کر کے انکو مغلوب کرلیتا ہے۔ وہ ہر ایک قسم کے دقیق در دقیق اعتراضات کا خدا سے قوت پاکر ایسی عمدگی سے جواب دیتا ہے کہ آخر ماننا پڑتا ہے کہ اس کی فطرت دنیا کی اصلاح کا پورا سامان لے کر اس مسافر خانہ میں آتی ہے۔''

(ضرورۃ الامام، صفحہ ۷)(روحانی خزائن جلد ۱۳۔ صفحہ ۴۸۰)

## خلیفہ کے سامنے نہ صرف دشمن بلکہ دوست بھی سوالات لے کر آتے ہیں

''کیا جس کے پاس ہزاروں دشمن، دوست سوالات اور اعتراضات لے کر آتے ہیں اور نیابت نبوت اسکے سپرد ہے اسکی یہی شان چاہیے کہ صرف چند الہامی فقرے اس کی بغل میں ہوں اور وہ بھی بے ثبوت؟ کیا قوم اور مخالف قوم اس سے تسلی پکڑ سکتے ہیں؟ اب میں اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور اگر اس میں کوئی گراں لفظ ہو تو ہر ایک صاحب اور نیز اپنے دوست ملہم صاحب سے معافی مانگتا ہوں۔''

(ضرورۃ الامام، صفحہ ۳۴)(روحانی خزائن جلد ۱۳۔ صفحہ ۵۰۲)

## مرید کا حق ہے کہ وہ اپنے مرشد سے دینی سوالات پوچھ کر علم میں اضافہ کرے

’’مرشد اور مرید کے تعلقات استاد اور شاگرد کی مثال سے سمجھ لینے چاہئیں۔ جیسے شاگرد استاد سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اسی طرح مرید اپنے مرشد سے۔ لیکن شاگرد اگر استاد سے تعلق تو رکھے مگر اپنی تعلیم میں قدم آگے نہ بڑھائے تو فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ یہی حال مرید کا ہے۔ پس اس سلسلہ میں تعلق پیدا کر کے اپنی معرفت اور علم کو بڑھانا چاہیے۔ طالب حق کو ایک مقام پر پہنچ کر ہرگز ٹھہرنا نہیں چاہیے۔ ورنہ شیطان لعین اور طرف لگا دے گا۔ اور جیسے بند پانی میں عفونت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر مومن اپنی ترقیات کے لئے سعی نہ کرے تو وہ گر جاتا ہے۔ پس سعادتمند کا فرض ہے کہ وہ طلب دین میں لگا رہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کوئی انسان کامل دنیا میں نہیں گزرا لیکن آپ کو بھی رب زدنی علماً کی دعا کی تعلیم ہوئی تھی۔ پھر اور کون ہے جو اپنی معرفت اور علم پر کامل بھروسہ کر کے ٹھہر جائے اور آئندہ ترقی کی ضرورت نہ سمجھے۔ جوں جوں انسان اپنے علم و معرفت میں ترقی کریگا اسے معلوم ہوتا جاوے گا کہ ابھی بہت سی باتیں حل طلب باقی ہیں۔ بعض امور کو وہ ابتدائی نگاہ میں بلکل بے ہودہ سمجھتے تھے۔ لیکن آخر وہی امور صداقت کی صورت میں انکو نظر آئے۔ اس لیے کس قدر ضروری ہے کہ اپنی حیثیت کو بدلنے کے

ساتھ علم کو بڑھانے کے لئے ہر بات کی تکمیل کی جاوے۔۔۔۔۔۔۔۔میں زیادہ امید اُن پر کرتا ہوں جو دینی ترقی اور شوق کو کم نہیں کرتے۔ جو اِس شوق کو کم کرتے ہیں مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ شیطان ان پر قابو نہ پالے۔اس لیے کبھی سست نہیں ہونا چاہیے۔ ہر امر کو جو سمجھ میں نہ آئے پوچھنا چاہیے تاکہ معرفت میں زیادت ہو۔ پوچھنا حرام نہیں۔ بہ حیثیت انکار کے بھی پوچھنا چاہیے اور عملی ترقی کے لیے بھی جو علمی ترقی چاھتا ہے اس کو چاہیے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھیں جہاں سمجھ نہ آئے دریافت کریں۔ اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کرکے فائدہ پہنچائے۔"

(ملفوظات جلد دوم۔ صفحہ ۱۴۱تا۱۴۳۔پانچ جلد والا ایڈیشن۔۲۸/دسمبر ۱۹۰۱ء)

تبصرہ:۔ قرآن و حدیث کے رُو سے جس شخص کے پاس علم کی دولت ہے اس پر لازم ہے کہ وہ ضرور دوسروں کو علم سکھاتا رہے۔

"حضرت ابو ہرہؓ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جس شخص سے ایسا سوال پوچھا گیا جسے وہ جانتا ہے اور اُس نے چھپایا(یعنی جانتے ہوئے علم کی بات نہیں بتائی) تو قیامت کے دن اُسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔"

(ترمذی، کتاب العلم؛ باب فی کتمان العلم)،(ابو دائود کتاب العلم)،(ابن ماجہ، کتاب المقدمہ)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تمہارا کسی کو کتابُ اللہ کی ایک آیت (کا فہم) سکھانے کے لئے جانا سو رکعتیں

(نفلی نماز) ادا کرنے سے بہتر ہے۔ اور تمہارا کسی کو علم کا ایک باب سکھانے کے لئے جانا ہزار رکعتیں (نفلی نماز) ادا کرنے سے بہتر ہے۔"

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب المقدمہ یا کتاب السنۃ۔ باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ)

## علم سکھانا، انفاق فی سبیل اللہ کے حکم میں شامل ہے

"و مما رزقنھم ینفقون (البقرہ آیت ۴) رزق سے مراد صرف مال نہیں بلکہ جو کچھ اُنکو عطا ہوا۔ عِلم، حکمت، طبابت۔ یہ سب رزق میں ہی شامل ہے۔ اسکو اِسی میں سے خدا کی راہ میں بھی خرچ کرنا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول۔ صفحہ ۲۰۔ ۲۵ دسمبر ۱۸۹۷ء۔ پانچ جلد والا ایڈیشن)

"و مما رزقنھم ینفقون (البقرہ آیت ۴) یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ ہم نے دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں یعنی روٹی میں سے روٹی دیتے ہیں، عِلم میں سے علم اور اخلاق میں سے اخلاق۔ علم کا دینا تو ظاہر ہی ہے۔ یہ یاد رکھو کہ وہی بخیل نہیں ہے جو اپنے مال میں سے کسی مستحق کو کچھ نہیں دیتا بلکہ وہ بھی بخیل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے اور وہ دُوسروں کو سکھانے میں مضائقہ کرے۔"

(ملفوظات جلد ا۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ صفحہ ۲۸۹۔ ۲۸ /دسمبر ۱۸۹۹ء۔ تقریر جلسہ سالانہ)

## خلافت و مجددیت کا دعویٰ اہم نہیں۔ اصل چیز کام ہے

"ایسا دعویٰ جو اپنے ساتھ اپنا ثبوت نہیں رکھتا کسی کے لئے موجب فضیلت

نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک انسان ایک امر کی نسبت دعویٰ تو نہ کرے مگر وہ امر کر دکھائے تو اس دوسرے انسان سے بدرجہا بہتر ہے کہ دعویٰ تو کرے مگر اثبات دعویٰ سے عاجز رہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۵۔ ص ۲۲۱)(آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۲۲۱)

## سچے مجدد، خلیفہ، امام کی صداقت کی علامت

"میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ بالطبع ہر یک شخص کے دل میں اس جگہ یہ سوال پیدا ہو گا کہ بغیر کسی نشان کے حق اور باطل میں انسان کیونکر فرق کر سکتا ہے اور اگر بغیر نشان دیکھنے کے کسی کو منجانب اللہ قبول کیا جائے تو ممکن ہے کہ اس قبول کرنے میں دھوکا ہو۔ اس کا جواب وہی ہے جو میں لکھ چکا ہوں کہ خدائے تعالیٰ نے ایمان کا ثواب اکثر اسی امر سے مشروط کر رکھا ہے کہ نشان دیکھنے سے پہلے ایمان ہو اور حق اور باطل میں فرق کرنے کیلئے یہ کافی ہے کہ چند قرائن جو وجہ تصدیق ہو سکیں اپنے ہاتھ میں ہوں اور تصدیق کا پلہ تکذیب کے پلہ سے بھاری ہو۔ مثلاً حضرت صدیق اکبر ابو بکر رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو انہوں نے کوئی معجزہ طلب نہیں کیا اور جب پوچھا گیا کہ کیوں ایمان لائے تو بیان کیا کہ میرے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امین ہونا ثابت ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ انہوں نے کبھی کسی انسان کی نسبت بھی جھوٹ کو استعمال نہیں کیا چہ جائیکہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھیں۔ ایسا ہی اپنے اپنے مذاق

**پر ہر یک صحابی ایک ایک اخلاقی یا تعلیمی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ کر** اور اپنی نظر دقیق سے اس کو وجہ صداقت ٹھہرا کر ایمان لائے تھے اور ان میں سے کسی نے بھی نشان نہیں مانگا تھا اور کاذب اور صادق میں فرق کرنے کے لئے ان کی نگاہوں میں یہ کافی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقویٰ کے اعلیٰ مراتب پر ہیں اپنے منصب کے اظہار میں بڑی شجاعت اور استقامت رکھتے ہیں اور جس تعلیم کو لائے ہیں وہ دوسری سب تعلیموں سے صاف تر اور پاک تر اور سراسر نور ہے اور تمام اخلاق حمیدہ میں بے نظیر ہیں اور للٰہی جوش ان میں اعلیٰ درجہ کے پائے جاتے ہیں اور صداقت ان کے چہرہ پر برس رہی ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۵۔ ص ۳۴۷)(آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۳۴۷)

باب دوم

# خلافت احمدیہ اور نظام جماعت

(تحریرات قادیانی خلیفہ ثانی)

## خلافت احمدیہ کا مقام

### خلافت احمدیہ سے بغاوت۔ اسلام سے بغاوت کے مترادف ہے

”ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلافت (یعنی خلافت احمدیہ۔ناقل) اسلام کا ایک اہم جزو ہے اور جو اِس سے بغاوت کرتا ہے وہ اسلام سے بغاوت کرتا ہے۔“

(انوار العلوم۔ جلد ۱۴۔ ص ۵۱۵۔ ص ۶۔ مضمون رقم فرمودہ؛ ۲۰/ اگست ۱۹۳۷ء ۔قیام امن اور قانون کی پابندی کے متعلق جماعت احمدیہ کا فرض)

(خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ۔ جلد دوم۔ ص ۲۸۔ فضل عمر فاؤنڈیشن)(الفضل، ۲۰/ اگست ۱۹۳۷ء)

### خلافت احمدیہ کی مخالفت کرنے والا ابلیس ہوتا ہے

”اسی مسجد میں مَیں نے خلیفہ اول سے سنا، آپ فرماتے، تم کو معلوم ہے پہلے خلیفہ کا دشمن کون تھا؟ پھر خود ہی اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ قرآن پڑھو تمہیں معلوم ہو گا کہ اسکا دشمن ابلیس تھا۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا، میں

بھی خلیفہ ہوں اور جو میرا دشمن ہے وہ بھی ابلیس ہے۔"

(خطبات محمود۔ جلد۱۶۔ ص۹۵۔ خطبہ ۸/ فروری ۱۹۳۵ء)

## جو شخص خلافت احمدیہ سے دُور ہے۔ اُس سے اللہ دُور ہے

"پس خلافت سے مسلمان کسی وقت بھی مستغنی نہیں ہوسکتے۔ نہ اب نہ آئندہ کسی زمانہ میں۔ اللہ تعالیٰ کی بہت سی برکات اس سے متعلق اور وابستہ ہیں اور اُس سے جو خلافت سے دُور ہو جاتا ہے، دُور ہو جاتا ہے اللہ اُس سے۔ جو اُس سے تعلق کرتا ہے، اپنا تعلق مضبوط کرتا ہے۔"

(خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ۔ جلد دوم۔ ص۱۔ ناشر؛ فضل عمر فاؤنڈیشن)
(الفضل ۳۰/ جنوری ۱۹۲۲ء۔ ص۴۔ تحریر فرمودہ ۲۳/ جنوری ۱۹۲۲ء)

## کوئی شخص خلافت احمدیہ پر اعتراض کرنے کا حق نہیں رکھتا

"میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص خلافت پر اعتراض کرتا ہے۔ میں اسے کہتا ہوں اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کروگے تو خدا کی تم پر لعنت ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔"

(مقام خلافت اور اسکی عظمت و اہمیت۔ شائع کردہ؛ نظارت اشاعت ربوہ) (درس قرآن، مطبوعہ ۱۹۲۱ء)

تبصرہ:۔ چودہ سو سال میں بے شمار لوگوں نے آنحضرت ﷺ پر اعتراضات کیے۔ مگر اللہ نے اُنہیں تباہ نہیں کیا۔ بلکہ ڈھیل دی۔ کیا اللہ تعالیٰ قادیانی خلیفہ کے لئے اِتنی غیرت رکھتا ہے کہ قادیانی خلیفہ پر اعتراض کرنے والے کو تباہ کردے؟ (نعوذ باللہ)۔ کیا

یہ بیان قادیانی خلیفہ کا اشتعال انگیز نہیں اور اس میں قادیانی لوگوں کو اشارہ نہیں دیا گیا کہ اے لوگو! جو میری باتیں سن رہے ہو یاد رکھنا کہ جب بھی کوئی شخص خلافت احمدیہ پر اعتراض کرے اُسے تباہ کر دینا۔ تاکہ لوگ کہہ سکیں کہ قادیانی خلیفہ کی پیشگوئی سچی نکلی۔

"ہمارے عقیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ خلیفہ قائم کرتا ہے وہ اگر اموال تلف کرتا ہے یا تلف کرنے دیتا ہے تو وہ خود خدا کے حضور جوابدہ ہے۔ تُم اُس پر اعتراض نہیں کرسکتے۔"

(انوار العلوم جلد۹۔ ص۴۲۵۔ تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء)



## خلافت احمدیہ پر اعتراض کرنے والوں کو دشمن قرار دیا

"خلافت کا دشمن حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اولاد ✹ کی شکل میں آئے اور چاہے وہ کسی بڑے اور مقرب صحابی ۞ کی اولاد کی شکل میں آئے۔ ایک مخلص

---

✹ یعنی حکیم نور الدین صاحب کی اولاد کی جانب اشارہ ہے جس میں عبد المنان صاحب اور انکے بھائی شامل ہیں، یہ لوگ خلافت ثانیہ میں لاہوری جماعت کے بزرگان سے بھی دوستیاں رکھتے تھے جس کی وجہ سے مرزا محمود صاحب نے ان کو خلافت کا دشمن قرار دے دیا تھا۔ اور بعد میں جماعت سے خارج کر دیا تھا۔ مولف

۞ یہ سید مولوی محمد احسن امروہی صاحب کی جانب اشارہ ہے جو مرزا صاحب کے ایک مقرب صحابی مانے جاتے تھے، بانی احمدیت اُن سے دینی امور میں مشورے لیا کرتے تھے۔ خلافت ثانیہ میں وہ مرزا محمود صاحب کی خلافت کو فساد کا موجب قرار دیکر جماعت سے الگ ہو گئے تھے۔ مولف

آدمی اُسے دیکھ کر یہی کہے گا کہ

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش

من اندازِ قدت را مے شناسم

یعنی تُو کسی رنگ میں بھی آ اور کسی بھیس میں آ میں تیرے دھوکا میں نہیں آسکتا کیونکہ میں تیری چال اور قد کو پہچانتا ہوں۔ تُو چاہے مولوی محمد علی صاحب کا جبہ پہن لے، چاہے "احمدیہ انجمن شاعت اسلام" (لاہوری جماعت۔ ناقل) کا جُبّہ پہن لے یا حضرت خلیفہ اول کی اولاد کا جبہ پہن لے میں تمہیں پہچان لونگا اور تیرے دھوکا میں نہیں آؤنگا۔"

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۴۸۴۔ فرمودہ ۱۹/ اکتوبر ۱۹۵۶ء) (سبیل الرشاد جلد ۱۔ ص ۱۳۰)

## خلافت احمدیہ کا ہر مخالف شخص شیطان ہے

"اسی طرح میں بھی تم لوگوں سے کہتا ہوں کہ اے لوگو! **تم نے مجھے کس دلیل سے مانا تھا؟** اگر کسی دلیل کے بغیر تم نے مجھے مان لیا تھا تو چونکہ خلافت ایک مذہبی چیز ہے اس لئے جب دلیل کے بغیر تم نے مجھے مانا تھا تو تم کافر ہو گئے تھے۔ **لیکن اگر تم نے کسی دلیل سے مجھے مانا تھا تو تم گھبراتے کیوں ہو؟**۔ ۔۔۔اگر واقع میں تم نے دلیل سے (میری خلافت کو۔ ناقل) مانا ہے تو پھر سمجھ لو کہ جو بھی تمہارے پاس ورغلانے کے لیے آتا ہے وہ شیطان ہے۔ ۔۔۔اور واقع میں اگر تم نے صداقت کو دلیل کی بناء پر مانا تھا تو پھر چاہے کتنا

بڑا آدمی اسکے مقابلہ میں کھڑا ہو جائے **لازماً وہ شیطان ہو گا۔** ہمیں اسکو دیکھتے ہی لاحول پڑھنا چاہیے اور استغفار کرنا چاہیے اور اسے کہنا چاہیے کہ ہم تجھے شیطان سمجھتے ہیں۔''

(خطبات محمود۔ جلد ۳۷۔ ص ۳۵۹ تا ۳۶۵۔ خطبہ ۲۴ / اگست ۱۹۵۶ء)

## جو شخص خلافت احمدیہ کی مخالفت کرتا ہے وہ سزا کا مستحق ہے

''اب جو شخص خلافت (احمدیہ) کی مخالفت کرتا ہے وہ پہلوں سے بہت زیادہ سزا کا مستحق ہے۔ اور یقیناً اگر کوئی شخص خلافت (احمدیہ) کے مقابلہ پر اصرار کریگا اور اپنے اس **فعل** سے توبہ نہیں کریگا تو اُس کا ایمان بالکل ضائع ہو جائے گا اور آج نہیں تو کل وہ حضرت مسیح موعود پر بھی حملہ کرنے لگے گا۔ اور پھر بالکل ممکن ہے وہ اس سزا کے نتیجہ میں اخلاق فاضلہ کو بھی اپنے ہاتھ سے چھوڑ دے اور حیا اور شرم سے اسے دُور کی نسبت بھی نہ رہے۔ پس زمانہ کے حالات سزاؤں کو بدل دیتے ہیں۔ اُس زمانہ کے حالات بالکل اور تھے اور اب حالات اور ہیں۔ **اب جو لوگ خلافت کا مقابلہ کریں گے اُنہیں یقیناً ایسی سزائیں ملیں گی جو نہایت عبرتناک ہوں گی** اور یقیناً اپنی اپنی مخالفت اور عناد کے مطابق انکے ایمان بھی ضائع ہوتے چلے جائیں گے۔''

(خطبات محمود۔ جلد ۱۸۔ ص ۳۱۳ تا ۳۱۴۔ فرمودہ ۲۳ جولائی، ۱۹۳۷ء)

## خلافت احمدیہ کے مخالفین کو کچلنا ہر احمدی کا فرض ہے

”پس ان لوگوں کو کچلنا ہمارا فرض ہے۔ خواہ انکے ساتھ ان سے ہمدردی رکھنے والے بعض بڑے لوگ بھی کچلے جائیں۔ اور ہر مخلص اور ہر مبائع (یعنی بیعت کرنے والے احمدیوں۔ناقل) کا یہ فرض ہے کہ وہ اس بارے میں میری مدد کرے اور ایسے لوگوں کے متعلق مجھے اطلاع دے۔“

(خطبات محمود۔ جلد ۳۰۔ ص ۳۹۰ تا ۳۹۱۔ خطبہ ۱۸ نومبر ۱۹۴۹ء)(سوانح فضل عمر جلد ۴۔ ص ۵۱۹)

## خلافت احمدیہ کے مخالفین کی تباہی ہمارے لئے عید کا دن ہو گا

”آج ہمیں منافقوں سے بھی صاف الفاظ میں یہ کہہ دینا چاہیے کہ ہم ہر اُس دِل کو جس میں **سلسلہ کے خلاف میل ہو گی** مَسل دیں گے۔۔۔۔ ہمیں اپنے بیوی بچوں، والدین، بہنوں بھائیوں اور دوستوں رشتہ داروں سے بھی یہ کہہ دینا چاہیے کہ تمہارے ساتھ ہمارے تعلقات اسی صورت رہ سکتے ہیں کہ تم دین (یعنی احمدیت۔ناقل) کے لئے مصائب کی آگ میں ہم سے پہلے کود جاؤ۔ اور کہو کہ یہ آگ نہیں جنت ہے۔ لیکن اگر تم قربانیوں کے رستہ میں ہمارے لئے روک بنو گے تو تمہارے ساتھ ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہو گا۔۔۔۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے کہ سلسلہ کے لئے قربانیاں کر سکے۔۔۔۔ منافقوں کو اچھی طرح سُن لینا چاہیے کہ انکے بارے میں ہم کوئی نرمی یا کمزوری اختیار نہیں کریں گے۔ اُنکا **سنگدل انسان** کی

طرح مقابلہ کریں گے اور اُنکی **تباہی** ہمارے لئے عید کا دن ہو گا۔"

(انوار العلوم جلد ۱۴۔ تقریر فرمودہ ۲۶؍ مئی ۱۹۳۵ء۔ صفحہ ۲۱ تا ۲۲) (الفضل قادیان۔ ۱۲ جون ۱۹۳۵ء)

## مولوی محمد علی صاحب کو اگر مار بھی پٹتی تو کوئی حرج نہ تھا

"اُس وقت (یعنی انتخاب خلافتِ ثانیہ کے موقع پر۔ ناقل) ایک شخص (مولوی محمد علی صاحب۔ ناقل) تقریر کرنے کے لیے کھڑا ہوا تو اسکو کہا گیا کہ بیٹھ جاؤ۔ اس سے اسکی ہتک ہوئی ہے۔ **مَیں کہتا ہوں کہ اس وقت اگر اسکو مار بھی پٹتی تو کوئی حرج نہ تھا** کیونکہ یہی تو خلیفہ کی ضرورت تھی جسکا وہ انکار کرتا تھا۔ اس نے دیکھ لیا کہ نور الدین خلیفہ المسیح نے ہی اسکی عزت سنبھالی ہوئی تھی۔ **اسکی آنکھ بند ہوتے ہی وہ ذلیل ہو گیا**۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خلیفہ کی فوراً ضرورت ہوتی ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۲۔ ص ۱۶۷ تا ۱۶۸۔ برکات خلافت۔) (تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء)

## خلافت احمدیہ کا باغی ذلیل اور تباہ کیا جائے گا

"یہ سب لوگ مل کر (انتخاب خلیفہ کے لئے۔ ناقل) جو فیصلہ کریں گے وہ تمام جماعت کے لئے قابل قبول ہو گا۔ اور **جماعت میں سے جو شخص اسکی مخالفت کریگا وہ باغی ہو گا** (یعنی جو شخص بھی منتخب شدہ خلیفہ کی مخالفت کریگا وہ باغی

کہلائے گا۔ناقل)★۔ اور جب بھی انتخاب خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے مطابق جو بھی خلیفہ چُنا جائے میں اُسکو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اِس قانون کے ماتحت وہ چنا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسکے ساتھ ہو گا۔ اور **جو بھی اسکے مقابل پر کھڑا ہو گا وہ بڑا ہو یا چھوٹا ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا۔**"

(انوار العلوم جلد ۲۶۔ ص ۳۰۔ خطاب؛ ۲۷/ دسمبر ۱۹۵۶ء۔ جلسہ سالانہ ربوہ۔ خلافت حقہ اسلامیہ اور نظام آسمانی کی مخالفت اور اسکا پس منظر)

## اسلامی حکومت میں جھوٹے مدعی خلافت کو قتل کرنے کا حکم ہے

"رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خلیفہ ہو تو جو پہلا ہو اسکی بیعت کرو۔ جو بعد میں دوسرا پہلے کے مقابل پر کھڑا ہو جائے جیسے لاہور میں ہے تو اُسے قتل کر دو۔ مگر قتل کا حکم تب ہے جب سلطنت اپنی ہو۔ اب اِس حکومت میں ہم ایسا نہیں کر سکتے۔"

(الفضل ۲۶/ جولائی۔ ۱۹۱۹ء۔ بیان مرزا محمود صاحب۔ ص ۳)

تبصرہ:۔ یعنی جس طرح مسلمانوں میں یہ عقیدہ رائج ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کے آخری ہونے کے بعد اب جو بھی نبی کھڑا ہو گا اُسے قتل کیا جائے گا۔

---

★ "جو شخص پروٹیسٹ protest (یعنی احتجاج۔ناقل) کو بغاوت قرار دیتا ہے وہ دُنیا میں غلامی پھیلانا چاہتا ہے۔" (خطباب محمود جلد ۱۷۔ ص ۱۰۔ فرمودہ ۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

## خلافت پر ایمان لانا قرآن سے ثابت

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ

(النورآیت ۵۵) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا؛

"اس آیت میں اللہ تعالی بیان فرماتا ہے کہ اے خلافت حقہ اسلامیہ پر ایمان رکھنے والو۔ چونکہ یہاں خلافت کا ذکر ہے اس لئے **'امنوا میں ایمان لانے سے مراد "ایمان بالخلافت" ہی ہو سکتا ہے۔** پس یہ آیت مبائعین (خلیفہ کی بیعت کرنے والوں۔ ناقل) کے متعلق ہے، غیر مبائعین کے متعلق نہیں کیونکہ وہ خلافت پر ایمان نہیں رکھتے۔"

(انوار العلوم جلد ۲۶۔ ص۲۱ تا ۲۲۔ خطاب؛ ۲۷/ دسمبر ۱۹۵۶ء۔
جلسہ سالانہ ربوہ۔ خلافت حقہ اسلامیہ اور نظام آسمانی کی مخالفت اور اسکا پس منظر)

اِسی آیت کی تفسیر میں لفظ "دین" کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا؛

"یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ نہیں فرمایا کہ جو مسلمانوں کا دین ہو گا ہم اُسے مضبوط کریں گے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جو **خلیفہ کا دِین** ہو گا ہم اُسے مضبوط کریں گے۔ جس پالیسی کو خلفاء پیش کریں گے ہم اُسے ہی کامیاب بنائیں گے اور جو پالیسی اُنکے خلاف ہو گی اُسے ناکام کریں گے۔ پس اگر کوئی مبائع اور مومن کوئی اور طریق اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اُسے ناکام کریں گے۔۔۔ صرف خلیفہ کی پالیسی کو ہی کامیاب کریں گے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۱۸۔ ص ۳۶۸۔ فرمودہ ۲۷/ اگست ۱۹۳۷ء)

تبصرہ:۔ مرزا محمود صاحب کی تفسیر سراسر غلط ہے۔ دین سے مراد مسلمانوں کا دین ہے۔ اور اُمنو سے مراد وہ ایمان ہے جو ایمانیات کہلاتا ہے۔ اسی طرح خلافت سے مراد اسلامی حکومت ہے۔ خلافت کا اطلاق باطنی لحاظ سے اُمت کے علماء پر بھی ہوتا ہے جو نبیوں کے وارث اور آنحضرت ﷺ کے جانشین ہیں۔ اسلام میں خلیفہ کی حیثیت امیر کی ہوتی ہے جس میں کفر بواح کا امکان بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ خلفاء کو شریعت کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ وہ دین اسلام کے مطابق کام کریں۔ نہ یہ کہ وہ جو کام بھی کریں گے خواہ صحیح ہو یا غلط خدا اُسے کامیاب کریگا۔

## خلافت احمدیہ پر ایمان لانا فرض ہے، اِنکار کرنے والا مومن نہیں خلیفہ کی اطاعت میں زندگی کا ہر لمحہ بسر کرو

"اگر خلیفۂ وقت کے حکم پر ہر احمدی اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار نہیں رہتا، اگر اطاعت اور فرمانبرداری اور قربانی اور ایثار ہر وقت اسکے سامنے نہیں رہتا تو اس وقت تک نہ ہماری جماعت ترقی کرسکتی ہے اور **نہ وہ اشخاص مومنوں میں لکھے جاسکتے ہیں** (یعنی خلیفۂ وقت کی اطاعت نہ کرنے والے مومنوں میں لکھے نہیں جاسکتے۔ ناقل)۔ یاد رکھو! ایمان کسی **خاص چیز** کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ (یعنی خلیفہ وقت ۔ناقل) کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔ اگر **اسلام اور ایمان اِس چیز کا نام نہ ہوتا** تو محمد ﷺ کے ہوتے کسی مسیح

کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اگر محمد ﷺ کے ہوتے مسیح موعود کی ضرورت تھی تو مسیح موعود کے ہوتے ہماری (یعنی خلافت احمدیہ کی۔ناقل) بھی ضرورت ہے۔ ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں۔ ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص (یعنی قادیانی خلیفہ۔ناقل) کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اُس کی (یعنی قادیانی خلیفہ کی۔ناقل) اطاعت میں **اپنی زندگی کا ہر لحہ بسر نہیں کرتا۔** اُس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۲۷۔ ص ۵۵۳۔ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

## خلیفہ خدا بناتا ہے، اسکے بنانے میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا، خلیفہ کسی منصوبہ یا تدبیر کے تحت نہیں بنتا

"خلیفہ خدا بناتا ہے، یعنی اسکے بنانے میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا۔ نہ وہ خود خواہش کرتا ہے اور **نہ کسی منصوبہ کے ذریعہ وہ خلیفہ ہوتا ہے۔**۔۔۔ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے کیونکہ جو وعدہ کرتا ہے وہی دیتا بھی ہے۔ نہ یہ کہ وعدہ تو وہ کرے اور اسے پورا کوئی اور کرے۔ پس اس آیت میں پہلی بات یہ بتائی گئی کہ سچے خلفاء کی آمد خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگی۔ کوئی شخص خلافت کی خواہش کر کے خلیفہ

نہیں بن سکتا۔ اور نہ **کسی منصوبہ کے ماتحت خلیفہ بن سکتا ہے۔** خلیفہ وہی ہو گا جسے خدا بنانا چاہے گا۔"

(تفسیر کبیر۔ جلد ۶۔ ص ۳۷۰۔ تفسیر سورہ النور آیت ۵۶)

## خلیفہ بنانے کا منصوبہ اور تدبیر کی نوعیت

"پس اُس کو (یعنی خلافت کے دشمنوں کو۔ناقل) مایوس کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آئندہ یہ نہ رکھا جائے کہ ملتان اور کراچی اور حیدر آباد اور کوئٹہ اور پشاور سب جگہ کے نمائندے جو پانچ سو کی تعداد سے زیادہ ہوتے ہیں وہ آئیں تو انتخاب ہو۔ **بلکہ صرف ناظروں اور وکیلوں اور مقررہ اشخاص (یعنی جماعتی عہدیداران۔ناقل) کے مشورہ کے ساتھ اگر وہ حاضر ہوں خلیفہ کا انتخاب ہو گا۔** جس کے بعد جماعت میں اعلان کر دیا جائے گا اور جماعت اس شخص کی بیعت کریگی۔ اس طرح وہ حکم بھی پورا ہو جائے گا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور وہ حکم بھی پورا ہو جائے گا کہ وہ ایسا مومنوں کے ہاتھ سے کرتا ہے۔۔۔۔ خدا تعالیٰ نے یہ چیز اپنے اختیار میں رکھی ہے لیکن بندوں کے توسط سے رکھی ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۲۶۔ ص ۳۲۔۔ خطاب؛ ۲۷/ دسمبر ۱۹۵۶ء۔ جلسہ سالانہ ربوہ۔ ۔خلافت حقہ اسلامیہ اور نظام آسمانی کی مخالفت اور اسکا پس منظر)

"پس کما استخلف الذین من قبلھم میں پہلوں کے طریق انتخاب کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور حضرت مسیح موعود کا ایک الہام بھی اسکی تصدیق

کرتا ہے۔ آپ کا الہام ہے **"کلیسیا کی طاقت کا نسخہ"** یعنی کلیسیا کی طاقت کی ایک خاص وجہ ہے اسکو یاد رکھو۔ گویا قرآن کریم نے کما استخلف الذین من قبلھم کے الفاظ میں جس نسخہ کا ذکر کر دیا تھا، الہام میں اسکی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ جس طرح وہ لوگ (یعنی عیسائی لوگ۔ناقل) اپنا خلیفہ منتخب کرتے ہیں اسی طرح یا اسکے قریب قریب تم بھی اپنے لئے **خلافت کے انتخاب کا طریقہ ایجاد کرو۔** چنانچہ اس طریق سے قریباً اُنیس سو سال سے عیسائیوں کی خلافت محفوظ چلی آتی ہے۔۔۔۔ جماعت احمدیہ اسلامی تعلیم کے مطابق اس قانون کو (یعنی عیسائیوں کے طریق انتخاب کو۔ناقل) ڈھال کر اپنی خلافت کو سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال تک کے لئے محفوظ کر سکتی ہے۔ چنانچہ اسی کے مطابق میں نے آئندہ انتخاب خلافت کے متعلق ایک قانون بنا دیا ہے۔"

(تفسیر کبیر، جلد ٦۔ سورہ النور آیت ٥٦۔ صفحہ ٣٩٠)

## جس خلیفہ کو خدا بناتا ہے وہ نبی ہوتا ہے، اور جس خلیفہ کو انسان بناتا ہے وہ نبی کا جانشین ہوتا ہے

"دُنیا میں خلیفہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ **ایک وہ جنہیں انسان بناتا ہے۔** دوسرے جنہیں خدا الہام کے ذریعہ بناتا ہے۔ الہام کی بناء پر ہونے والے خلیفہ کو نبی کہتے ہیں جو ملہم خلیفے ہوتے ہیں۔"

(انوار العلوم جلد ١١۔ ص ٥١٧۔ مستورات سے خطاب۔ فرمودہ ٢٧ دسمبر ١٩٣٠ء۔ بر موقع جلسہ سالانہ)

## نبی اور انتخابی خلافت کو ایک جیسا درجہ دینے کی کوشش

## جھوٹا ہے وہ انسان جو کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے

"خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور **جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔** حضرت خلیفہ اول مولوی نور الدین صاحب اپنی خلافت کے زمانہ میں چھ سال متواتر اس مسئلہ پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے نہ انسان۔ اور درحقیقت قرآن شریف کا غور سے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خلفاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں۔"

(خلافۃ علی منہاج النبوۃ۔ جلد اول۔ ص ۳۲) (انوار العلوم جلد ۲۔ ص ۱۱۔ ۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء)

"(سورہ النور آیت ۵۶)۔۔۔ یہاں بھی خلیفہ بنانے کے کام کو اللہ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے جیسا کہ اس نے حضرت آدم اور حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت اپنی طرف منسوب کی ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے خلفاء کے تقرر کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ **پس کیسے ظالم ہیں وہ لوگ** (یعنی مولوی محمد علی صاحب اور انکے رفقاء۔ ناقل) جو کہتے ہیں کہ لوگ خلیفہ بناتے ہیں، انکو شرم آنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی تکذیب نہیں کرنی چاہیے۔"

(خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ۔ جلد ۱۔ ص ۱۷ تا ۱۸) (الفضل ۱۰ دسمبر ۱۹۱۳ء)

## شیعہ فرقہ کا عقیدہ۔ ہمارے اماموں کو خدا مقرر کرتا ہے

شیعوں کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرمایا؛

(شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ) ”انسان امیر (امام) مقرر نہیں کرتے۔ بلکہ امیر (امام) مقرر کرنا خدا کا کام ہے۔ اسی نے حضرت علی کو امام مقرر کیا اور آپ کے بعد گیارہ اور امام مقرر کئے۔ آخری امام اب تک زندہ موجود ہے مگر مخفی۔ یہ شیعہ کہلاتے ہیں۔“

(انوار العلوم۔ جلد ۱۵۔ خلافت راشدہ؛ ص ۴۸۔ تقریر فرمودہ ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء۔ جلسہ سالانہ قادیان)

## خلیفہ کا انتخاب الہام کے ذریعہ ہوتا ہے

”مقرر اصل میں اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے، چنانچہ فرماتا ہے لیستخلفنھم کہ وہ خود انکو خلیفہ بنائے گا۔ پس گو خلفاء کا انتخاب مومنوں کے ذریعہ ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا الہام لوگوں کے دلوں کو اصل حقدار کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ ایسے خلفاء میں مَیں فلاں فلاں خاصیتیں پیدا کر دیتا ہوں اور یہ خلفاء ایک انعام الٰہی ہوتے ہیں۔“

(تفسیر کبیر جلد ۶۔ تفسیر سورہ النور آیت ۵۶۔ صفحہ ۳۹۱)

(انوار العلوم۔ جلد ۱۵۔ خلافت راشدہ؛ ص ۱۳۲۔ تقریر فرمودہ ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء۔ جلسہ سالانہ قادیان)

## اِسلام کا خلیفہ اب وہی ہو سکتا ہے جو مرزا صاحب کا غلام ہو

”انکا (یعنی مسلمانوں کا۔ ناقل) عقیدہ ہے کہ ترکوں کے بادشاہ خلیفۂ رسول

ہیں۔ اور بر خلاف اسکے ہمارا عقیدہ ہے کہ مسلمان خراب ہو گئے، انکی اصلاح کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک غلام مسیح اور مہدی بنا کر مبعوث کیا گیا۔ **اب خلیفہ وہی ہو سکتا ہے جو مسیح موعود کا غلام ہو۔۔۔۔** ہم سلطان ترکی کو خلیفہ نہیں مان سکتے۔ کیونکہ **ہمارے لئے خلیفہ وہی ہو سکتا ہے جو مسیح موعود کا متبع اور جانشین ہو۔**"

(انوار العلوم جلد ۶۔ ص ۴۱۔ معیار صداقت۔ تقریر ۲۲،۲۱ / مارچ ۱۹۲۱ء)

## ایمان کو ثریا ستارے سے واپس لانے والے مرزا صاحب اور اُنکے خاندان کے افراد ہیں

"رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب ایمان اٹھ جائے گا اور عقائد بگڑ جائیں گے تو خدا تعالیٰ ایک فارسی النسل انسان کو کھڑا کریگا، جو اگر ایمان آسمان پر بھی چلا جائے گا تو واپس لے آئے گا۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ایسا شخص ایک نہیں ہو گا بلکہ کئی ہوں گے (رجل اور رجال کے الفاظ ہیں۔ناقل)۔ اب یہ بات تو سب لوگ مانتے ہیں کہ اس زمانہ کی طرح پہلے کبھی ایمان ثریا پر نہیں گیا۔ اور کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو یقینی طور پر دعویٰ کر سکے کہ میں فارسی النسل ہوں۔ مگر حضرت مسیح موعود کو الہام کے ذریعہ بتایا گیا ہے اور صرف آپ ہی نے فارسی النسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ پس ہم کہتے ہیں تمام دنیا پر اس وقت وہ کون سا خاندان ہے جو یقینی طور پر کہتا ہے کہ میں فارسی النسل

ہوں۔ ہمارے سوا کوئی بھی نہیں۔ اور رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ایمان کے لانے والے کئی ایک ہوں گے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ ہمارے خاندان کے دوسرے لوگ بھی اس پیشگوئی میں شامل ہیں۔ موجودہ اختلاف کے زمانہ میں اگر یہ ہوتا کہ مسیح موعود کے لڑکوں میں سے بعض ایک طرف ہوتے اور بعض دوسری طرف۔ تو غیر مبائعین (یعنی لاہوری پارٹی۔ ناقل) کہہ سکتے تھے کہ ہم بھی حق پر ہیں کیونکہ ہم بھی ابنائے فارس میں سے ہیں۔ لیکن خدا کی منشاء کے ماتحت حضرت مسیح موعود کی تمام اولاد ہماری طرف ہی ہے۔ اور اسکے متعلق رسول کریم ﷺ نے پہلے ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ ایمان کو قائم کرنے والے ہوں گے۔ نہ کہ نقصان پہنچانے والے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم حق پر ہیں۔"

(انوار العلوم جلد ۳۔ ص ۴۶۳۔ جماعت احمدیہ کے فرائض اور اسکی ذمہ داریاں۔ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۶ء)

## خلافت احمدیہ کے گمراہ ہونے کا کوئی امکان نہیں

"خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی امکان نہیں۔ ہاں اس بات کا ہر وقت امکان ہو سکتا ہے کہ جماعت کی اکثریت ایمان اور عمل صالح سے محروم نہ ہو جائے۔"

(تفسیر کبیر۔ جلد ٦۔ سورہ النور آیت ٥٦۔ صفحہ ۳۷۴ تا ۳۷۵)

## خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی سوال نہیں

"خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی سوال نہیں۔ خلافت اُس وقت چھینی جائے گی جب تم بگڑ جاؤ گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی ناشکری مت کرو۔۔۔ تم اُن ناکاموں

اور نامرادوں اور بے علموں کی طرح مت بنو جنہوں نے خلافت کو رڈ کر دیا۔"

(انوار العلوم۔ جلد ۱۵۔ خلافت راشدہ؛ ص ۱۵۲۔ تقریر فرمودہ ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء۔ جلسہ سالانہ قادیان)

## خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی امکان نہیں

"خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی امکان نہیں۔۔۔ اور چونکہ خلیفہ نہیں بگڑ سکتا بلکہ جماعت ہی بگڑ سکتی ہے۔"

(انوار العلوم۔ جلد ۱۵۔ خلافت راشدہ؛ ص ۹۱۔ تقریر فرمودہ ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء)

## خلیفہ غلطی نہیں کر سکتا لہٰذا اُس سے اختلاف نہ کرو

"لیکن اگر وہ اولی الامر، خلفائے راشدین ہوں تو پھر سمجھ لو کہ وہ غلطی نہیں کر سکتے۔ وہ جو کچھ کریں گے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق ہو گا اور اللہ تعالیٰ انہیں اسی راہ پر چلائے گا جو اُس کے نزدیک درست ہو گا۔ پس اُن پر حکم بننے کی بجائے اُن کو اپنے اوپر حکم بناؤ اور ان سے اختلاف کر کے اللہ تعالیٰ سے اختلاف کرنے والے مت بنو۔"

(انوار العلوم۔ جلد ۱۵۔ خلافت راشدہ؛ ص ۸۱۔ تقریر فرمودہ ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء۔ جلسہ سالانہ قادیان)

تبصرہ:۔ یاد رہے جماعت کے مطابق خلافت احمدیہ، خلافت راشدہ ہی ہے۔

## خلیفہ کی غلطی کی اصلاح خدا خود کرتا ہے

"میں اس بات کا قائل نہیں کہ خلیفہ کوئی غلطی نہیں کر سکتا مگر اس بات کا قائل ہوں کہ وہ کوئی ایسی غلطی نہیں کر سکتا جس سے جماعت تباہ ہو۔ وہ اِس

اور اُس کام میں غلطی کر سکتا ہے مگر سب کاموں میں غلطی نہیں کر سکتا۔ اور اگر وہ کوئی ایسی غلطی کر بھی بیٹھے جس کا اثر جماعت کے لئے تباہی خیز ہو تو خدا تعالیٰ اُس غلطی کو بھی دُرست کر دیگا اور اُس کے بھی (یعنی غلطی کے۔ناقل) نیک نتائج پیدا ہوں گے۔ یہ عصمت کسی اور جماعت یا کسی اور مجلس کو حاصل نہیں ہو سکتی۔"

(سوانح فضل عمر جلد ۴۔ صفحہ ۵۱۰)(خطابات شوریٰ جلد اول۔ ص ۱۳۴۔ مجلس مشاورت ۱۹۲۵ء)

"پس خلیفہ بھی غلطی کر سکتا ہے اور تم بھی غلطی کر سکتے ہو مگر فرق یہی ہے کہ خلیفہ کی خطرناک غلطی کی خدا تعالیٰ اصلاح کر دیگا مگر آپ لوگوں سے خدا کا یہ وعدہ نہیں ہے۔"

(خطابات شوریٰ جلد اول۔ ص ۱۳۵۔ مجلس مشاورت ۱۹۲۵ء۔ از مرزا محمود صاحب)



## خلیفہ کی غلطی کے برے نتائج پیدا نہیں ہوتے، اور تنزل کے بجائے ترقی ہوتی ہے

"خلفاء کے متعلق خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ انکے وہ تمام اعمال خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہونگے جو نظام سلسلہ کی ترقی کے لئے ان سے سرزد ہونگے۔ اور کبھی بھی وہ کوئی ایسی غلطی نہیں کریں گے اور اگر کریں تو اس پر قائم نہیں رہیں گے جو جماعت میں خرابی پیدا کرنے والی اور اسلام کی فتح کو اسکی شکست سے بدل دینے والی ہو۔۔۔۔ اگر وہ کبھی غلطی بھی کریں تو خدا اسکی اصلاح کا خود ذمہ دار

ہو گا۔ گویا نظام کے متعلق خلفاء کے اعمال کے ذمہ دار خلفاء نہیں بلکہ خدا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خلفاء خود قائم کیا کرتا ہے۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ وہ غلطی نہیں کرسکتے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ یا تو انہی کی زبان سے یا عمل سے خدا تعالیٰ اس غلطی کی اصلاح کرادے گا یا اگر انکی زبان یا عمل سے غلطی کی اصلاح نہ کرائے تو اس غلطی کے بد نتائج کو بدل ڈالے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت چاہے کہ خلفاء کبھی کوئی ایسی بات کر بیٹھیں جس کے نتائج بظاہر مسلمانوں کے لئے مضر ہوں اور جسکی وجہ سے بظاہر جماعت کے متعلق خطرہ ہو کہ وہ بجائے ترقی کرنے کے تنزل کی طرف جائے گی تو اللہ تعالیٰ نہایت مخفی سامانوں سے اس غلطی کے نتائج کو بدل دیگا اور جماعت بجائے تنزل کے ترقی کی طرف قدم بڑھائے گی۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۱۶۔ ص ۹۸ تا ۹۹۔ خطبہ ۸ر فروری ۱۹۳۵ء)

"یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفہ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے لیکن اُن معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو اگر اُس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اسے اس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اسے عصمت صغریٰ کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے لیکن خلفاء کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اُن سے کوئی

ایسی غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ اُن کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں مگر انجام کار نتیجہ یہی ہو گا کہ اسلام کو غلبہ ہو گا اور اس کے مخالفوں کو شکست ہو گی۔ گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہو گی جو ان کی ہو گی۔ بیشک بولنے والے وہ ہوں گے، زبانیں انہی کی حرکت کریں گی، ہاتھ انہی کے چلیں گے، دماغ انہی کا کام کرے گا مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہو گا۔"

(تفسیر کبیر جلد ۶۔ سورہ نور آیت ۵۶۔ صفحہ ۳۷۶)

## خلیفہ کی غلطی سے دین خراب نہیں ہوتا

"اللہ تعالیٰ انکو ایسی غلطی میں پڑنے سے بچاتا ہے جس کے نتیجہ میں دین کو نقصان پہنچ سکتا ہو۔"

(الفضل ۹ر نومبر ۱۹۴۱ء)(خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ۔ جلد سوم۔ ص ۳۲۸۔ ناشر، فضل عمر فاؤنڈیشن)

## خلیفہ وقت پر تقدم جائز نہیں

"میں اسی سلسلہ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری شریعت نے یہ حکم دیا ہے کہ تمہیں خدا کے رسول پر تقدم نہیں کرنا چاہیے اور یہ حکم محض خدا کے انبیاء سے مخصوص نہیں بلکہ جس طرح ایک رسول پر تقدم منع ہے اسی طرح اسکے خلیفہ پر بھی تقدم منع ہے۔ پھر ایسا خلیفہ جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی پیشگوئیوں کے

مطابق اسلام کی فتح کے لئے جرنیل مقرر کیا ہو اُس پر تقدم تو بہت ہی ناجائز بات ہے اور جماعت کا فرض ہے کہ وہ ہر معاملہ میں ڈر ڈر کر اور پھونک پھونک کر قدم رکھے، ایسا نہ ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کی مورد بن جائے۔"

(خطابات شوریٰ جلد سوم۔ ص۲۰۹۔ خطاب؛ مجلس مشاورت ۱۹۴۶ء)

## ذاتی معاملات میں بھی امام کی اطاعت کرنا فرض ہے

"یہ ایک خطرناک غلطی ہے جو بعض لوگوں میں پائی جاتی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم وہ کام کریں گے جو ہماری مرضی کے مطابق ہو گا۔ یہ تمہارا کام نہیں کہ تم فیصلہ کرو کہ تمہیں کِس کام پر لگایا جائے۔ **جو شخص تمہارا امام ہے، جس کے ہاتھ میں تُم نے اپنا ہاتھ دیا ہے جسکی اطاعت کا تُم نے اقرار کیا ہے** (یعنی جس خلیفہ کی تُم نے بیعت کی ہے۔ ناقل) اُس کا فرض ہے کہ وہ تمہیں بتائے کہ تمہیں کِس کام پر مقرر کیا جاتا ہے۔ تُم اس میں دخل نہیں دے سکتے، نہ تمہارا کوئی حق ہے کہ تم اس میں دخل دو۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں الامام جنة یقتل من وراعه۔ امام ایک ڈھال کی طرح ہوتا ہے اور لوگوں کا فرض ہوتا ہے کہ اسکے پیچھے ہو کر دشمن سے جنگ کریں۔ پس جہاں امام تمہیں کھڑا کرتا ہے وہاں تم کھڑے ہو جاؤ اور امام تمہیں سونے کا حکم دیتا ہے تو تمہارا فرض ہے کہ تم سو جاؤ۔ اگر امام تم کو جاگنے کا حکم دیتا ہے تو تمہارا فرض ہے کہ تم جاگ پڑو۔ اگر امام تم کو اچھا لباس پہننے کا حکم دیتا ہے تو تمہاری نیکی، تمہارا تقویٰ اور تمہارا

زہد یہی ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ لباس پہنو اور اگر امام تُم کو پھٹے پُرانے کپڑے پہننے کا حکم دیتا ہے تو تمہاری نیکی تمہارا تقویٰ اور تمہارا دینی عیش یہی ہے کہ تُم پھٹے پُرانے کپڑے پہنو۔۔۔۔تو در حقیقت یہی نیکی اور یہی حقیقی ایمان ہے کہ انسان وہی طریق اختیار کرے جس طریق کے اختیار کرنے کا امام اُسے حکم دے۔ وہ اگر اُسے کھڑا ہونے کے لئے کہے تو کھڑا ہو جائے اور اگر ساری رات بیٹھنے کے لئے کہے وہ بیٹھ جائے اور یہی سمجھے کہ میری ساری نیکی یہی ہے کہ میں امام کے حکم کے ماتحت بیٹھا رہوں۔ پس جماعت میں یہ احساس پیدا ہونا چاہیے کہ نیکی کا معیار یہی ہے کہ امام کی کامل اطاعت کی جائے۔ امام اگر کسی کو مدرس مقرر کرتا ہے تو اسکی تبلیغ یہی ہے کہ وہ لڑکوں کو عمدگی سے تعلیم دے۔ امام اگر کسی کو ڈاکٹر مقرر کر کے بھیجتا ہے تو اسکی تبلیغ یہی ہے کہ وہ لوگوں کا عمدگی سے علاج کرے۔ امام اگر کسی کو زراعت کے لئے بھیج دیتا ہے تو اسکی تبلیغ یہی ہے کہ وہ زمین کی عمدگی سے نگرانی کرے اور امام اگر کسی کو صفائی کے کام پر مقرر کر دیتا ہے تو اسکی تبلیغ یہی ہے کہ وہ عمدگی سے صفائی کرے۔ وہ بظاہر جھاڑُو دیتا نظر آئے گا، وہ بظاہر صفائی کرتا دکھائی دیگا، مگر چونکہ اُس نے امام کے حکم کی تعمیل میں ایسا کیا ہو گا اس لئے اُسکا جھاڑُو دینا ثواب میں اس مبلغ سے کم نہیں ہو گا جو دلوں کی صفائی کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ وہ زمین پر جھاڑو دے رہا ہو گا لیکن فرشتے اسکی جگہ تبلیغ کر رہے ہونگے کیونکہ وہ کہیں گے یہ وہ شخص ہے جس نے نظام میں اپنے

لئے ایک چھوٹی سے چھوٹی جگہ پسند کی اور امام کے حکم کی اطاعت کی۔ پس ایک نظام کے اندر رہ کر کام کرو اور تمہارا امام جس کام کے لئے تمہیں مقرر کرتا ہے اسکو کرو کہ تمہارے لئے وہی ثواب کا موجب ہو گا۔ تمہارے لئے وہی کام تمہاری نجات اور تمہاری ترقی کا باعث ہو گا۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۲۵۔ ص ۲۴۸ تا ۲۵۱۔ فرمودہ ۳۱ / مارچ ۱۹۴۴ء)

## اپنی سوچ، مرضی اور خواہشات کو خلیفہ کے تابع کرو

"امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے اسکے پیچھے اٹھاتا ہے، **اپنی مرضی اور خواہشات کو اسکی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا** ہے۔ اپنی تدبیروں کو اسکی تدبیروں کے تابع کرتا ہے، اپنے ارادوں کو اسکے ارادوں کے تابع کرتا ہے، اپنی آرزوؤں کو اسکی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے۔ اور اپنے سامانوں کو اسکے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۱۸۔ ص ۳۶۷۔ فرمودہ ۲۷ / اگست ۱۹۳۷ء)



## خلیفہ کے ہر حکم کی تعمیل فرض ہے

"جماعت کا ہر فرد جو اس سلسلہ میں منسلک ہے اسکا فرض ہے کہ امام کی طرف سے جو بھی آواز بلند ہو اس پر خود بھی عمل کرے اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی تحریک کرے۔۔۔۔ پس ہر احمدی جس نے منافقت سے میری بیعت نہیں کی اور ہر احمدی جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہونا

چاہتا ہے اسکا فرض ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے احکام پر عمل کرنے اور دوسروں سے عمل کرانے کے لئے کھڑا ہو جائے اور صرف اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حضور اسکے متعلق جوابدہ سمجھے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۲۷۔ ص ۵۵۲۔ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

## خلیفۂ وقت کے حکم پر اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار رہو

"جس نے خلیفۂ وقت کی بیعت کی ہے اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ خلیفۂ وقت کی بیعت کے بعد اس پر یہ فرض عائد ہو چکا ہے کہ وہ اسکے احکام کی اطاعت کرے۔ ۔۔۔پس تم میں سے ہر شخص خواہ دنیا کا کوئی کام کر رہا ہو اگر وہ اپنا سارا زور اس غرض کے لئے صَرف نہیں کر دیتا، اگر خلیفۂ وقت کے حکم پر ہر احمدی اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار نہیں رہتا، اگر اطاعت اور فرمانبرداری اور قربانی اور ایثار ہر وقت اسکے سامنے نہیں رہتا تو اس وقت تک نہ ہماری جماعت ترقی کر سکتی ہے اور نہ وہ اشخاص مومنوں میں لکھتے جاسکتے ہیں۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۲۷۔ ص ۵۵۳۔ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

## سال میں ایک دن خلافت کا منایا کرو

"آخر میں خدام کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ خلافت کی برکات کو یاد رکھیں۔ اور کسی چیز کو یاد رکھنے کے لئے پرانی قوموں کا یہ دستور ہے کہ وہ سال میں اسکے لئے خاص طور پر ایک دن مناتی ہیں۔ مثلاً **شیعوں کو دیکھ لو وہ سال میں ایک دفعہ**

**تعزیہ نکالتے ہیں تا قوم کو شہادت حسین علیہ السلام کا واقعہ یاد رہے۔** اِسی طرح میں بھی خدام کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سال میں ایک دن خلافت ڈے (Khilafat Day) کے طور پر منایا کریں۔ ۔۔۔اگر سال میں ایک دفعہ خلافت ڈے منالیا جایا کرے تو ہر سال چھوٹی عمر کے بچوں کو پرانے واقعات یاد ہو جایا کریں گے (یعنی خلافت احمدیہ کے واقعات یاد ہو جایا کریں گے ۔ناقل)۔ پھر تم یہ جلسے (یعنی خلافت ڈے کے جلسے۔ناقل) قیامت تک کرتے چلے جاؤ تا جماعت میں خلافت کا ادب اور اسکی اہمیت قائم رہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی خلافت اُنیس سو سال سے برابر قائم ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۴۲۰ تا ۴۲۱۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۵۶ء میں خطابات۔ فرمودہ ۱۹/ اکتوبر ۱۹۵۶ء)

## خلیفہ مجدد سے بڑا ہوتا ہے

"سوال: کیا خلیفہ کی موجودگی میں مجدد آسکتا ہے؟

جواب: خلیفہ تو خود مجدد سے بڑا ہوتا ہے اور اسکا کام ہی احکام شریعت کو نافذ کرنا اور دین کو قائم کرنا ہوتا ہے۔ پھر اسکی موجودگی میں مجدد کس طرح آسکتا ہے۔ مجدد تو اس وقت آیا کرتا ہے جب دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔"

(الفضل ۸/ اپریل ۱۹۴۷ء۔ مجلس عرفان مرزا محمود صاحب)

## خلیفہ ”اولی الامر“ کا قائم مقام نہیں۔بلکہ رسول کا قائمقام ہے

”ممکن ہے کہ کوئی اعتراض کردے کہ رسول کی طاعت کا تو حکم ہوا۔ مگر خلیفہ کی اطاعت کا کہاں حکم ہے؟ (قرآن میں۔ناقل)۔سو ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ خلیفہ، ”رسول“ کا قائمقام ہوتا ہے۔ چنانچہ خلیفہ کے معنی نائب کے ہیں مگر وہ نائب اور **قائمقام ”اولی الامر“ کا نہیں** بلکہ رسول کا ہوتا ہے۔(یعنی قرآن کریم میں جہاں کہیں رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے اُس میں خلیفہ کی اطاعت بھی مراد ہے۔ناقل)۔پس قرآن کریم کا یہ حکم ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور جب رسول فوت ہو جائے تو تم اسکے خلیفہ کی اطاعت کرو(یوں رسول کی اطاعت کے حکم میں خلیفہ کی اطاعت شامل ہے، اور الگ سے خلیفہ کی اطاعت کا حکم نہیں دیا۔ بمطابق مرزا محمود صاحب۔ناقل)۔ اور اس زمانہ میں (یعنی خلیفہ کے زمانہ میں۔ناقل) اولی الامر کی بھی اطاعت کرو کیونکہ کوئی نظام اس وقت تک نہیں چل سکتا جب تک خلیفہ کے مقرر کردہ عہدیداروں کی اطاعت لوگ اپنے لئے ضروری خیال نہ کریں(گویا اولی الامر سے مراد نظام اور عہدیدار ہیں۔ناقل)۔ ۔۔۔ تو اطیعوااللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم میں ایک ایسا مکمل نظام پیش کیا گیا ہے جس کے تحت ایک ہی زمانہ میں اللہ کی اطاعت بھی ضروری ہے رسول کی اطاعت بھی ضرور ہے اور اگر رسول نہ ہو تو اسکے خلیفہ کی اطاعت ضروری ہے اور اُس زمانہ

میں اولی الامر کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ اللہ ایک ہے، رسول ایک ہے، خلیفہ بھی ایک ہی ہو گا۔ لیکن اولی الامر کئی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اولی الامر میں جمع کا صیغہ رکھا گیا ہے کیونکہ یہ کئی ہونگے اور گو خلیفہ ایک ہو گا لیکن اسکے تابع بہت سے عہدیدار ہوں گے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۲۱۔ ص ۳۲۹ تا ۳۳۰۔ فرمودہ ۱۳/ ستمبر ۱۹۴۰ء)

تبصرہ:۔ مرزا محمود صاحب کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم نے اولی الامر سے جو تنازع کرنے کا حق دیا ہے اُس کی گنجائش خلافت احمدیہ سے نہ رہے یعنی دِین کے معاملہ میں کوئی شخص خلافت احمدیہ پر اعتراض کرنے کا حق نہ رکھے۔ اور خلیفہ کی اہلیت اور اُس کے علم اور اُسکی خوابوں اور اُس کے الہاموں پر شک نہ کرے۔ کیونکہ خلیفہ رسول کا قائم مقام ہے اور جس طرح رسول سے تنازع کرنے کا کسی کو حق نہیں اُسی طرح خلیفہ سے تنازع کرنے کا کسی کو حق نہیں۔

میرے نزدیک مرزا محمود صاحب کی یہ تشریح غلط ہے۔ درست تشریح یہ ہے کہ خلیفہ اگر رسول کا قائم مقام ہے تب بھی اُس کی حیثیت قرآن کے مطابق "اولی الامر" کی ہے اور اُس سے تنازع کرنے کا حق ہے۔ اور یہ ظاہر ہی ہے کہ تنازع جائز امور میں نہیں ہوتا بلکہ اُن امور میں ہوتا ہے جو غلط ہوں جو خلافِ شریعت ہوں۔ گویا اِس سے یہ ثابت ہوا کہ خلیفہ دِین و شریعت کے معاملات میں غلط ہو سکتا ہے۔

## دُنیاوی اولی الامر گمراہ ہوسکتے ہیں،
## مگر دینی اولی الامر یعنی خلفاء گمراہ نہیں ہوسکتے

[مرزابشیر الدین محمود صاحب نے اولی الامر سے تنازع والی آیت (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔ النساء۵۹) کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اِس بات پر زور دیا کہ اولی الامر میں دو قسم کے حکمران ہیں۔ ایک دُنیاوی اور دُوسرے دِینی خلفاء۔ مرزا محمود صاحب کے نزدیک تنازع کرنے کا حق صرف دُنیاوی حکمرانوں سے متعلق ہے۔ نہ کہ دِینی خلفاء سے۔ چنانچہ اِس کی دلیل میں وہ حدیث پیش کرتے ہیں جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اختلافات کے وقت تُم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو اختیار کرنالازم ہے (علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین)۔ گویااِس حدیث کی بنیاد پر وہ (فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ) کی یوں تاویل کرتے ہیں کہ تنازع کا حق دِینی خلفاء سے نہیں ہے۔ بلکہ صرف دُنیاوی حکمرانوں سے ہے۔ گویا ایک حدیث کی بناپر وہ قرآن کریم کے حکم کی تاویل کرتے ہیں۔ یادرہے کہ مرزا محمود صاحب اپنی خلافت احمدیہ کے سلسلہ کو خلافت راشدہ میں شمار کرتے ہیں۔]

چنانچہ مرزا محمود صاحب فرماتے ہیں؛

”رسول کریم ﷺ نے اولی الامر دو قسم کے تسلیم کئے ہیں۔ ایک دُنیوی اور ایک دینی اور اسلامی۔ دُنیوی امراء کے متعلق اطاعت کا حکم ہے مگر ساتھ ہی کفر

بواح کا جواز بھی رکھا ہے۔۔۔۔ مگر ایک دینی اور اسلامی اولی الامر بتائے ہیں جن کے بارہ میں ہمیں حکم نہیں بنایا بلکہ اُنہیں اُمت پر حکم بنایا ہے اور فرمایا ہے جو کچھ وہ کریں وہ تم پر **حجت** ہے اور انکے طریق کی اتباع اسی طرح ضروری ہے جس طرح میرے حکم کی۔ پس حاکم دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو دُنیوی ہیں اور جن کے متعلق اِس بات کا امکان ہے کہ وہ کفر کا ارتکاب کر سکتے ہیں۔ اُن کے متعلق تو یہ حکم دیا کہ اُن کی اطاعت کرتے چلے جاؤ، ہاں جب اُن سے کفر بواح صادر ہو تو الگ ہو جاؤ۔ مگر دُوسرے حُکام وہ ہیں جو غلطی کر ہی نہیں سکتے (یعنی دینی کفر کا ارتکاب نہیں کر سکتے۔ناقل) اُن کے متعلق یہ ہدایت کی گئی ہے کہ ہمیشہ اُن کی سنت اور طریق کو اختیار کرنا چاہیے اور کبھی اُن کے راستہ سے علیحدہ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اگر شبہ پڑ جائے کہ تمہارے عقائد درست ہیں یا نہیں تو تم اپنے عقائد کو خلفائے راشدین کے عقائد کے ساتھ ملاؤ۔ اگر مل جائیں تو سمجھ لو کہ تمہارا قدم صحیح راستہ پر ہے اور اگر نہ ملے تو سمجھ لو کہ تُم غلط راستے پر جا رہے ہو۔ گویا خلفائے راشدین ایک **میزان** ہیں جن سے دُوسرے لوگ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اُن کا قدم صحیح راستہ پر ہے یا اُس سے منحرف ہو چکا ہے ۔۔۔۔اِسی طرح رسول کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم خلفائے راشدین کے اعمال کا جائزہ لو اور دیکھو کہ وہ تمہاری عقل کے اندر آتے ہیں یا نہیں اور وہ تمہاری سمجھ کے مطابق خدا اور رسول کے احکام کے مطابق ہیں یا

نہیں بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اگر تمہیں اپنے متعلق کبھی یہ شبہ پیدا ہو جائے کہ تمہارے اعمال خدا اور رسول ﷺ کی رضا کے مطابق ہیں یا نہیں تو تم دیکھو کہ اُن اعمال کے بارے میں خلفاء راشدین نے کیا کہا ہے۔ اگر وہ خلفاء راشدین کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق ہوں گے تو درست ہوں گے اور اگر وہ اُن کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق نہ ہوں گے تو غلط ہوں گے ۔پس خدا اور رسول ﷺ کا وہ حکم جس کی طرف بات کو لوٹانے کا ارشاد ہے (یعنی اولی الامر سے تنازع والی آیت۔ناقل) یہی احکام ہیں جن کو میں نے بیان کیا ہے۔یعنی تم یہ دیکھو کہ جن حُکام سے تمہیں اختلاف ہے وہ کس قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ آیا وہ دُنیوی حُکام میں سے ہیں یا خلفاء راشدین میں سے۔ اگر وہ دُنیوی حُکام ہیں تو حتی الوسع اُن کی اطاعت کرو۔ ہاں اگر وہ کسی نص صریح کے خلاف عمل کرنے کا حکم دیں تو تمہارا حق ہے کہ ان کی غلطی پر انہیں متنبہ کرو، انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرو اور انہیں بتاؤ کہ تم غلط راستے پر جا رہے ہو اور اگر نہ مانیں اور کفر بواح کا ارتکاب کریں۔۔۔تو تمہیں اس بات کا اختیار ہے کہ اُن کے اِس قسم کے احکام ماننے سے انکار کر دو۔۔۔۔ **لیکن اگر اولی الامر خلفاء راشدین ہوں تو پھر سمجھ لو کہ وہ غلطی (یعنی کفر کا ارتکاب۔ناقل) نہیں کر سکتے۔** وہ جو کچھ کریں گے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق ہو گا اور اللہ تعالیٰ انہیں اسی راہ پر چلائے گا جو اُس کے نزدیک درست ہو گا۔ پس اُن پر حکم بننے کی بجائے اُن کو اپنے اوپر

حکم بناؤ اور **اُن سے اختلاف کرکے اللہ تعالیٰ سے اختلاف کرنے والے مت بنو۔**"

(انوارالعلوم۔ جلد۱۵۔ خلافت راشدہ؛ص۷۹ تا۸۱۔
۔تقریر فرمودہ۲۸،۲۹دسمبر۱۹۳۹ء۔جلسہ سالانہ قادیان)



## چونکہ خلیفہ کا منکر فاسق قرار دیا گیا ہے، لہٰذا اُس میں کفر کرنے کا امکان موجود نہیں

"ومن کفر بعد ذالک فأُلٰئِک ھم الفسقون۔ یعنی جو لوگ ان خلفاء کا انکار کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے۔ اب بتاؤ کہ جو شخص کفر بواح کا بھی مرتکب ہو سکتا ہو۔ آیا اُس کی اطاعت سے خروج فسق ہو سکتا ہے؟ ۔۔۔فسق کا فتویٰ انسان پر اُسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفاء کی اطاعت سے انکار کرے ۞۔"

---

۞ اِس آیت کا اصل مفہوم یہ نہیں ہے۔ بلکہ اصل مفہوم یہ ہے کہ جب خلیفہ دین کے احکام کا نفاذ اور توحید کی تبلیغ کر رہا ہو اور صحیح کام کر رہا ہو تو اُس صورت میں اُس کی نافرمانی کرنا فسق ہے۔ نہ یہ کہ وہ غلط ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ دین کے معاملات میں صرف انبیاء کرام معصوم اور محفوظ ہوتے ہیں اور اُنکا براہ راست اللہ سے رابطہ ہوتا ہے وہ اگر غلطی بھی کرتے ہیں تو وحی کے ذریعہ اُنہیں مطلع کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ نبی کے جانشینوں کو یہ درجہ اور مقام حاصل نہیں ہوتا۔ نبی کا خلیفہ صرف ایک امیر ہوتا ہے۔ اور احادیث میں آنحضرت ﷺ نے جو کفر بواح کا امکان مسلمانوں کے امیر کی نسبت تسلیم کیا ہے اُس میں خلیفہ شامل ہے۔ نیز جو دُوسری حدیث میں فرمایا کہ اختلاف کے وقت تُم پر میری اور میرے خلفاء راشدین المھدیین کی سنت کو پکڑنا لازم ہے تو اِس حدیث میں صِرف اُن خلفاء کی سنت کو

(انوار العلوم۔ جلد ۱۵۔ خلافت راشدہ؛ ص۸۹۔ تقریر فرمودہ ۲۸،۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء۔ جلسہ سالانہ قادیان)

## خلافت کی دو ہی اغراض ہیں۔ قوم کو متحد کرنا۔ اور انکی طاقت کو جمع کرنا

''خلافت کی دو ہی اغراض ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ جماعت پراگندہ نہ ہو، جماعت کو تفرقہ سے بچایا جائے اور انکو ایک مرکز پر جمع کیا جائے۔ یعنی تفرقہ کو مٹانے، پراگندگی کو دور کرنے کے لئے ایک خلیفہ کی ضرورت ہوتی ہے نیز اس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ جماعت کی طاقت متفرق طور پر رائیگاں نہ جائے بلکہ انکو ایک مرکز پر جمع کر کے انکی قوت کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔''

(خطبات محمود۔ جلد ۴۔ ص ۴۲۱۔ خطبہ ۱۳/ اگست ۱۹۱۵ء)

## خلیفہ کی غرض اتحاد خیالات ہے

''خلافت کی غرض تو یہ ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد عمل اور اتحاد خیال پیدا کیا جائے۔ اور اتحاد عمل اور اتحاد خیال، خلافت کے ذریعہ تبھی پیدا کیا جاسکتا ہے اگر خلیفہ کی ہدایات پر پورے طور پر عمل کیا جائے۔۔۔۔ تم سب امام کے اشارہ

---

پکڑنے کی تاکید ہے جو رُشد و ھدایت پر ہوں گے۔ یہ مطلب نہیں کہ خلیفہ ہر حال میں رُشد و ھدایت پر ہی ہوتا ہے۔ بلکہ صِرف یہ مطلب ہے کہ جب تک خلیفہ رُشد و ھدایت پر قائم رہے گا تب تک اُس کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنا لازم ہے اور اِس میں یہ تاکید ہے کہ صرف اُنھی خلفاء کی اطاعت کرنی لازم ہے جو رُشد و ھدایت پر ہوں۔ مگر جیسا کہ قرآن اور دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ خلیفہ اولی الامر میں شامل ہے اور ایک امیر کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا اُس میں ھدایت سے ہٹ جانے اور کفر بواح کا امکان بھی موجود ہے لہٰذا اُس صورت میں فلا سمع ولا طاعۃ کی تعلیم دی گئی ہے۔ مولف

پر چلو اور اسکی ہدایات سے ذرہ بھر بھی ادھر ادھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ۔"

(انوار العلوم۔ جلد ۱۴۔ ص ۵۱۵ تا ۵۱۶۔ قیام امن اور قانون کی پابندی کے متعلق جماعت احمدیہ کا فرض)

## مسجد بھی گویا خلیفہ ہے جو مومنوں کو متحد رکھتی ہے

"مسجد میں نماز پڑھنے سے کیوں ثواب ملتا ہے؟ کیا مسجد کی اینٹوں کی وجہ سے ثواب ملتا ہے؟ مسجد کی اینٹوں کی وجہ سے ثواب نہیں ملتا بلکہ اسلئے ملتا ہے کہ وہاں مومن اکٹھے ہوتے ہیں اور اجتماع قومی طاقت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ گویا مسجد بھی ایک خلیفہ ہے جو مومنوں کو اکٹھا رکھتی ہے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۲۔ ص ۲۵۔ خطبہ ۲/مارچ ۱۹۵۱ء)

## باپ کے بعد بیٹے کو خلیفہ بننے کا حق نہیں

"میں تو یہ جائز ہی نہیں سمجھتا کہ باپ کے بعد بیٹا خلیفہ ہو۔ ہاں اگر خدا تعالیٰ مامور کر دے تو یہ الگ بات ہے۔ اور حضرت عمرؓ کی طرح میرا بھی یہی عقیدہ ہے کہ باپ کے بعد بیٹا خلیفہ نہیں ہونا چاہیے۔"

(برکات خلافت۔ ص ۱۹۔) (انوار العلوم جلد ۲۔ ص ۱۷۱۔ برکات خلافت)
(تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء)

"بیٹا، باپ کے بعد خلیفہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ حضرت عمر کا اعتقاد تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت عمرؓ نے اپنے بعد انتخاب خلیفہ

کے متعلق فرمایا کہ میرے بیٹے سے اس سے مشورہ لیا جائے لیکن اسکو خلیفہ بننے کا حق نہ ہو گا۔"

(انوار العلوم جلد ۲۔ ص ۱۷۰۔ برکات خلافت)(تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء)

"وہ نادان جو کہتا ہے کہ گدی بن گئی ہے، اسکو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تو یہ جائز ہی نہیں سمجھتا کہ باپ کے بعد بیٹا خلیفہ ہو۔"

(برکات خلافت۔ ص۱۹)(انوار العلوم جلد ۲۔ ص۱۷۱۔ برکات خلافت)

## خلیفہ منتخب ہونے والے کا حلف

"مقرر اشخاص اسکا انتخاب کریں گے (یعنی مقرر اشخاص خلیفہ کا انتخاب کریں گے۔ ناقل)۔ اسکے بعد وہ (یعنی منتخب ہونے والا خلیفہ۔ ناقل) یہ قسم کھائے گا (یعنی حلف اٹھائے گا۔ ناقل) کہ میں خلافت احمدیہ حقہ پر ایمان رکھتا ہوں اور میں ان کو جو خلافت احمدیہ کے خلاف ہیں جیسے پیغامی (یعنی لاہوری جماعت۔ ناقل) یا احراری (یعنی سُنی مسلمان۔ ناقل) وغیرہ کو باطل پر سمجھتا ہوں۔"

(انوار العلوم جلد ۲۶۔ ص ۳۶۔ خطاب؛ ۲۷/ دسمبر ۱۹۵۶ء۔ جلسہ سالانہ ربوہ ۔ خلافت حقہ اسلامیہ اور نظام آسمانی کی مخالفت اور اسکا پس منظر)

## خلیفہ کو معزول کرنے والوں کو مرتدوں کی طرح سزا دی جا سکتی ہے

حکیم نور الدین صاحب فرماتے ہیں؛

''تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنادیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔''

(بدر۴جولائی۱۹۱۲ء)(خطابات نور۔ص۴۷۸۔تقریر۱۶؍جون۱۹۱۲ء)



## خلیفہ کی بیعت لازمی ہے

## (تحریرات قادیانی خلیفہ ثانی)

### تعارف

بیعت کہتے ہیں ''اطاعت و وفاداری کا عہد باندھنا''۔ ایک انسان جب زبان سے کسی شخص کی اطاعت اور وفاداری کا عہد کرتا ہے تو اسے بیعت کہتے ہیں۔

احمدیت میں خلیفۂ وقت کی بیعت کو لازمی قرار دیا گیا ہے اور اس کا طریقہ کار یوں وضع کیا گیا ہے کہ ہر احمدی پر فرض کیا گیا ہے کہ قادیانی خلیفہ ثانی کے بنائے ہوئے نظام میں شامل ہو۔ یعنی وہ اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ کی **تنظیمی مجالس** میں شامل ہو کر خلیفۂ وقت کی اطاعت وفاداری کا عہد باندھے۔ گویا احمدی بننے کے لیے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود، امام مھدی اور نبی ماننا کافی نہیں ہے بلکہ

نظامِ خلافت میں شامل ہونا فرض ہے اور خلیفہ کی بیعت کرنا لازمی ہے۔ بیعت میں داخل کرنے کے لئے قادیانی خلیفہ ثانی نے تنظیمی مجالس بنائیں اور یہ حکم فرمایا کہ اِن تنظیمی مجالس میں شامل ہونا ہر احمدی پر فرض ہے۔

قادیانی خلیفہ ثانی کے زمانہ میں جو احمدی اِن تنظیمی مجالس میں شمولیت اختیار نہیں کرتا تھا اُسے سزا کا مستحق قرار دیا جاتا تھا اور اگر سزا پا لینے کے باوجود بھی وہ اپنی اصلاح نہ کرتا اور تنظیم میں شامل نہ ہوتا تو اُسے جماعت سے خارج کر دیا جاتا تھا۔

چنانچہ جو احمدی افراد تنظیم میں شامل ہو جاتے ہیں اُن سے خلیفۂ وقت کی وفاداری اور اطاعت کا عہد لیا جاتا ہے۔

## تنظیمی مجالس میں شامل کرنے کے بعد احمدیوں سے یہ عہد لیا جاتا ہے

"اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ میں اقرار کرتا ہوں (یا کرتی ہوں) کہ دینی، قومی اور ملی مفاد کی خاطر مَیں اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہونگا۔ اسی طرح خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کی خاطر ہر قربانی کیلئے تیار رہونگا۔ اور خلیفہ وقت جو بھی فیصلہ فرمائیں گے اسکی پابندی کرنی ضروری سمجھونگا۔"

(سوانح فضل عمر۔ جلد سوم، صفحہ ۱۲)

اِس عہد میں لفظ "قومی اور ملی" سے مراد جماعت ہے۔ جیسا کہ ایک جگہ پر فرمایا؛

"میں نے بتایا تھا کہ مستورات کی اصلاح کے لئے "لجنہ اماء اللہ" کا قیام اور

مردوں کی اصلاح کے لئے "خدام الاحمدیہ" کا قیام گویا دونوں ہی "قومی تحریک" کے دو بازو ہیں اور تربیت کے لئے نہایت ضروری امور میں سے ہیں۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۲۰۔ ص ۶۱۔ خطبہ جمعہ ۱۰ فروزی ۱۹۳۹ء)

یہاں لجنہ اور خدام، دونوں کو قومی تحریک کے دو بازو کہا ہے۔ یعنی مراد جماعتی تحریک کے دو بازو ہیں۔ پس اسی طرح احمدیوں سے جب عہد لیا جاتا ہے کہ "قومی، ملی مفاد کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت قربان کرنے کے لئے تیار رہونگا۔" تو اس میں بھی قومی اور ملی سے محض "جماعتی" مفاد مراد ہوتا ہے۔

## "انصار اللہ" کی مجلس کا عہد

"میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کیلئے انشاء اللہ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کیلئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہونگا نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا ہوں گا۔"

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۴۸۶۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۵۶ء میں خطابات۔ فرمودہ ۲۷/۲/ اکتوبر ۱۹۵۶ء)

## تنظیموں (اطفال، خدام، انصار، لجنہ) کا مقصد خلافت کا مُحِبّ اور غلام بنانا ہے

''یاد رکھو! تمہارا نام انصار اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے مدد گار (انصار اللہ کی تنظیم چالیس سال سے اوپر کے احمدیوں کی ہے۔ناقل) گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے اسلئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہیے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسل چلتا چلا جاوے۔ اور اسکے دو ذریعے ہو سکتے ہیں۔ ایک ذریعہ تو یہ کہ اپنی اولاد کی **صحیح تربیت** کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے (گویا صحیح تربیت سے مراد خلافت کی محبت ہے۔ناقل)۔ اس لئے میں نے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم قائم کی تھی اور خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں لایا تھا۔ یہ اطفال اور خدام آپ لوگوں کے ہی بچے ہیں۔ اگر اطفال الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی تو خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی۔''

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۴۷۲ تا ۴۷۴۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۵۶ء میں خطابات۔ فرمودہ ۱۹/ اکتوبر ۱۹۵۶ء)

## مسیح موعود پر ایمان لانا کافی نہیں۔ خلیفہ کی بیعت لازمی ہے

''ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں۔ ہزار دفعہ کوئی

کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اُس کے اِن دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی **جب تک وہ اُس شخص** (یعنی احمدیہ خلیفہ۔ناقل) **کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اِس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اسکی** (یعنی احمدیہ خلیفہ کی۔ناقل) **اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا۔** اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۲۷۔ ص ۵۵۳۔ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

## احمدیہ خلافت کا منکر احمدی ہماری جماعت میں شامل نہیں رہ سکتا

"اللہ تعالیٰ گواہ ہے میں صاف صاف کہہ رہا ہوں ایسے لوگ ہم سے جس قدر جلد ہو سکے الگ ہو جائیں۔۔۔ میں یہ پسند نہ کرونگا کہ خلافت میں اصولی اختلاف رکھ کر پھر کوئی ہم میں شامل رہے۔ یہ اصولی مسئلہ ہے اور اس میں اختلاف کر کے کوئی ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔"

(خطابات شوریٰ جلد ۱۔ ص ۴۰۶۔ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء)(سوانح فضل عمر جلد ۴۔ ص ۵۰۷)

## تنظیم میں شامل ہونا ہر احمدی کا فرض ہے

"پس میں قادیان کی جماعت کو آئندہ تین گروہوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ اول؛ اطفال الاحمدیہ ۸ سے ۱۵ سال تک۔ دوم؛ خدام الاحمدیہ ۱۵ سے ۴۰ سال تک۔ سوم؛ انصار اللہ ۴۰ سے اوپر تک۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ

اپنی اپنی عمر کے مطابق کسی نہ کسی مجلس (یعنی تنظیم۔ناقل) کا ممبر بنے۔“

(خطبات محمود۔ جلد ۲۱۔ ص ۲۸۹۔ خطبہ ۲۶/ جولائی ۱۹۴۰ء)

(مشعل راہ جلد ۱۔ صفحہ ۲۱۳ تا ۲۱۴۔ از قادیانی خلیفہ ثانی) (سبیل الرشاد۔ جلد اول۔ صفحہ ۲۵)

## تنظیم میں شامل ہونا ہر احمدی کا فرض ہے

”کوئی فرد اپنی مرضی سے ان مجالس سے باہر نہیں رہ سکتا۔ سوائے اسکے کہ جو اپنی مرضی سے ہمیں چھوڑ کر (یعنی جماعت چھوڑ کر۔ناقل) الگ ہو جانا چاہتا ہو۔ ہر شخص کو حُکماً اس تنظیم (یعنی خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، انصار اللہ۔ناقل) میں شامل ہونا پڑیگا۔“

(خطبات محمود۔ جلد ۲۱۔ ص ۲۸۱ تا ۲۸۲۔ خطبہ ۲۶/ جولائی ۱۹۴۰ء)

” کام کی ذمہ داری صرف پندرہ سے چالیس سال کی عمر والوں پر ہی نہیں بلکہ اوپر اور نیچے والوں پر بھی ہے۔۔۔ بہر حال تمام بچوں، بوڑھوں اور نوجوانوں کا بغیر کسی استثناء کے قادیان میں منظم ہو جانا (یعنی تنظیم میں شامل ہو جانا۔ناقل) لازمی ہے۔“

(خطبات محمود۔ جلد ۲۱۔ ص ۲۷۸ تا ۲۸۲۔ خطبہ ۲۶/ جولائی ۱۹۴۰ء)
(خطبہ ۲۶/ جولائی ۱۹۴۰ء۔ صفحہ ۱۴ تا ۱۹)

## تنظیم میں شامل نہ ہونے والا مجرم ہے

”ہر وہ نوجوان جو خدام الاحمدیہ میں شامل ہونے کی عمر رکھتا ہے لیکن وہ اس میں شامل نہیں ہوا اس نے ایک قومی جرم (یعنی جماعتی جرم۔ناقل) کا ارتکاب

کیا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہے جو چالیس سال سے اُوپر کی عمر رکھتا ہے مگر وہ انصاراللہ کی مجلس میں شامل نہیں ہوا تو اس نے بھی ایک قومی جرم (یعنی جماعتی جرم۔ ناقل) کا ارتکاب کیا ہے۔ اور اگر کوئی بچہ اطفال الاحمدیہ میں شامل ہونے کی عمر رکھتا ہے اور اسکے ماں باپ نے اسے اطفال الاحمدیہ میں شامل نہیں کیا تو اس کے ماں باپ نے بھی ایک قومی جرم (یعنی جماعتی جرم۔ ناقل) کا ارتکاب کیا ہے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۲۱۔ ۳۰۵۔ فرمودہ ۲۳/ اگست ۱۹۴۰ء)
(مشعل راہ جلد ۱۔ صفحہ ۲۱۸۔ از قادیانی خلیفہ ثانی)(سبیل الرشاد جلد اول۔ صفحہ ۲۸)

## تنظیم میں شامل نہ ہونے والے احمدیوں کو سزا دی جائے۔ سزا کے باوجود اگر وہ اپنی اصلاح نہ کریں تو اُنکو جماعت سے خارج کر دیا جائے

"ہر وہ احمدی جس کی پندرہ سے چالیس سال تک عمر ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ وہ پندرہ دن کے اندر اندر خدام الاحمدیہ میں اپنا نام لکھا دے۔ اگر پندرہ سے چالیس سال تک کی عمر کا کوئی احمدی پندرہ دن کے اندر اندر خدام الاحمدیہ میں اپنا نام نہیں لکھائے گا تو پہلے اُسے سزا دی جائے گی اور اگر اس سے بھی اسکی اصلاح نہ ہوئی تو اسے جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۲۱۔ ص ۲۸۰۔ خطبہ ۲۶/ جولائی ۱۹۴۰ء)

(مشعل راہ جلد ۱۔ صفحہ ۲۰۷۔ از قادیانی خلیفہ ثانی)(سبیل الرشاد۔ جلد اول۔ صفحہ ۱۶)

"اگر کوئی شخص ان مجالس (یعنی اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، انصار اللہ

۔ناقل) میں سے کسی مجلس میں بھی شامل نہیں ہو گا تو وہ ہر گز جماعت میں رہنے کے قابل نہیں سمجھا جائے گا۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۲۱۔ ص ۲۹۱۔ خطبہ ۲۶/ جولائی ۱۹۴۰ء)
(مشعل راہ جلد ۱۔ صفحہ ۲۱۵)(سبیل الرشاد۔ جلد اول۔ صفحہ ۲۷)

"پس ایسے لوگوں کا مقام لاہور ہے، قادیان نہیں (یعنی ایسے لوگوں کو لاہوری جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے۔ناقل) ہر چیز جہاں ہو وہیں سجتی ہے۔ انکو بھی چاہیے کہ قادیان سے اپنا تعلق توڑ کر لاہور سے اپنا تعلق قائم کر لیں (یعنی لاہوری احمدی ہو جائیں۔ناقل)۔ پھر ہم ان کاموں کے متعلق ان سے کچھ نہیں کہیں گے۔ مگر جب تک وہ ہم میں شامل رہیں گے (یعنی ہماری مسجد میں آئیں گے ۔ناقل) ہم اُن سے **دین کی خدمت کا کام نظام کے ماتحت ضرور کرائیں گے**۔ اور اگر انہوں نے اپنی اصلاح نہ کی تو ہم اس بات پر مجبور ہوں گے کہ ایسے کمزور لوگوں کو اپنی جماعت سے خارج کر دیں۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۲۱۔ ص ۲۸۴۔ خطبہ ۲۶/ جولائی ۱۹۴۰ء)
(مشعل راہ جلد اول۔ صفحہ ۲۱۰)(سبیل الرشاد۔ جلد اول۔ صفحہ ۲۰)

## تنظیم (یعنی خلیفہ کی بیعت) میں شامل نہ ہونے والے احمدیوں کے لئے سزا کی نوعیت

قادیان میں جب بعض احمدیوں نے اِن مجالس میں شامل ہونے سے انکار کیا تو اُن کے لئے سزا کی نوعیت بیان کرتے ہوئے قادیانی خلیفہ ثانی کہتے ہیں؛

”جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ ہم سزا نہیں لیتے، ہم خدام الاحمدیہ کے ممبر نہیں رہنا چاہتے انکے متعلق خدام الاحمدیہ فوراً ایک کمیٹی بٹھادیں جو تحقیق کرے کہ ان پر جو لزام لگایا گیا ہے وہ درست ہے یا نہیں۔ پھر جن کا جرم ثابت ہو جائے انہیں تین تین دن کے مقاطعہ کی سزا دی جائے۔ ان تین دنوں میں کسی کو اجازت نہیں ہو گی کہ ان سے بات چیت کرے۔ **نہ باپ کو اجازت ہو گی، نہ ماں کو اجازت ہو گی، نہ بیوی کو اجازت ہو گی۔ نہ بیٹے کو اجازت ہو گی۔ اور نہ کسی اور قریبی رشتہ دار اور دوست کو اجازت ہو گی۔۔۔** اس عرصہ میں ماں اور باپ اور **بیوی اور بچوں** اور دوسرے تمام رشتہ داروں کا فرض ہے کہ جس طرح ایک گندا چیتھڑا اپنے گھر سے نکال کر باہر پھینک دیا جاتا ہے اسی طرح وہ اسے اپنے گھر سے نکال دیں۔ باپ بچے کو نکال دے۔ بھائی دوست وغیرہ سب اس دن کے لئے اس سے قطع تعلق کرلیں۔“

(خطبات محمود۔ جلد ۲۱۔ ص۲۷۸ تا ۲۸۲۔ خطبہ ۲۶/ جولائی ۱۹۴۰ء)
(خطبہ ۲۶/ جولائی ۱۹۴۰ء۔ صفحہ ۱۴ تا ۱۹)

## تنظیم میں شامل ہونے کے بعد جماعتی خدمت نہ کرنے والے احمدی افراد بھی جماعت میں رہنے کے قابل نہیں

” مَیں نے سب نوجوانوں کی اصلاح اور دوسروں کو مفید دینی کاموں میں لگانے کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ قائم کی تھی مگر انکی رپورٹ ہے کہ بعض

نوجوان ایسے ہیں کہ جب ہم کوئی کام انکے سپرد کرتے ہیں تو پہلا کام انکا یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کام کے کرنے سے انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم یہ کام نہیں کرسکتے۔ لیکن اگر زور دیا جائے تو مان لیتے ہیں اور کہتے ہیں اچھا ہم یہ کام کریں گے مگر پھر دوسرا قدم انکا یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کام کو کرتے نہیں۔ یہی کہتے رہتے ہیں کہ ہم کریں گے، کریں گے۔ مگر عملی رنگ میں کوئی کام نہیں کرتے۔ اسکے بعد جب انکے لئے سزا مقرر کی جاتی ہے تو وہ اس سزا کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم استعفیٰ دے دیں گے مگر سزا برداشت نہیں کریں گے۔ اس قسم کے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے عمل سے یہ ثابت کررہے ہیں کہ وہ سچے احمدی نہیں۔۔۔۔اور اُن میں سے بعض کو کہا گیا کہ تمہیں اِس جرم کی سزادی جائے گی (یعنی جماعتی حکم کی تعمیل نہ کرنے پر سزادی جائے گی۔ناقل) تو اُن میں سے دو (افراد۔ناقل) نے کہا ہم خدام الاحمدیہ سے استعفیٰ دے دیں گے۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے وہ خدام الاحمدیہ سے استعفیٰ نہیں دے سکتے بلکہ انہیں احمدیت سے استعفیٰ دینا پڑیگا۔۔۔ایسے شخص کی نہ احمدیت کو کوئی ضرورت ہو سکتی ہے اور نہ اسکے لئے کوئی وجہ ہے کہ وہ احمدیت میں داخل رہے۔وہ یہ کہہ کر کہ وہ احمدی ہے اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے یا اگر اپنے نفس کو دھوکا نہیں دیتا تو جھوٹا اور مکار ہے اور ہرگز اس قابل نہیں کہ وہ مومنوں کی جماعت میں شامل رہ سکے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۲۱۔ ص ۲۷۸ تا ۲۸۲۔ خطبہ ۲۶ / جولائی ۱۹۴۰ء)(خطبہ ۲۶ / جولائی ۱۹۴۰ء۔ صفحہ ۱۴ تا ۱۹)

تبصرہ:۔ جو لوگ پیدائشی احمدی ہوتے ہیں اُنکو اُنکے والدین بچپن سے ہی تنظیم میں شامل کر دیتے ہیں۔ اسلئے اُنکو اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ نظام میں جبر ہے۔ ہاں البتہ جس وقت کوئی احمدی تنظیم سے خود کو باہر نکالتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مَیں تنظیم میں رہنا نہیں چاہتا اور خلیفہ کی اطاعت و وفاداری کا عہد نہیں باندھتا تو نظام حرکت میں آتا ہے اور اُسکے خلاف کاروائی کرتے ہوئے اُسے جماعت سے خارج کرنے کی سزا سنا دیتا ہے۔ لہٰذا تنظیم میں شمولیت دراصل خلیفہ کی بیعت میں شامل کرنے کا ایک طریقہ کار ہے۔

## خلافت کے منکرین سے بائیکاٹ اور قطع تعلق کرو

”خالی منہ سے کہہ دینا کہ میں وفادار ہوں کوئی چیز نہیں۔ اگر تم واقعہ میں وفادار ہو تو تمہیں ایک اور کام بھی کرنا ہو گا یا یوں کہو کہ تمہیں ایک کام سے بچنا پڑیگا اور وہ یہ ہے کہ جو لوگ تمہارے ہم خیال نہیں (اشارہ لاہوری پارٹی کی جانب ہے۔ ناقل) وہ تم سے الگ ہیں، ان سے مخفی تعلق اور دوستی ترک کرنی پڑیگی (یہاں اشارہ میاں عبد المنان اور عبد الوہاب کی جانب ہے جو خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب کی اولاد تھے اور لاہوری پارٹی کے افراد سے دوستی رکھتے تھے۔ ناقل)۔ لایا لو نکم خبالا اگر تم ہماری یہ بات نہیں مانو گے تو وہ تمہارے اندر فتنہ اور فساد پیدا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کریں گے اور تمہاری وفاداری کے عہد خاک میں مل جائیں گے۔ تمہارا عزم اور تمہارا دعویٰ

مٹی میں مل جائے گا اور وہ کچھ بھی نہیں رہے گا جب تک کہ تم ہماری اس ہدایت کو نہیں مانو گے یعنی وہ لوگ جو تم سے الگ ہیں اور تمہارے اندر فساد اور تفرقہ پیدا کرتے ہیں۔ تُم اُن سے قطعی طور پر کسی قسم کی دوستی اور تعلق نہ رکھو۔"

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۳۸۶۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۵۶ء میں خطابات۔ فرمودہ ۱۹/ اکتوبر ۱۹۵۶ء)

## خلافت احمدیہ کے منکر احمدیوں پر گہری نظر رکھنے کی ہدایت

"جماعت کو ہر جگہ غیر مبائعین (یعنی ایسے احمدی جنہوں نے خلیفہ کی بیعت نہیں کی۔ناقل) کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اسکے متعلق سب سے پہلے میں تمام جماعتوں کو یہ ہدایت کرتا ہوں کہ ہر جماعت میں ایک سیکرٹری اصلاح مابین کے کام کے لئے مقرر کیا جائے جسکا یہ فرض ہو کہ وہ ان لوگوں سے ملے جلے، انہیں تبلیغ کرے، پرانا لٹریچر مہیا کرے۔۔۔۔ اور ایسے آدمی تیار کرے جو اِن لوگوں کا مقابلہ کر سکیں اور جنہیں تمام ضروری حوالے اچھی طرح یاد ہوں۔۔۔۔ بہر حال تمام جماعتیں اپنے اپنے مقام پر غیر مبائعین کا اچھی طرح پتہ لگائیں اور **جہاں بھی انہیں کسی غیر مبائع کا علم حاصل ہو اسکے نام اور پتہ سے مجھے اطلاع دیں** اور اس قسم کی لسٹیں جلد سے جلد تیار کر کے مجھے بھجوائی جائیں۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۲۱، فرمودہ ۲۹ مارچ۔ ۱۹۴۰ء۔ ص ۷۸)

# نظام جماعت

(تحریرات قادیانی خلیفہ ثانی)

## رعب ڈالنے اور دوسروں کو حقیر سمجھنے کی ذہنیت

''یاد رکھو دنیا میں کبھی تلوار کام نہیں کرتی بلکہ **رُعب** کام کیا کرتا ہے۔ جرمنی کی اِس وقت تک تمام ترقیات اور کامیابیوں کی وجہ یہی ہے کہ اسکا **رُعب** دلوں پر بیٹھتا چلا جارہا ہے اور لوگ پہلے ہی یہ خیال کر کے سہم جاتے ہیں کہ نہ معلوم مقابلہ میں ہمارا کیا حشر ہو۔۔۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ گاؤں میں بعض دفعہ پولیس کا ایک آدمی چلا جائے تو سارا گاؤں اُس سے کانپنے لگ جاتا ہے؟ پھر تمہیں کیا ہوا کہ تم اس بات کو نہیں سمجھتے کہ **اصل طاقت تعداد میں نہیں بلکہ رُعب میں ہے۔** اگر تم جرمن قوم کا رعب پھیلاتے ہو، اگر تم اسکی بہادری کے قصے بیان کرنے سے باز نہیں آسکتے اور اگر تمہیں دن رات اسکی تعریف کرنے سے فرصت نہیں حالانکہ تمہارا اپنا باپ میدان جنگ میں گیا ہوا ہوتا ہے یا تمہارا اپنا بھائی میدان جنگ میں گیا ہوا ہوتا ہے۔۔۔ تو یاد رکھو تم ہو جو اِس قسم کی باتوں سے اپنے باپ کو قتل کراتے ہو، اپنے بیٹے کو قتل کراتے ہو، اپنے بھائی کو قتل کراتے ہو۔۔۔ اسی طرح جو احمدی مارے گئے انکی ذمہ داری بھی اُن احمدیوں پر ہی ہو گی جو جرمنوں کی بہادری کے قصے بڑھا چڑھا

کر بیان کرنے کے عادی ہیں۔ پس ہمیں اس معاملہ میں احتیاط سے کام لینا چاہیے اور ہمیشہ **ایسے رنگ میں گفتگو کرنی چاہیے جو لوگوں کو(یعنی اپنے احمدیوں کو۔ناقل) دلیر اور بہادر بنانے والی ہو۔"**

(خطاباتِ شوریٰ جلد دوم۔ ص ۵۷۱ تا ۵۷۳۔ خطاب؛ مجلس مشاورت ۱۹۴۱ء)

تبصرہ:۔ بیعتوں کا جھوٹا ڈرامہ، نشانات کے ظاہر ہونے کا جھوٹا پراپیگنڈا، فتح پانے کی باتیں، مولوی کو شکست دینے کی باتیں، یہ سب دراصل دنیا پر رُعب ڈالنے کی کوشش ہے۔ محمودیت کے ہر طرز عمل میں رُعب ڈالنے کی ذہنیت نظر آتی ہے اور مخالفین کو کمزور اور حقیر ظاہر کیا جاتا ہے۔

قادیانی خلیفہ ثانی کی اس تقریر سے جماعت نے یہ سبق سیکھا کہ مرکزی نظام نے عام احمدیوں پر رعب بٹھا دیا کہ اگر انہوں نے کسی معاملہ میں نظام کے حکموں کی خلاف ورزی کی تو انکو فلاں فلاں سزائیں دی جائیں گی، انہیں اخراج کی سزا سنائی جائے گی، انہیں مقاطعہ کی سزا سنائی جائے گی۔ یوں مرکزی نظام نے اپنا رُعب عام احمدیوں پر بٹھایا۔ اسی طرح نظام کے عہدیداروں کو بھی جبر کرنے اور سختی کرنے کی تعلیم دی گئی تا کہ انکے ذریعہ بھی عام احمدیوں پر ایک رعب بیٹھ جائے۔ پھر جو احمدی لوگ مرکزی نظام کی اُمیدوں پر پورا نہ اترتے ہوں انکو اپنے عہدیداروں کے ذریعہ جماعت میں ذلیل اور بے عزت کروا کر اوروں کے دلوں میں رعب بٹھایا گیا کہ اگر کوئی نظام کی بات نہ مانے گا تو اسکو یوں ذلیل اور بے عزت ہونا پڑیگا۔

پھر جماعت نے اس تقریر سے یہ سبق بھی سیکھا کہ مسلمان فرقوں اور انکے علماء کو احمدیوں کے سامنے کمزور اور حقیر اور بزدل اور ڈرپوک ظاہر کرنا ہے تاکہ احمدیوں کے دلوں میں مولویوں کا رعب نہ بیٹھے اور دلیر ہو کر احمدی لوگ تبلیغ کے لیے نکلیں اور اپنے عقائد کا پرچار کریں اور مولویوں کے رعب سے ہرگز نہ ڈریں اور اس بات کی پرواہ نہ کریں کہ لوگ انہیں قتل کر دیں گے، کیونکہ قتل ہونے میں ہی ہماری کامیابی ہے۔ چنانچہ قادیانی خلیفہ ثانی اپنی جماعت کو قتل ہو جانے کے لئے ذہنی طور پر تیار کرتے ہوئے کہتا ہے؛

”مَیں آپ لوگوں کے سامنے وہ بات پیش کر رہا ہوں جو ایسی ہی یقینی ہے جیسے سورج کا نکلنا۔ اگر یہ یقینی بات ہے کہ مسیح موعود کی جماعت منہاج نبوت پر قائم کی گئی ہے، تو جب تک ہماری گردن پر تلواریں نہیں رکھی جائیں اور جب تک **ہمارے خون کی ندیاں دُنیا میں نہیں بہادی جاتیں** اُس وقت تک ہمارا کامیابی حاصل کرنا ناممکن اور بالکل ناممکن ہے۔۔۔ لیکن بہر حال یہ زمانہ (یعنی پرسیکیوشن کا زمانہ۔ناقل) تین سو سال گزرنے سے بہت پہلے آئے گا کیونکہ مسیح موعود فرما چکے ہیں کہ ابھی تیسری صدی پوری نہیں ہوگی کہ احمدیت کو کامل غلبہ حاصل ہو جائے گا اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ اور یہ وسیع کامیابیاں اگر تین سو سال سے پہلے آنی ہیں تو لازماً اس کامیابی کے ابتدائی دَور سے پہلے یہ تکلیفیں جماعت کو پہنچنی ہیں۔ پس ہمارے

لئے خون کی ندیوں میں سے گزرنا مقدر ہے اور وہ زمانہ بہر حال تین سو سال سے پہلے ہے۔ اس وجہ سے جب تک اس قسم کی ذہنیت رکھنے والے نفوس ہمارے اندر شامل نہ ہوں جن کے چہروں سے ہی یہ ظاہر ہو رہا ہو کہ اگر ہمیں آروں سے چیر دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے، تو احمدیت سے منحرف نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ ہماری زبانوں پر یہ اعلان رہے گا کہ مسیح موعود اللہ تعالیٰ کے سچے نبی تھے اُس وقت تک میں نہیں سمجھ سکتا کہ ہم کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم ایک نبی کی جماعت ہیں۔ یہ وہ ذہنیت ہے جس کے مطابق ہمیں اپنے نفوس میں تغیر پیدا کرنا چاہیے۔"

(خطابات شوریٰ جلد دوم۔ ص ۳۳۳۔ خطاب؛ مجلس مشاورت ۱۹۳۸ء)

دراصل قادیانی خلیفہ ثانی کے علم میں یہ بات تھی کہ ماضی میں جس قدر بھی فرقے اور قومیں اٹھی ہیں سب کی قتل و غارت ہوئی ہے خواہ وہ حق پر ہوں یا باطل پر۔ چنانچہ شیعہ فرقہ کی صدیوں سے پرسیکیوشن ہوتی چلی آئی ہے اور انہیں کامیابی ملی ہے۔ یہود و نصاریٰ جو باطل پر ہیں ان کی بھی صدیوں سے پرسیکیوشن ہوتی چلی آئی ہے اور انہیں بھی کامیابی ملی ہیں۔ ان ماضی کی مثالوں سے اندازے لگا کر قادیانی خلیفہ ثانی نے یہ کہا ہے۔ کیونکہ قادیانی خلیفہ ثانی یہ جانتے تھے کہ چونکہ قادیانیت کے عقائد بھی شیعوں اور یہود و نصاریٰ کی مانند باطل پر ہیں اسلئے لازماً ان پر بھی یہ عذاب نازل ہو گا۔

## دُنیامیں قیام امن کے ذرائع

”یادرکھو دنیا میں قیام امن دو ۲ ذرائع سے ہوتا ہے یا اُس وقت جب مار کھانے کی طاقت انسان میں پیدا ہو جائے یا جب دوسرے کو مارنے کی طاقت انسان میں پیدا ہو جائے، درمیانی دوغلہ کوئی چیز نہیں۔۔۔۔خدا تعالیٰ نے مارنے کے لئے جو شرائط رکھی ہیں وہ اِس وقت ہمیں میسر نہیں(یعنی حکومت میسر نہیں۔ناقل)۔۔۔۔اگر اِن دونوں عقیدوں کے چالیس چالیس آدمی بھی میسر آجائیں تو ہم دُنیا کو ڈرا سکتے ہیں(دوسروں کو ڈرانے اور رعب ڈالنے کی ذہنیت۔ناقل)۔اگر چالیس آدمی ایسے مل جائیں جو مار کھانے کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہوں تو وہ **دُنیا کو ڈرا سکتے ہیں** اور اگر چالیس آدمی ایسے میسر آجائیں جو مارنے کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہوں تو وہ بھی **دُنیا کو ڈرا سکتے ہیں۔** ۔۔۔بہادر وہ ہے جو اگر مارنے کا فیصلہ کرتا ہے تو مار کر پیچھے ہٹتا ہے اور پکڑا جاتا ہے تو دلیری سے سچ بولتا ہے اور اگر مار کھانے کا فیصلہ کرتا ہے تو پھر جوش میں نہیں آتا اور اپنے نفس کو شدید اشتعال کے وقتوں میں بھی قابو رکھتا ہے(یعنی جس طرح اشتعال کے باوجود خود کو قابو میں رکھنا بہادری ہے ، ویسے ہی دوسرے کو مار کر پیچھے ہٹنا اور دلیری سے سچ بولنا بھی بہادری ہے بقول مرزا محمود۔ناقل)۔پس اگر تم جیتنا چاہتے ہو تو دونوں میں سے ایک اصل(یعنی اصول۔ناقل) اختیار کرو۔جو کچھ میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ بہادر بنو مگر اس

طرح کہ مار کھانے کی عادت ڈالو اور امام کے پیچھے ہو کر دشمن سے جنگ کرو۔ ہاں جب وہ کہے کہ اب لڑو اُس وقت بے شک لڑو۔ لیکن جب تک تمہیں امام لڑائی کا حکم نہیں دیتا اُس وقت تک دشمن کو سزا دینے کا تمہیں اختیار نہیں۔۔۔۔ لیکن اگر تمہارا یہ عقیدہ نہیں (کہ امام کے پیچھے ہو کر لڑو۔ ناقل) تب بھی میں شریف انسان تمہیں تب ہی سمجھوں گا کہ اگر تمہارا یہ دعویٰ ہو کہ گالی دینے والے دشمن کو ضرور سزا دینی چاہیے تو تم اُس گالی دینے والے کے جواب میں سخت کلامی کرتے ہو اور اُس سے جوش میں آکر، وہ پھر اور بد کلامی کرتا ہے، تو پھر تُم **مٹ جاؤ اور اپنے آپ کو فنا کر دو** لیکن اُس منہ کو توڑ دو جس منہ سے حضرت مسیح موعود کے لئے گالی نکلی تھی۔ اُس کو خاموش کرانا تمہارا ہی فرض ہے کیونکہ تمہارے ہی فعل سے اُس نے مزید گالیاں دی ہیں۔۔۔۔ اگر تم میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی حیا ہے اور تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہے کہ دشمن کو سزا دینی چاہیئے تو پھر یا تم دنیا سے مٹ جاؤ یا گالیاں دینے والوں کو **مٹا ڈالو**۔۔۔۔ پس میں پھر ایک دفعہ کھول کر بتا دیتا ہوں کہ شریفانہ اور عقلمندانہ طریق دو ہی ہوتے ہیں۔ یا انسان کو مرنا آتا ہو یا انسان کو مارنا آتا ہو۔ ہمارا طریقہ مرنے کا ہے مارنے کا نہیں۔۔۔۔ اسی طرح اگر تمہارے لئے مارنے کا مقام ہوتا تو تمہیں اس منہ کے توڑنے کی طاقت اور اسکے سامان بھی ملتے (یعنی دبے لفظوں میں اپنی جماعت کو اشارہ دے دیا کہ اگر کسی کے منہ کو توڑنے کی طاقت اور سامان میسر ہوں تو

بے شک توڑ دو۔ناقل)۔۔۔اور اگر کوئی انسان سمجھتا ہے کہ اس میں مارنے کی طاقت ہے تو میں اسے کہوں گا اے بے شرم! تُو آگے کیوں نہیں جاتا اور اُس منہ کو کیوں توڑ نہیں دیتا جس منہ سے تُو نے حضرت مسیح موعود کو گالیاں دلوائی ہیں۔"

(خطبات محمود جلد ۱۸۔ص ۱۵۳ تا ۱۵۵۔خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء)

## اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ہٹلر اور مسولینی کی طرح کام کرتے

"خالی عقیدوں کو ہم نے کیا کرنا ہے اور ان سے دنیا میں کیا تغیر ہو سکتا ہے۔حکومت ہمارے پاس نہیں کہ ہم جبر کیساتھ لوگوں کی اصلاح کریں اور ہٹلر یا مسولینی کی طرح جو شخص ہمارے حکموں کی تعمیل نہ کرے اُسے ملک سے نکال دیں۔اور جو ہماری باتیں سننے اور اس پر عمل کرنے کے لیے تیار نہ ہو اُسے عبرتناک سزا دیں۔اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ایک دن کے اندر اندر یہ کام کر لیتے۔۔۔۔غرض اگر ہمارے پاس حکومت ہوتی تو صبح سے شام نہیں ہونے پائے گی اور ساری اصلاحات آپ ہی ہو جائیں گی لیکن مشکل یہ ہے کہ ہمارے پاس حکومت نہیں[5] اس لئے ہم کو یہ سوال کسی اور طریق سے حل

---

۵ "آجکل جو حکومت عقل اور سمجھ سے کام لے اسکو جمہوریت کہتے ہیں اور جو حکومت زور اور تشدد اور طاقت سے کام لے اسکو ڈکٹیٹر شپ یا ہٹلر ازم (Hitlerism) بھی کہہ دیتے ہیں۔"
(خطبات محمود۔جلد ۳۴۔ص ۲۳۴۔خطبہ ۱۴/ اگست ۱۹۵۳ء)

کرنا پڑیگا، یا تو حکومت کے کسی ایسے پہلو کو تلاش کرنا پڑے گا جو انگریزی حکومت کے ماتحت رہتے ہوئے بھی قائم کیا جاسکتا ہو یا ایسے ذرائع کی تلاش کرنی پڑے گی جو بغیر حکومت کے ہمیں کام دے سکیں اور لوگوں کی (یعنی اپنی جماعت کے لوگوں کی۔ناقل) عملی زندگی میں اصلاح کرسکیں۔ بحرحال یہ سوال اس قابل ہے کہ غورو فکر کیساتھ اسے حل کیا جائے۔“

(خطبات محمود۔ جلد ۱۷۔ ص ۳۳۷۔ خطبہ جمعہ ۲۹ر مئی۔ ۱۹۳۶ء)(الفضل ۲ر مئی ۱۹۳۶ء)

## ایک نہایت عجیب اور لطیف کتاب

”ہٹلر جو جرمنی کا ڈکٹیٹر ہے اس نے کئی سال ہوئے جبکہ ابھی وہ برسر اقتدار نہیں آیا تھا ایک کتاب لکھی تھی جسکا نام ہے ”میری جدوجہد“۔ اس کتاب میں اس نے اپنے اغراض اور اپنی کوششوں کے مقاصد بیان کئے ہیں۔ یہ ایک نہایت عجیب اور لطیف کتاب ہے۔ میں مدت سے اسکی تلاش میں تھا مگر مجھے ملتی نہ تھی۔۔۔اب کے جو میں لاہور گیا تو یہ کتاب مجھے مل گئی اور میں نے اسے پڑھا۔“

(خطبات محمود۔ جلد ۲۰۔ ص ۷۳۔ خطبہ ۳ فروری ۱۹۳۹ء)

## ہٹلر اور موسولینی سے بہت متاثر

”پس ضرورت ہے اس بات کی کہ جماعت متحد الخیال ہو کر خلیفہ کو اپنا ایسا استاد سمجھے کہ جو بھی سبق وہ دے اُسے یاد کرنا اور اسکے لفظ لفظ پر عمل کرنا اپنا فرض

سمجھے۔ اتحاد خیالات کیساتھ قومیں بہت بڑی طاقت حاصل کر لیا کرتی ہیں ورنہ یوں نظام کا اتحاد بھی فائدہ نہیں دیتا جب تک اتحاد خیالات نہ ہو۔ یورپ کا حال کا تجربہ دیکھ لو۔ اٹلی یورپ میں ذلیل ترین حکومت سمجھی جاتی ہے لیکن جب **مسولینی نے اٹلی میں اتحاد خیالات پیدا کیا** تو آج اٹلی کے لوگ کہتے ہیں کہ یورپ کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔۔۔۔ اس قدر طاقت اٹلی کو کہاں سے حاصل ہوئی؟ اِسی سے کہ مسولینی نے اٹلی والوں میں اتحاد خیالات پیدا کر دیا۔ **بے شک اسکے لئے اس نے جبر سے کام لیا۔** اپنے مخالفین کو قتل کرایا[۶]، انکی جائیدادیں چھین لیں اور انکی اولادوں پر قبضہ کر کے اُنکے خیالات کو ایک طرف لگا دیا لیکن ذرائع خواہ کچھ ہوں اس نے یہ کام کیا اور کامیاب ہو گیا۔ **یہی بات ہٹلر نے جرمنی میں کی**[۷]۔ غرض اتحاد خیالات کمزوروں کو بھی بڑا طاقتور بنا دیتا ہے۔"

(خطابات شوریٰ جلد دوم۔ ص۱۹۔ خطاب؛ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء)

---

۶۔ "جب کسی کو عاجز اور ذلیل کر دیا جائے تو اس وقت بھی قتل کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ میں نے فلاں کو قتل کر دیا۔۔۔۔ پس قتل کے عام مشہور معنوں کے علاوہ اسکے معنی ذلیل کرنے اور قطع تعلق کرنے کے بھی ہیں۔" (تفسیر کبیر جلد ا۔ صفحہ ۴۵۲۔ البقرہ آیت نمبر ۵۴)

۷۔ "یہودیوں کے پاس کتنی جائیدادیں تھیں مگر ہٹلر نے حکم دیا اور سب کی سب ضبط ہو گئیں۔" (خطبات محمود۔ جلد ۲۰۔ ص ۵۴۵۔ خطبہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۹ء)

## چندے حاصل کرنے سے متعلق ہٹلر اور گوئرنگ کی سکیم

"وہ کہتے ہیں کہ جو لوگ حکومت کو زیادہ چندے دینگے اور قومی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے اُنکا خاص طور پر خیال رکھا جائے گا اور انہیں ٹھیکے وغیرہ دیئے جائیں گے (یعنی اُنہیں عہدیدار وغیرہ بنایا جائے گا۔ناقل)۔"

(نظام نو۔ص۹۳۔غربا کی ضرورتوں کے لئے چندے حاصل کرنے کے متعلق ہٹلر اور گوئرنگ کی سکیم)
(انوار العلوم۔جلد۱۶۔غربا کی ضرورتوں کے لئے چندے حاصل کرنے کے متعلق ہٹلر اور گوئرنگ کی سکیم)

## جو احمدی، نظام کی اُمیدوں پر پورا نہ اترے اُسے جماعت سے خارج کرو

"اگر جماعت میں کوئی ایسا گروہ پایا جاتا ہے جو اپنی ذمہ داریوں کو نہیں سمجھتا تو اُسے فوراً کاٹ دیا جائے تا ہماری باہر کی طرف توجہ رہے۔"

(خطبات محمود۔جلد۲۹۔ص۳۷۹۔خطبہ ۵ نومبر ۱۹۴۸ء)

## پہلے محبت سے سمجھاؤ۔کوئی نہ سمجھے تو اُس پر سختی کرو اور جماعت سے خارج کرو

"جماعت کی تربیت کا طریق یہی ہے کہ پہلے محبت سے سمجھایا جائے اور اگر کوئی محبت سے نہ سمجھے تو اُس پر سختی کی جائے اور اُسے باہر نکال دیا جائے۔"

(خطبات محمود۔جلد۳۴۔ص۸۔خطبہ ۲ جنوری ۱۹۵۳ء)

## جماعتی تربیت میں نرمی اور سختی

"ہمیں اصلاح احوال کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔یاد رکھو اصلاح دو طرح

ہو سکتی ہے۔ اصلاح یا تو محبت کے ذریعہ ہو سکتی ہے اور یا سختی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۴۔ ص ۶۔ خطبہ ۲/ جنوری ۱۹۵۳ء)

## تربیت سے مراد دلوں میں خلافت احمدیہ کی محبت قائم کرنا ہے

"اپنی اولاد کی **صحیح تربیت** کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے۔ اس لئے میں نے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم قائم کی تھی اور خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں لایا تھا۔ یہ اطفال اور خدام آپ لوگوں کے ہی بچے ہیں۔ اگر اطفال الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی تو خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی۔"

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۴۷۲ تا ۴۷۴۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۵۶ء میں خطابات۔ فرمودہ ۱۹/ اکتوبر ۱۹۵۶ء)

تبصرہ:۔ یعنی جماعت احمدیہ میں تربیت سے مراد خلافت کی محبت دلوں میں قائم کرنا اور خلافت کا غلام اور وفادار بنانا ہے۔ اسی بات کا عہد ہر احمدی سے لیا جاتا ہے۔

## تبلیغ کے سلسلے میں رشتہ داروں پر دباؤ ڈالو

"اسی طرح اپنے رشتہ داروں کو بھی تبلیغ کرو۔ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کے دوستوں میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ نہیں کرتے۔ وہ ان پر اتنا دباؤ نہیں ڈالتے جتنا ڈالنا چاہیے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۴۔ ص ۹۔ خطبہ ۲ جنوری ۱۹۵۳ء)

## جماعت کے محکمے، ریاست کے محکموں کی مانند

"ہماری جماعت مختلف قسم کے کام کر رہی ہے۔ کوئی محکمہ مال ہے، کوئی تعلیم کا ہے، کوئی امو عامہ کا ہے، کوئی امور خارجہ کا ہے، کوئی تصنیف کا ہے، کوئی تبلیغ کا ہے، کوئی زراعت کا محکمہ ہے، کوئی تربیت کا محکمہ ہے، کوئی اشاعت کا محکمہ ہے۔ یہ محکمے اپنی اپنی جگہ پر نہایت ہی اہم ہیں اور ہر ایک محکمہ عمارت کے ایک حصہ کی حیثیت رکھتا ہے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۳۔ ص ۱۰۳۔ خطبہ ۲ مئی، ۱۹۵۲ء)

" مَیں نے پچھلے سالانہ جلسہ پر آپ احباب کو اطلاع دی تھی کہ سلسلہ کے کاروبار کو ایک انتظام کے ماتحت لانے کے لیے چند محکمے قائم کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک محکمہ تو تالیف و اشاعت کا ہے،۔۔۔دوسرا محکمہ تعلیم و تربیت کا ہے۔ جس کا کام جماعت کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ کرنا ہے۔ تیسرا محکمہ بیت المال کا ہے۔ اور چوتھا محکمہ امور عامہ کا۔ یعنی جماعت کے مختلف امور مثلاً نکاح شادیاں کرانا، گورنمنٹ سے معاملات اور تعلقات کا انتظام کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اور پانچواں محکمہ قضاء کا ہے اور چھٹا افتاء کا۔"

(انوار العلوم جلد ۴۔ ص ۲۷۴ تا ۲۷۳۔ خطاب جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۹ء)

تبصرہ:۔ ظاہر ہے اِس قسم کے محکمے ہر ملک اور ریاست میں قائم ہوتے ہیں اور یہ نظام صدیوں سے دُنیا میں چلا آرہا ہے، انھی سے قادیانی خلیفہ ثانی نے بھی نقل کر کے اسے

اپنی جماعت میں رائج کیا ہے۔ اور جس طرح یہ تمام محکمے ملک کے وزیر اعظم کے تابع رہ کر کام کرتے ہیں اُسی طرح احمدیت میں خلافت کے تابع رہ کر یہ محکمے کام کرتے ہیں۔

## جماعت کے چندے گورنمنٹ کے ٹیکسوں کی مانند

”کیا تم نے کوئی گورنمنٹ دیکھی ہے کہ وہ دس بیس سال تک معاملہ یا ٹیکس وصول کرے اور پھر بند کر دے؟ اُنیس سال تک کسٹم ڈیوٹی لگائے اور پھر بند کر دے۔ تم کہو گے ہم نے ہر گز کوئی ایسی حکومت نہیں دیکھی اور نہ ایسی کوئی حکومت دُنیا میں ہو سکتی ہے۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنا (یعنی چندے دینا۔ ناقل) بند ہو جائے۔“

(خطبات محمود۔ جلد ۳۲۔ ص ۲۴۳۔ خطبہ ۷/دسمبر ۱۹۵۱ء)(خطبہ ۷/دسمبر ۱۹۵۱ء۔ صفحہ ۸)

## دنیاوی حکومتوں سے اصول نقل کیے

”میں جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جس طرح کوئی دنیوی حکومت بغیر فوج کے نہیں چل سکتی اسی طرح کوئی دینی جماعت بغیر علماء کے نہیں چل سکتی۔ دیکھو! دنیا کی اکثر حکومتیں فوج کی جبری بھرتی کی قائل ہیں۔۔۔ اگر نوجوان والنٹیئر (Volunteer) کے طور پر فوج میں شامل نہ ہوں تو انہیں جبری طور پر اس میں بھرتی کر لیا جائے۔ اِس اصول کے مطابق اکثر دنیوی حکومتوں نے ضرورت کے وقت جبری بھرتی کا قانون تسلیم کیا ہے۔ **دینی جماعتوں کی فوج انکے علماء ہیں۔** اگر کسی دینی جماعت کے

علماء شوق سے دین کی خدمت کے لیے آگے نہیں آتے اور اگر وہ شوق سے دین کی خاطر اپنی زندگیاں وقف نہیں کرتے تو اس جماعت کا حق ہے کہ وہ اپنے افراد سے کہے کہ اگر تم اس جماعت میں رہنا چاہتے ہو تو تمہیں لازماً اپنی زندگی وقف کرنی پڑے گی اور اس بات کو کوئی شخص ظلم نہیں کہہ سکتا۔ دُنیا میں ہر ملک کی حکومت ضرورت کے وقت جبری بھرتی کرتی ہے۔ امریکہ میں بھی جبری بھرتی ہو رہی ہے، فرانس میں بھی جبری بھرتی ہو رہی ہے، جرمنی میں بھی جبری بھرتی ہو رہی ہے، روس اور دوسرے اکثر ممالک میں بھی جبری بھرتی ہو رہی ہے۔ انگلستان میں پہلے جبری بھرتی کا قانون نہیں تھا لیکن اب اس میں بھی جبری بھرتی درست تسلیم کی جاتی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں ملک کے بچاؤ کے لیے فوج کا ہونا ضروری ہے۔ اگر ملک کے نوجوان اس وجہ سے کہ فوج میں تنخواہیں کم ہیں فوج کی ملازمت کے لیے آگے نہیں آتے تو ملک کی حفاظت کیسے ہو گی اور حکومت کے پاس اسکے بغیر اور کیا چارہ ہے کہ وہ انہیں جبری طور پر فوج میں بھرتی کرے۔ اور جو شخص فوج میں بھرتی ہونے سے انکار کرے اسے جیل خانہ میں ڈال دے۔ **ہماری جماعت کو بھی فوج کی ضرورت ہے اور وہ فوج علماء اور مبلغین ہیں۔** اگر ہماری جماعت کے نوجوان دینی علوم کے حصول کے لیے اور پھر اسکے بعد دینی خدمت کے لیے آگے نہیں آتے تو مجبوراً ہمیں بھی انہیں جبر سے اس طرف لانا پڑے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے پاس دنیوی

جیل خانے نہیں اور نہ ہمارے پاس حکومت ہے کہ ہم انہیں اس قسم کی کوئی سزا دے سکیں (یعنی اگر حکومت ہوتی تو سزا بھی دیتے۔ ناقل)۔ لیکن محبت اور تعلق کا جیل خانہ تو ہمارے پاس موجود ہے۔ اگر کوئی شخص وقف میں نہیں آئے گا تو ہم کہیں گے اچھا آئندہ ہم تم سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے[۸]۔ ۔۔۔اور اگر تم اس کی خدمت کے لیے آگے نہیں آؤ گے تو ہم تم سے اپنی محبت کے تعلق کو توڑ دیں گے۔ اگر **دنیوی حکومتوں** نے اپنی ضروریات کے وقت جبری بھرتی کا قانون جائز رکھا ہے تو ہم اپنے نوجوانوں کو وقف کے لیے کیوں مجبور نہیں کر سکتے؟ ۔۔۔اور حکومتوں کو جانے دو پاکستان کی حکومت کو ہی لے لو، اگر اسے ملک کی حفاظت کے لیے کافی نوجوان فوج میں بھرتی کرنے کے لیے نہ ملیں تو لازماً وہ اس بات پر مجبور ہوگی کہ اسکے لیے جبری بھرتی کرے اور کسی شخص کو اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہوگا۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۷۔ ص ۶۳ تا ۶۴۔ خطبہ ۱۰/ فروری ۱۹۵۶ء)

## جماعتی نظام جبر کرنے کا حق اور اختیار رکھتا ہے
## جو احمدی جبر قبول نہیں کرتا، وہ جماعت سے الگ ہو جائے

"جبر سے اسلامی احکام پر چلانے کا نام ہی سیاست ہے اور ہمارے لئے بھی

---

۸۔ یعنی سزا کے طور پر اُسے جماعت سے خارج کر دیں گے۔ مولف

ضروری ہے کہ ہم اس جبر سے کام لیں۔ جب ایک شخص ہمارے پاس آتا، ہماری بیعت کرتا اور اپنے آپ کو ہمارے سپرد کر دیتا ہے، تو لازماً ہمارا حق ہے کہ اگر وہ کسی حکم پر چلنے میں سستی اور غفلت سے کام لے تو اُس پر جبر کریں اور اُسے اس بات پر مجبور کریں کہ وہ اسلامی طریق عمل (یعنی قادیانی اصولوں ۔ناقل) کو اختیار کرے کیونکہ وہ ہمارا ایک حصہ بنا ہوا ہے اور اسکی بدنامی سے ہماری بدنامی ہے۔ اور اسکی کمزوری سے ہمارے اندر کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ ایسا جبر ہرگز ناجائز نہیں کیونکہ اُس شخص نے اپنی مرضی سے ہم میں شامل ہو کر ہمیں اس جبر کا حق دیا ہے۔ جس طرح کہ بورڈنگ (سکول۔ناقل) میں داخل ہو کر ایک طالب علم اساتذہ کو خود اپنے پر جبر کا حق دیتا ہے اور کوئی اس پر اعتراض نہیں کرتا۔ ہاں جو اسے ناپسند کرتا ہو وہ پورا آزاد ہے کہ اپنے آپ کو جماعت سے الگ کرلے۔"

(انوار العلوم جلد ۱۵۔ ص ۱۰۴ تا ۱۰۵۔ انقلاب حقیقی۔ تقریر ۲۸/ دسمبر ۱۹۳۷ء۔ جلسہ سالانہ)



## امور عامہ کے فرائض اور کام

"جماعت کی تنظیم کو مکمل کرنا (یعنی جو احمدی تنظیمی مجالس میں شامل نہ ہو اسے شامل کروانا۔ناقل)۔ نوجوانوں کو کام پر لگانا (تاکہ کوئی بے روزگار نہ رہے۔ ناقل)۔ تمام ہنگامی کاموں کی نگرانی کرنا (جیسے جلسے، اجتماعات وغیرہ۔ناقل) دُشمنان سلسلہ کا سیاسی مقابلہ (یعنی لاہوریوں اور دیگر مخالفوں سے مقابلہ کرنا،

اُن پر نظر رکھنا۔ناقل)۔رشتوں ناطوں کا انتظام۔ تنفیذ(یعنی نظام کے احکامات کو افرادِ جماعت پر نافذ کرنا۔ناقل)۔اخلاق سے گرنے والے عنصر کی نگرانی یا اخراج وغیرہ(یعنی نظام کے نافرمانوں پر نظر رکھنا اور انکے خلاف کاروائی چلانا۔ناقل)۔"

(خطاباتِ شوریٰ جلد سوم۔۴۸۶۔خطاب؛ مجلس مشاورت ۱۹۵۲ء)

## مسجد میں احمدیوں کو نماز باجماعت کی غرض سے جمع کرنے کا ایک اہم مقصد احمدیت کے پورے نظام اور تحریکات میں شامل کرانا ہوتا ہے

"اسلام اور **احمدیت کے سیکھنے کا ذریعہ** چونکہ جمعہ ہے اس لیے جلسہ کے موقع پر جبکہ پشاور، مردان اور ہزارہ وغیرہ کے علاوہ کے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ میں اُن سب کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی بیویوں اور لڑکیوں کو جمعہ میں ضرور بھیجا کرو تاکہ وہ دین(یعنی احمدیت۔ناقل) سیکھیں اور اِس سے واقف ہوجائیں۔ورنہ اگر وہ دین(یعنی احمدیت۔ناقل) سے واقف نہیں ہوں گی تو جماعت میں بہت سی خرابیاں پیدا ہوجائیاں گی۔"

(خطبات محمود۔جلد۳۹۔ص۲۹۹۔خطبہ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۸ء)

"دوستوں کو خاص طور پر قربانی کرنی چاہیے اور اسکے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ عورتوں اور بچوں میں **جلسے کئے جائیں** اور اُن کو سلسلہ کی ضروریات اور مشکلات بتاکر اپنا ہم خیال بنایا جائے۔کیونکہ جب تک وہ ہم خیال نہ ہوں گے

دوست اپنے وعدے (یعنی چندوں کے وعدے۔ناقل) پورے اور اپنے فرض ادا نہیں کر سکیں گے۔"

(خطبات محمود۔جلد ۲۰۔ص۱۸۵۔خطبہ ۷،اپریل ۱۹۳۹ء)

"دو تین سال ہوئے میں نے قادیان کی تنظیم مساجد کے مطابق کرنے کے متعلق بعض ہدایات دی تھیں اور میری غرض اس تنظیم سے یہ تھی کہ ایک تو **نماز باجماعت** جو اسلام کا نہایت ہی اہم اصول ہے اور جس کے بغیر انسان مومن ہی نہیں ہو سکتا، اِس کی طرف جماعت کو زیادہ توجہ ہو جائے۔ اور دوسرے، لوگوں کا اجتماع خدا کے گھر (یعنی مسجد۔ناقل) میں پانچ اوقات میں ایسی طرز پر ہو کہ سلسلہ کے کارکن انہیں دین کے متعلق (یعنی احمدیت کے متعلق۔ناقل) واقفیت بہم پہنچاتے ہوئے **ضروری مسائل سے آگاہ** رکھ سکیں۔"

(خطبات محمود۔جلد ۱۸۔ص۱۶۸۔خطبہ ۱۸ جون ۱۹۳۷ء)

[احمدیوں پر زور دیا کہ وہ مسجد میں آکر نمازیں پڑھیں]

"خدا تعالیٰ نے مسجدوں میں عبادت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسکی یہ غرض نہیں ہے کہ لوگ ریاء کے طور پر نمازیں پڑھیں۔ بلکہ یہ ہے کہ انسان بتائے کہ میں ایک **خدا کا غلام** ہوں اور اس طرح اپنے عجب اور تکبر کو توڑے۔ پس خدا تعالیٰ نے اس طرح عجب کی اس ٹانگ کو بھی توڑ دیا ہے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہو مگر اپنے گھروں میں نمازیں پڑھتے ہو اور مسجد میں اللہ اکبر

کر کے لوگوں کو نہیں بتاتے کہ ہم خدا تعالیٰ کے بندے اور عبد ہیں تو معلوم ہوا کہ تم میں عجب پایا جاتا ہے۔ اور معلوم ہوا کہ تم خدا تعالیٰ کے شریک بنتے ہو۔ اور اپنے آپ کو بھی کچھ سمجھتے ہو۔ مگر یاد رکھو جب تک تم علی الاعلان یہ نہ کہو کہ ہم خدا کے غلام ہیں اس وقت تک تم خدا کے عبد نہیں بن سکتے۔ اور اسکا یہی طریق ہے کہ مسجدوں میں آکر اپنی غلامی کا اقرار کرو۔ اور اپنے سر کو خدا تعالیٰ کے حضور جھکاؤ۔۔۔۔ مسجدوں کو چھوڑ کر گھروں میں تمہارا نماز پڑھنا تمہارے عجب (تکبر۔ناقل) کی علامت کو ظاہر کرتا ہے الا ماشاء اللہ۔ہاں بیماری ہو یا کوئی اور وجہ تو اور بات ہے۔ ورنہ تمہارا اس طرح کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تم اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کا شریک سمجھتے ہو۔ اور پھر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تمہارے عجب کی یہ ٹانگ ابھی ٹوٹی نہیں۔لیکن جب مسجد میں آکر تم خدا تعالیٰ کے آگے اپنا سر جھکاتے ہو تب معلوم ہوتا ہے کہ تم نے عُجب کی اس ٹانگ کو بھی توڑ دیا ہے۔۔۔۔ پس میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ یہ سب سے بڑا فرض ہے جسکو ادا کرنا آپ لوگوں کا کام ہے۔ اپنا نقصان کر کے تکلیف اٹھا کر جہاں تک بھی ہو سکے مسجدوں میں آؤ اور باجماعت نماز ادا کیا کرو۔ کیونکہ اسکے بغیر تم خدا تعالیٰ کے عبد نہیں ہو سکتے۔‘‘

(انوار العلوم جلد ۴۔ ص ۵۰۷ تا ۵۰۹۔ خطاب جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۹ء)

تبصرہ:۔ یعنی اِس بات پر زور دیا کہ مسجد میں نماز پڑھنے سے سے بندہ اللہ کا غلام بنتا

ہے۔ اللہ کا خادم بنتا ہے۔

"نماز باجماعت کا ایک **بہت بڑا فائدہ** یہ ہے کہ اس طرح لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔"

(خطبہ بیان فرمودہ۔۱۸جون،۱۹۳۷ء)(خطبات محمود۔ جلد۱۸۔ ص۱۷۲)

## خلیفہ اور اسکے خاندان کو نظام کی جانب سے خرچ ملتا ہے

"مسیح موعود ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے تھے اور حضرت خلیفہ اول ۱۹۱۴ء میں فوت ہوئے۔ گویا حضرت خلیفہ اول کی وفات پر بیالیس سال اور حضرت مسیح موعود کی وفات پر اڑتالیس سال گزر چکے ہیں۔جو خلیفہ اول کی وفات کے عرصہ سے یقیناً زیادہ ہے۔ اس عرصہ میں سلسلہ کی طرف سے جو دونوں خاندانوں (یعنی خلیفہ اول کا خاندان اور مرزا محمود کا خاندان۔ناقل) کو امداد دی گئی ہے اُس کا میں نے حساب نکلوایا ہے جو پچیس سال گزشتہ کامل ہو چکا ہے، کیونکہ کچھ ریکارڈ قادیان رہ گیا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے خاندان (یعنی مرزا محمود کے خاندان کو۔ناقل) ۲۵ سال کے عرصہ میں نوے ہزار ایک سو بیس روپیہ دیا گیا۔ اور حضرت خلیفہ اول کے خاندان کو جو بہر حال مسیح موعود کے خادم تھے اس عرصہ میں نوے ہزار دو سو نوے روپیہ ملا ہے۔ یعنی مسیح موعود کے خاندان سے جن کے افراد زیادہ تھے حضرت خلیفہ اول کے خاندان کو ایک سو ستر روپیہ زیادہ ملا۔ اور ابھی وہ رقمیں الگ ہیں جو میں

دیتا رہا۔ مگر باوجود اسکے یہ پروپیگنڈا کیا جاتا رہا ہے کہ خلیفہ اول کے خاندان کو گرایا جارہاہے اور انکی مدد نہیں کی جارہی۔"

(انوار العلوم جلد ۲۶۔ ص ۸۷۔ خلافت حقہ اسلامیہ اور نظام آسمانی کی مخالفت اور اسکا پس منظر۔ خطاب: ۲۷/ دسمبر ۱۹۵۶ء۔ جلسہ سالانہ ربوہ)

تبصرہ:۔ گویا نہ صرف واحد خلیفہ کو خرچ ملتا ہے بلکہ پورے خاندان کو خرچ ملتا ہے۔ ایسی صورت میں اقتدار کی خواہش اور جستجو کرنا ایک طبعی امر ہو سکتا ہے مرزا محمود اور اسکے خاندان کے لئے۔ خصوصاً ایسے حالات میں جبکہ مال پر مکمل تصرف انجمن کا تھا، اور خلیفہ اول کے زمانۂ خلافت سے ہی محمودی خاندان والوں کو خدشہ تھا کہ کہیں خلافت انکے ہاتھ سے نکل نہ جائے غالباً اسی لئے انہوں نے انجمن اور محمد علی صاحب کو بدنام کرنا شروع کر دیا تھا تاکہ آئندہ خلافت خاندان کے قبضہ میں رہے، انجمن کی حیثیت معمولی ہو اور محمد علی وغیرہ کے خلاف لوگوں میں نفرت پیدا ہو جائے۔



## فتنہ وفساد پھیلانے والوں کو قتل کر دینا چاہیئے، یاالزام قائم کر کے قید کروادینا چاہیئے

"میرے نزدیک یہ سب سے پہلی سیاسی غلطی ہوئی ہے۔ اگر والیٔ بصرہ بجائے اُسکو (یعنی عبد اللہ بن سبا کو۔ ناقل) جلاوطن کرنے کے قید کر دیتا اور اس پر الزام قائم کرتا تو شاید یہ فتنہ وہیں دبا رہتا۔ ابن سوداء (یعنی عبد اللہ بن سبا۔ ناقل) تو اپنے گھر سے نکلا ہی اس ارادے سے تھا کہ تمام عالم اسلام میں پھر

کر فتنہ فساد کی آگ بھڑکائے۔"

(انوار العلوم جلد ۴۔ ص ۲۶۶۔ اسلام میں اختلافات کا آغاز۔ فرمودہ ۲۶/ فروری ۱۹۱۹ء)
(اسلام میں اختلافات کا آغاز۔ صفحہ ۲۲)

" مَیں تو سمجھتا ہوں اگر حضرت عثمان کے زمانہ میں مروان کو مروادیا جاتا اور عبد اللہ بن سبا کو مروادیا جاتا تو یہ فتنہ ہی دب جاتا۔ مروان یوں خبیثُ الفطرت آدمی نہیں تھا لیکن جب اُس کی وجہ سے دُوسرے مسلمان مارے جارہے تھے تو اگر اُس کی گردن اُڑادی جاتی تو اِس میں کیا حرج تھا۔ اِسی طرح عبد اللہ بن سبا سارے کوفہ اور مصر اور بصرہ میں فساد برپا کر رہا تھا مگر اسکی گردن نہیں اڑائی گئی۔۔۔ اگر اُس وقت سارے کے سارے مسلمان فتنہ پردازوں کے مقابلہ میں کھڑے ہو جاتے تو کیا مروان یا عبد اللہ بن سبا کی مجال تھی کہ وہ فتنہ پھیلا سکتے؟ پس اس جھگڑے کا اصل حل یہی ہے کہ یہ ساروں کا قصور تھا۔ اگر وہ سب کے سب مل جاتے تو کسی کو جرأت نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ کوئی فتنہ پیدا کر سکتا۔ دیکھ لو حضرت خلیفہ اول کی وفات پر مولوی محمد علی صاحب نے ایک بڑا فتنہ کھڑا کیا (گویا مولوی محمد علی صاحب کو مروان اور عبد اللہ بن سبا کی مانند فتنہ پرداز قرار دیا۔ ناقل) وہ جماعت میں بڑا اثر و رسوخ رکھنے والے تھے مگر ہماری جماعت نے اُن کے مقابلہ میں ایسا اتحاد رکھا کہ وہ کچھ بھی نہ کر سکے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۹۔ ص ۲۰۵۔ خطبہ ۲۹/ اگست ۱۹۵۸ء)

(خطبہ ۲۹/ اگست ۱۹۵۸ء۔ صفحہ ۴ تا ۵)(الفضل ۱۴/ ستمبر ۱۹۵۸ء)

تبصرہ:۔ اِن محمودیوں کے بس میں ہوتا تو یہ محمد علی صاحب کو بھی قتل کر دیتے۔ چنانچہ محمد علی صاحب اپنی جان بچا کر اِن محمودی غنڈوں سے بچ نکل کر لاہور ہجرت کر کے چلے گئے۔ بعد میں اِن محمودیوں کے ہاتھوں کئی دوسرے منکرین خلافت قتل کر دیئے گئے۔ محمودیت کی اس متشددانہ ذہنیت کی مماثلت یہودیوں سے ہے جنہوں نے خدا کے نیک بندوں کو ذلیل کرنے اور قتل کرنے کی سازشیں کیں۔ چنانچہ بانی احمدیت نے فرمایا؛

"اسلام میں بھی یہودی صفت لوگوں نے یہی طریق اختیار کیا اور اپنی غلط فہمی پر اصرار کر کے ہر ایک زمانہ میں خدا کے مقدس لوگوں کو تکلیفیں دیں۔ دیکھو کیسے امام حسین رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ہزاروں نادان (جو مسلمان تھے۔ ناقل) یزید کے ساتھ ہو گئے اور اُس امام معصوم کو ہاتھ اور زبان سے دُکھ دیا آخر بجز قتل کے راضی نہ ہوئے اور پھر وقتاً فوقتاً ہمیشہ اس اُمت کے اماموں اور راستبازوں اور مجدّدوں کو ستاتے رہے اور کافر اور بے دین اور زندیق نام رکھتے رہے۔ ہزاروں صادق اُن کے ہاتھ سے ستائے گئے اور نہ صرف یہ کہ اُن کا نام کافر رکھا بلکہ جہاں تک بس چل سکا قتل کرنے اور ذلیل کرنے اور قید کرانے سے فرق نہیں کیا۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۴، صفحہ ۲۵۳ تا ۲۵۵)(ایام الصلح، صفحہ ۲۵ تا ۲۶)

یوں گویا محمودی لوگ اصل میں یزیدی لوگ ہیں اور یہودی صفات رکھتے ہیں۔

# خلافت کے منکرین کو مسجد میں داخلے سے روکا جائے گا

امور عامہ کے اختیارات بیان کرتے ہوئے فرمایا؛

"اگر امور عامہ نے کسی کو ربوہ آنے سے منع کیا ہے تو اس ربوہ سے شہر کا وہ حصہ مراد ہے جو نظارت امور عامہ کے ماتحت ہے ۔ سرکاری سڑکیں اور قطعات، امور عامہ کے ماتحت نہیں بلکہ امور عامہ کے ماتحت شہر کا وہ علاقہ ہے جس کی مالک "صدر انجمن احمدیہ" ہے (صدر انجمن احمدیہ تمام احمدیہ مسجدوں کی مالک ہے۔ ناقل) اور اس علاقہ کے متعلق **نظارت امور عامہ کو پورا اختیار ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو جو اُس کی نظر میں مشتبہ ہو وہاں آنے سے روک دیں۔** اب رہا وہ علاقہ جو نہ گورنمنٹ کے ماتحت ہے اور نہ صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت بلکہ وہ احمدیوں کی ملکیت ہے تو اُس کے متعلق بھی ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر احمدی دیکھیں کہ کوئی شخص اُنکے **خلیفہ کو گالیاں دیتا ہے** (گالی دینا تو دُور کی بات ہے، اگر کوئی خلیفہ سے اختلاف بھی کرتا ہے یا انکار کرتا ہے۔ **ناقل**) تو لازماً وہ اُسے اپنے گھروں میں نہیں ٹھرائیں گے بلکہ اُسے روکنے کی کوشش کریں گے۔ اور اگر وہ خلیفۂ وقت کے کسی دشمن کو اپنے گھروں میں نہیں آنے دیں گے تو یہ ۔۔۔ ذاتی حق ہے جو ہر شہری کو حاصل ہے۔۔۔ اسکا استعمال ناجائز کیونکر ہو گیا؟۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۷۔ ص ۳۸۳۔ خطبہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء)

"تمام احمدیوں نے میری بیعت کر کے اس کا اقرار کیا ہوا ہے کہ وہ میری اطاعت کریں گے۔ پس اُن کے اس اقرار کے ماتحت نظارت امور عامہ اگر کسی ایسے شخص پر **جو خلافت یا نظام سلسلہ کا باغی ہے** کسی قسم کی پابندی عائد کرتی ہے تو وہ اس پابندی کے عائد کرنے میں بالکل حق بجانب ہے۔ یہ حکومت در حکومت نہیں بلکہ اظہار غیرت ہے اور اظہار حق ہے اور یہ حق انہیں قانون اور شریعت نے دیا ہے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۷۔ ص ۳۹۵۔ خطبہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء)

# جماعت میں منافق کون ہے؟

(تحریرات قادیانی خلیفہ ثانی)

## جماعت کو بُرا کہنے والا شخص منافق ہے

"دُشمنوں اور منافقوں سے بچو۔ اور جب وہ منافقت کی بات کریں ان سے الگ ہو جاؤ۔ منافق ہمیشہ پُر فریب طریق پر بات کرتا ہے۔ مثلاً وہ کہے گا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تو بہت اچھے ہیں مگر دوسرے احمدی ایسے ہیں کہ جماعت کو بدنام کر رہے ہیں۔ پس تُم جس شخص کو دیکھو کہ عام لوگوں میں بیٹھ کر جماعت پر اعتراض کرتا ہے سمجھ لو کہ منافق ہے۔ اور لاحول پڑھتے ہوئے اسکے پاس سے اٹھ جاؤ۔ پھر جو شخص تمہیں سلسلہ کی خدمت سے روک رہا ہو خواہ اسی بہانہ سے روکتا ہو کہ اس سے بہتر خدمت کا موقعہ تمہیں مل سکے گا اسکے متعلق بھی سمجھ لو کہ وہ منافق ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۱۴۔ تقریر جلسہ ۲۶ / مئی ۱۹۳۵ء۔ صفحہ ۲۱)(الفضل قادیان۔ صفحہ ۱۰۔ ۱۲ جون ۱۹۳۵ء)

## چندے نہ دینے والا منافق ہے

"منافقت کے معنی صرف دین کے خلاف باتوں کے نہیں۔ بلکہ اسکے معنے یہ بھی ہیں کہ کسی شخص کا ایمان کمزور ہو جائے۔ مثلاً جو شخص سچ پر پوری طرح قائم نہیں رہا۔ نمازوں میں سست ہو گیا ہے۔ چندہ دینے میں کمزور ہو گیا ہے۔ وہ بھی

منافق ہے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۰۔ ص ۳۸۷۔ خطبہ ۱۸ / نومبر ۱۹۴۹ء)

## جماعت کو خراب کہنے والا احمدی منافق ہے
## منافقوں کی جاسوسی کرنے کی تلقین

"دوسری بات اس سال کے پروگرام میں یہ رکھی جاتی ہے کہ منافقین کا اس سال مقابلہ کرنا چاہیے جو کئی جگہ پائے جاتے ہیں وہ ظاہر میں جماعت کے ساتھ ملے رہتے ہیں، مگر باطن میں دشمن ہیں۔۔۔۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ منافقوں کا مقابلہ کرنا چاہیے تو اسکا یہ مطلب ہے کہ انکے حالات اور انکی شرارتیں معلوم کی جائیں اور ان سے جماعت کو آگاہ کیا جائے۔ منافق کی ایک موٹی علامت یہ یاد رکھو جو حضرت مسیح موعود نے بتائی ہے کہ وہ جماعت کی عیب گیری کریگا، وہ کھلے طور پر کہے گا کہ جماعت خراب ہو گئی ہے، جماعت بگڑ گئی ہے۔ جو شخص بھی یہ کہتا ہو کہ جماعت خراب ہو گئی ہے سمجھ لو کہ وہ منافق ہے۔۔۔۔ پس ایسا شخص جو جماعت میں ہونے کا دعویٰ کرتا ہُوا یہ کہتا ہے کہ جماعت بگڑ گئی ہے، اسکے متعلق مقامی جماعت کے امیر کو اور مرکز میں اطلاع دینی چاہیے۔"

(انوار العلوم جلد ۱۰۔ ص ۹۳ تا ۹۴۔ تقریر دلپذیر۔ فرمودہ ۲۷ / دسمبر ۱۹۲۷ء)

## اختلافی بات کرنے والا شخص منافق ہے

"احباب کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جب کبھی ذمہ دار افسر اِدھر اُدھر ہوتا ہے

تو شریر لوگ فتنہ پیدا کرتے ہیں، ہماری جماعت بھی ایسے شریروں سے خالی نہیں، بعض لوگ اپنے لئے درجہ چاہتے ہیں، بعض لوگ اپنے لئے شہرت چاہتے ہیں۔ ایسا کوئی شخص بھی پیدا ہو یا کوئی بھی آواز اٹھائے خواہ کسی گاؤں میں یا شہر یا علاقہ میں تو اسکی بات کو کبھی برداشت نہ کریں۔ کبھی یہ نہ سمجھیں کہ یہ معمولی بات ہے۔ فساد کوئی بھی معمولی نہیں ہوتا۔ حدیثیں اس پر شاھد ہیں۔ جب کوئی شخص **اختلافی آواز** اٹھائے فوراً لاحول اور استغفار پڑھیں۔ اور خواہ آپ عمر میں سب سے چھوٹے ہوں اور درجے میں سب سے چھوٹے ہوں اور خواہ آپ کے بزرگ اس فتنہ انداز کی بات کی تائید کر رہے ہوں فوراً مجلس میں کھڑے ہو جائیں اور لاحول پڑھ کر کہہ دیں کہ ہم نے احمدیت کو خدا کے لئے اختیار کیا تھا، ہمارا آسمانی باپ خدا ہے اور ہمارے روحانی باپ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جماعت میں فتنہ پھیلانے والی بات اگر ہمارے عزیز ترین وجود سے بھی ظاہر ہوئی تو ہم اسکا مقابلہ کریں گے۔۔۔ سو دین کے معاملہ میں باپ، داد، استاد اور پیر کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔ جو کہتا ہے دین (یعنی خلیفہ کے دین۔ ناقل) کی حقارت کرو تُم اسکا مقابلہ کرو۔"

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۱۰۸ تا ۱۱۰۔ پیغامات، مؤرخہ ۲۲/مارچ ۱۹۵۵ء)(الفضل ۲۳/مارچ ۱۹۵۵ء)

## اختلافی بات کرنے والے کو فتنہ قرار دیا

[الفتنہ اشد من القتل۔ فتنہ قتل سے بڑا گناہ ہے۔ کی تشریح میں فرمایا؛]

"ایک فتنہ پرداز شخص ایسی بات کر دیتا ہے کہ جس سے قومیں لڑ پڑتی ہیں (اشارہ دراصل لاہوری علماء کی جانب ہے۔ناقل) اور جماعتوں میں تفرقہ اور شقاق پیدا ہو جاتا ہے۔ فتنہ باز لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے تو معمولی بات کہی تھی مگر انکا معمولی بات کہنا ایک زہر ہے جسکا دُور دُور تک اثر پھیلتا ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۷۔ ص ۲۹۷۔ تقریر پیغام صلح۔ ۱۴/ نومبر ۱۹۲۳ء)

## منافقین کی جاسوسی کرنے اور اُنکو کچلنے کی تلقین

"اگر وہ (یعنی منافق۔ناقل) اصلاح کے قابل ہے تو اُسکی اصلاح کی جائے۔ ہمارے ہاتھ میں صرف یہی ہے کہ ہم اسکا مقاطعہ کر دیں۔ یہ نہیں کہ اُسے مار پیٹ کریں۔ مار پیٹ کرنا گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے۔ بہر حال جماعت کو زندہ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس قسم کے لوگوں کی اصلاح کی جائے۔ میں پھر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ رحم کے معنے یہ نہیں کہ باغ میں گھاس اُگا ہو اور اسے کاٹا نہ جائے۔ اگر کوئی باغبان اس گھاس پر رحم کرتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ درخت مر جائے گا۔ اگر کوئی شخص سانپ پر رحم کرتا ہے تو اسکے یہ معنے ہیں کہ سانپ اسکے بچہ کو کاٹ لیگا۔ باؤلے کُتّے پر اگر کوئی رحم کرتا ہے تو اچھے شہری مارے جائیں گے۔ یہ رحم نہیں ظلم ہے۔ (اسی طرح۔ناقل) رحم کی مستحق سب سے اول جماعت ہے۔ رحم کا مستحق اول سلسلہ (احمدیہ۔ناقل) ہے۔ رحم کا مستحق سب سے اول نظامِ سلسلہ ہے۔ اور جو شخص انکے خلاف

باتیں کرتا ہے وہ اس قابل نہیں کہ اسے جماعت میں رہنے دیا جائے۔۔۔۔یہ ضروری ہے کہ ہم منافقت کا خاتمہ کریں۔ منافق لوگ جماعت کو یا مجھے اس وقت تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ یہ ہماری ترقی کا زمانہ ہے۔اِس وقت انکی حیثیت ایک مچھر کی بھی نہیں۔ مچھر کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے مگر وہ (یعنی منافق لوگ۔ناقل) کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ لیکن پھر بھی انہیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اگر یہ بیج قائم رہا تو جب جماعت کمزور ہو جائے گی اُس وقت اُسے نقصان پہنچائے گا۔ اس لئے ہمارا یہ فرض ہے کہ نہ صرف ہم اپنی اصلاح کریں بلکہ ایسے لوگوں کی بھی اصلاح کریں جو جماعت کے لئے آئندہ کسی وقت مُضِر ہوسکتے ہیں۔ **پس ان لوگوں کو کچلنا ہمارا فرض ہے**۔خواہ انکے ساتھ ان سے ہمدردی رکھنے والے بعض بڑے لوگ بھی کچلے جائیں۔اور ہر مخلص اور ہر مبائع (یعنی ہر احمدی۔ناقل) کا یہ فرض ہے کہ وہ اس بارے میں میری مدد کرے اور ایسے لوگوں کے متعلق مجھے اطلاع دے۔ اگر کوئی احمدی میرے اس اعلان کے بعد اس کام میں کوتاہی کریگا تو خدا تعالیٰ کے نزدیک مومن نہیں ہو گا بلکہ اسکی بیعت ایک تمسخر بن جائے گی۔ کیونکہ اس نے جان و مال اور عزت کے قربان کرنے کا وعدہ کیا لیکن جب خلیفہ وقت نے اسے آواز دی تو اس نے کسی کی دوستی کی وجہ سے اس آواز کا جواب نہیں دیا۔ پس ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ وہ منافقین کی اطلاع مجھے دے۔ تُم اس بات سے مت ڈرو کہ سو میں سے پچاس

احمدی نکل جائیں گے۔ تم پچاس سے ہی سو بنے ہو بلکہ تم ایک سے سو بنے ہو۔ پھر اگر سو میں سے پچاس نکل جائیں تو کیا ہوا؟ پس یہ مت خیال کرو کہ اُن لوگوں کے نکل جانے سے جماعت کو کوئی نقصان پہنچے گا۔ گھاس کاٹ دینے سے باغ سے سبزہ تو کم ہو جاتا ہے لیکن درخت نشو نما پاتا ہے اور باغ زیادہ قیمتی ہو جاتا ہے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۰۔ ص ۳۹۰ تا ۳۹۱۔ خطبہ ۱۸ نومبر ۱۹۴۹ء)(سوانح فضل عمر جلد ۴۔ ص ۵۱۹)

"جب تک تم میں منافق ہیں، وہ وحدت کے راستہ میں روک ہیں۔ وحدت کے لئے ضروری ہے کہ منافقوں کو نکالا جائے۔ منافق کا سلسلہ سے کاٹنا اپنے اہم فرائض میں سے سمجھو۔ ترقیات کے لئے ضروری ہے کہ منافق کا بھانڈا پھوڑا جائے، اور اُنکا کھوج لگایا جائے۔۔۔ جبتک معلوم نہ ہو کہ کون کون منافق ہے، اتحاد کی نگرانی نہیں ہو سکی۔ کیونکہ یہ لوگ فتنہ ڈالتے رہتے ہیں۔۔۔ وحدت کے قیام کے لئے منافقوں کی خبر داری رکھو، اور اُنکے متعلق اطلاع دو۔ یہ نصیحتیں ہیں انکو یاد رکھو اور ان پر عمل کرو۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۷۔ خطبہ نمبر ۶۴۔ صفحہ ۳۴۶۔ ۱۸/ اگست ۱۹۲۲)
(الفضل۔ ۲۸/ اگست ۱۹۲۲)

"جماعت کا کام صرف یہ ہے کہ ہوشیار اور بیدار رہے۔ خبر رکھے کہ دشمن کیا کرتا ہے۔ اور پھر مرکز کی طرف سے ہدایات کی منتظر رہے، پھر جو حکم ملے پوری فرمانبرداری کیساتھ اس پر عمل کرے۔"

(خطبات محمود۔ جلد۱۵۔ فرمودہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۳۴ء۔ ص۲۶۹)

# خلافت کا باغی اور مرتد احمدی

# سر علامہ محمد اقبال

(تحریرات قادیانی خلیفہ ثانی)

## سر علامہ محمد اقبال احمدی تھے

''ڈاکٹر سر محمد اقبال جو سیالکوٹ کے رہنے والے تھے، انکے والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔۔ شیخ نور محمد صاحب نے غالباً ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء میں۔۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ ان دنوں سر محمد اقبال سکول میں پڑھتے تھے اور اپنے باپ کی بیعت کے بعد وہ بھی اپنے آپ کو احمدیت میں شمار کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معتقد تھے۔ چونکہ سر اقبال کو بچپن سے ہی شعر و شاعری کا شوق تھا۔ اس لئے ان دنوں میں انہوں نے سعد اللہ لدھیانوی کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں ایک نظم بھی لکھی تھی ۔ مگر اسکے چند سال بعد جب سر اقبال کالج میں پہنچے تو انکے خیالات میں تبدیلی آگئی۔ اور انہوں نے اپنے باپ کو بھی سمجھا بجھا کر احمدیت سے منحرف کر دیا۔ چنانچہ شیخ نور محمد صاحب نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں یہ تحریر کیا کہ سیالکوٹ کی جماعت چونکہ نوجوانوں کی جماعت ہے اور

میں بوڑھا آدمی ہوں انکے ساتھ چل نہیں سکتا، لہذا آپ میرا نام اس جماعت سے الگ رکھیں۔ اس پر حضرت صاحب کا جواب میر حامد شاہ صاحب مرحوم کے نام گیا جس میں لکھا تھا کہ شیخ نور محمد کو کہدیویں کہ وہ جماعت سے ہی الگ نہیں بلکہ اسلام سے بھی الگ ہیں۔ اسکے بعد شیخ نور محمد صاحب نے بعض اوقات چندہ وغیرہ دینے کی کوشش کی لیکن ہم نے قبول نہ کیا۔۔۔ڈاکٹر سر محمد اقبال بعد میں سلسلہ سے نہ صرف منحرف ہو گئے تھے بلکہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں (یعنی ۱۹۳۵ء کے بعد سے۔ ناقل) شدید طور پر مخالف رہے ہیں اور ملک کے نو تعلیم یافتہ طبقہ میں احمدیت کے خلاف جو زہر پھیلا ہوا ہے اسکی بڑی وجہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کا مخالفانہ پراپیگنڈا تھا۔ مگر سر محمد اقبال کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد صاحب درمیان میں کچھ عرصہ علیحدہ رہنے کے بعد حال ہی میں پھر سلسلہ میں شامل ہو گئے ہیں اور انکے صاحبزادے یعنی سر محمد اقبال کے بھتیجے شیخ اعجاز احمد صاحب سب جج تو سلسلہ کے نہایت مخلص نوجوانوں میں سے ہیں۔"

(سیرت المہدی جلد ا۔ صفحہ ۷۶۴ تا ۷۶۵۔ روایت نمبر ۸۵۸)

"عدالت کے سامنے خواجہ نذیر احمد صاحب کے بیان اور مولانا غلام محی الدین صاحب کی تصدیق سے یہ ثابت ہے کہ ڈاکٹر (سر محمد اقبال) صاحب موصوف نے اپنے والد صاحب کے ہمراہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ہاتھ پر

بیعت کی تھی۔"

(انوار العلوم۔ جلد ۲۳۔ ص ۲۶۷۔ مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق اسلامی نظریہ۔ ۱۹۵۳ء)

## سر علامہ محمد اقبال کی خلافت واحمدیت سے بغاوت

"سر محمد اقبال صاحب کو کچھ عرصہ سے **میری ذات سے** خصوصاً اور جماعت احمدیہ سے عموماً بغض پیدا ہو گیا ہے۔ اور اب انکی حالت یہ ہے کہ ۔۔۔ کچھ عرصہ سے وہ اسکے (یعنی جماعت احمدیہ کے۔ ناقل) خلاف خلوت و جلوت میں آواز اٹھاتے رہتے ہیں۔ میں ان وجوہ کے اظہار کی ضرورت محسوس نہیں کرتا جو اس تبدیلی کا سبب ہوئے ہیں، جس نے ۱۹۱۱ء میں اقبال کو جو علیگڑھ کالج میں مسلمان طلباء کو تعلیم دے رہا تھا کہ "پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں"۔ ۱۹۳۵ء میں ایک دوسرے اقبال کی صورت میں بدل دیا جو یہ کہہ رہا ہے کہ: "میرے نزدیک قادیانیت سے بہائیت زیادہ ایماندارانہ ہے۔ کیونکہ بہائیت نے اسلام سے اپنی علیحدگی کا اعلان واشگاف طور پر کر دیا لیکن قادیانیت نے اپنے چہرے سے منافقت کی نقاب اُلٹ دینے کے بجائے اپنے آپ کو محض نمائشی طور پر جزوِ اسلام قرار دیا اور باطنی طور پر اسلام کی روح اور اسلام کے تخیل کو تباہ و برباد کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔" ۔۔۔ احمدی، سر محمد اقبال اور انکے ہم نواؤں کو روحانی بیمار قرار دیکر انہیں اپنے علاج کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور انکے ایمان

کی کمزوریوں کو ان پر ظاہر کرتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ بھی درست نہیں کہ احمدی منافق ہیں اور لوگوں سے اپنے عقائد چھپاتے ہیں۔۔۔۔وہ کونسی بات ہے جو احمدی چھپاتے ہیں؟ اور سر محمد اقبال کے پاس وہ کونسا ذریعہ ہے جس سے انہوں نے یہ معلوم کیا کہ احمدیوں کے دل میں کچھ ہے مگر ظاہر وہ کچھ اور کرتے ہیں۔۔۔۔ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب آج دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ۔۔(جماعت احمدیہ)ساری کی ساری منافق ہے اور ظاہر کچھ اور کہتی ہے اور اسکے دل میں کچھ اور ہے۔اگر یہ الزام کوئی ایسا شخص لگاتا جسے احمدیوں سے واسطہ نہ پڑا ہوتا تو میں اسے معذور سمجھ لیتا لیکن سر محمد اقبال معذور نہیں کہلاسکتے۔انکے والد صاحب مرحوم احمدی تھے، انکے بڑے بھائی صاحب شیخ عطا محمد صاحب احمدی ہیں، انکے اکلوتے بھتیجے شیخ محمد اعجاز احمد صاحب سب جج احمدی ہیں، اسی طرح انکے خاندان کے کئی اور افراد احمدی ہیں۔۔۔۔کاش سر اقبال اس عمر میں ان امور (یعنی احمدیہ عقائد پر تحقیقات وغیرہ۔ناقل) کی طرف توجہ کرنے کی بجائے ذکر الٰہی اور احکام اسلام کی بجاآوری کی طرف توجہ کرتے اور پیشتر اسکے کہ توبہ کا دروازہ بند ہو تا اپنے نفس کی اصلاح کرتے۔"

(انوار العلوم جلد ۱۳۔ص ۴۱۵ تا ۴۱۸۔ڈاکٹر سر محمد اقبال اور احمدیہ جماعت۔جولائی ۱۹۳۵ء)
(الفضل ۱۸/جولائی ۱۹۳۵ء)

"مجھے تعجب آتا ہے کہ یہ بڑے بڑے لوگ جو اپنے آپ کو فلاسفر اور شاعر اور کیا کیا کچھ نہیں کہتے سلسلہ احمدیہ کے مقابلہ میں جب کھڑے ہوتے ہیں تو

انکی عقلیں کس طرح ماری جاتی ہیں۔ ڈاکٹر سر اقبال کا بیان اسکا کھلا ثبوت ہے۔ انکا بیان پڑھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی کیونکہ یہ وہی ہیں جنھوں نے ۱۹۳۱ء میں کشمیر کمیٹی کا مجھے پریذیڈنٹ مقرر کیا۔۔۔ اُس وقت تو ہم مسلمان تھے لیکن آج کہا جاتا ہے جماعت احمدیہ اسلامی جماعت ہی نہیں۔ اگر جماعت احمدیہ اسلامی جماعت نہیں تو کیوں ۱۹۳۱ء میں سر اقبال نے زور دیکر مجھے ایک اسلامی کمیٹی کا پریذیڈنٹ مقرر کیا۔۔۔ پس کیوں ۱۹۳۱ء میں انہوں نے احمدیوں کو مسلمان سمجھا؟ اور کیوں اب آکر انہیں محسوس ہوا کہ جماعت احمدیہ کو مسلمانوں میں سے الگ کر دینا چاہیے۔۔۔ آخر ہمارے عقائد بدلے تو نہیں کہ ڈاکٹر سر اقبال کو اپنی رائے بدلنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بلکہ وہی عقائد ہم اب رکھتے ہیں جو ۱۹۳۱ء میں اور اس سے پہلے تھے ۱۹۳۱ء میں تو ہم ڈاکٹر سر اقبال کے نزدیک مسلمانوں کے لیڈر اور انکے نمائندہ اور راہنماء ہو سکتے تھے اور ڈاکٹر سر اقبال میری صدارت پر زور دے سکتے اور میری صدارت میں کام کر سکتے تھے۔ لیکن اب ہمیں سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رکھنے تک بھی تیار نہیں۔۔۔ آج سر اقبال کو یہ نظر آتا ہے کہ احمدی مسلمان ہی نہیں۔ حالانکہ اس عرصہ میں کوئی نئی بات ہمارے اندر پیدا نہیں ہوئی۔''

(خطباب محمود، جلد ۱۶۔ ص ۳۱۶ تا ۳۱۷۔ خطبہ نمبر ۱۹۔ ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء)

تبصرہ:۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ علامہ محمد اقبال صاحب نے بچپن میں بیعت تو کرلی تھی

مگر اس کے بعد دنیاوی علوم کے حصول میں لگ گئے تھے اور احمدیت پر زیادہ تحقیقات نہیں کی تھیں، بعد میں جب حصول علم سے فارغ ہوئے اور احمدیت کے قریب آئے تو تب اُنہوں نے احمدیت کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا اور قادیانی خلیفہ ثانی کے نظریات کا مطالعہ کیا تب انہیں معلوم پڑا کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔ یہ ہر احمدی کے ساتھ ہوتا ہے کہ شروع میں تو وہ والدین کے کہنے پر احمدی بن جاتا ہے اور بچپن سے جوانی تک دُنیاوی علوم کے حصول اور پھر نوکری وغیرہ کے کاموں میں پھنسا رہتا ہے اور احمدیت کا علم محض سرسری حد تک جانتا ہے اور پھر جب دُنیا کے کاموں سے فرصت ملتی ہے اور دِین کی طرف رغبت حاصل ہوتی ہے اور کتابیں پڑھنے کا وقت میسر آتا ہے (بشرطیکہ طبیعت غور و فکر والی ہو) تو تب بعض پر احمدیت کا انکشاف ہو جاتا ہے کہ معاملہ کچھ اور ہے اور یوں سر علامہ محمد اقبال صاحب کی طرح وہ بھی جماعت سے الگ ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسا بہت کم لوگوں کیساتھ ہوتا ہے۔ اکثریت کو وقت میسر نہیں آتا کہ وہ احمدیت کا گہرا مطالعہ کریں، اُنکے واسطے بس اِتنا کافی ہوتا ہے کہ اُنکے والدین احمدی تھے اور اُن کے باپ دادا کو خوابیں آئیں تھیں کہ احمدیت سچی ہے۔ گویا وہ اپنے آباؤ اجداد یا اپنی خوابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور یہ صرف احمدیت میں ہی نہیں بلکہ عیسائیت اور یہودیت میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے، عیسائیوں کی بھی یہی سوچ ہوتی ہے کہ اُنکے خاندان میں سے کسی کو خواب آئی تھی کہ عیسائیت سچا مذھب ہے اور وہ لوگ بھی اپنی دُنیاوی ترقیات کو اپنے مذھب کی سچائی خیال کرتے ہیں۔

علامہ محمد اقبال صاحب کا خلافت احمدیہ سے متنفر ہونا، جماعت چھوڑنا اور پھر دنیا میں عزت کیساتھ شہرت پانا اِس بات کا ثبوت ہے کہ مرزا محمود کا یہ بیان کہ جو خلافت کو چھوڑیگا وہ ذلیل اور تباہ کیا جائے گا جھوٹا ہے اور یہ صرف اپنی جماعت کے کمزوروں کو ذلیل کر کے خوشیاں منائی جاتی ہیں کہ دیکھو خلیفہ جی کی بات پوری ہوئی۔ ورنہ آج جو عزت علامہ محمد اقبال صاحب کو دنیا میں حاصل ہے وہ عزت مرزا محمود کو نہیں حاصل۔

# خلافت پر دیگر تحریرات

(تحریرات قادیانی خلیفہ ثانی)

## یہودی اپنے ارباب کو اتنی عظمت دیتے ہیں کہ انہیں خدا کا قائم مقام بنادیتے ہیں

”حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے سوا اور دوسری کسی قوم میں توحید کامل نہیں۔ دوسرے مذاہب والے بالعموم اپنے ارباب (یعنی علماء، خلفاء وغیرہ مذہبی لیڈروں۔ ناقل) کو اِتنی عظمت دیتے ہیں کہ انہیں خدا کا قائم مقام بنا دیتے ہیں۔ اُن کے مذہبی پیشوا جو بھی فتویٰ دے دیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے باہر جانا ناجائز ہے (یہ سوچ سب سے بڑھ کر احمدیت میں ہے۔ ناقل)۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو یہ کہتا ہے کہ اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ وَلَوْ اَفْتَاكَ الْمُفْتُوْنَ۔ ایک مفتی تو الگ رہا اگر سارے مفتی مل کر بھی کسی بات کے متعلق فتویٰ دیں لیکن تمہارا دل اور دماغ گواہی دے رہا ہو کہ یہ فتویٰ غلط ہے اور **خدا تعالیٰ کی شریعت کچھ اور کہتی ہے** تو جو خدا کی بات ہو اسے مانو اُن کے فتووں کو نہ مانو (لیکن اپنے متعلق الگ اصول بنایا۔ ناقل)۔ غرض توحید کامل کے بغیر انسان کو کبھی حقیقی ایمان نصیب نہیں ہوتا۔“

(خطبات محمود جلد ۳۹۔ ص ۲۶۰۔ خطبہ ۲/ نومبر ۱۹۵۸ء)

تبصرہ:۔ مرزا محمود نے بھی اپنی خلافت کو ارباب من دون اللّٰہ کا مرتبہ دیا ہوا ہے۔ خلافت احمدیہ کو اس قدر عظمت دی ہے کہ اسے خدا کا قائم مقام ٹھہرایا ہے، اور جو احمدی اسکی بات سے اختلاف کرے اسے منافق، ابلیس، فتنہ، فساد قرار دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ لاہوری جماعت والوں کو قرار دیا۔

## یہود کا اپنے پیشواؤں کو رب بنانے سے مراد

”مکہ کے مشرک جو سر سے پیر تک شرک میں ڈوبے ہوئے تھے قرآن کریم بتاتا ہے کہ جب ان پر یہ اعتراض کیا جاتا کہ تم مشرک ہو تو وہ جواب دیتے کہ ہم مشرک نہیں، ہم تو ان بتوں کی پوجا اس لیے کرتے ہیں کہ لیقربو الی اللّٰہ زلفیٰ (الزمر ۴)۔ تا کہ یہ ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب کر دیں۔ تو منہ کی توحید دنیا میں اکثر پائی جاتی ہے۔۔۔۔ انکے علاوہ یہود ہیں جو قطعی طور پر بت پرستی کے خلاف تھے۔۔۔۔ یہود کے مذہب پر تین ہزار سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے مگر یورپ میں رہنے کے باوجود آج تک ان کے اندر شرک نہیں آیا۔ وہ توحید کے ظاہری مفہوم کے لحاظ سے ایسے ہی سخت ہیں جیسے اہل حدیث سمجھے جاتے ہیں مگر قرآن کریم انکو بھی مشرک قرار دیتا ہے۔۔۔۔ اسی طرح یہود میں بھی نہایت محدود طبقہ ایسا تھا جو عزیر کو ابن اللہ کہتا تھا لیکن وہ مٹ گیا اور اس زمانہ میں ایسے لوگ یہود میں بالکل نہیں ہیں (جو عزیر کو ابن اللہ کہیں۔ ناقل)۔۔۔۔ رسول کریم ﷺ کی بعثت کے بعد شاید پہلی یا دوسری صدی تک یہ لوگ رہے اور

مٹ گئے۔۔۔۔ تو میں بیان کر رہا تھا کہ **جو لوگ بظاہر توحید پرست ہیں، قرآن کریم نے انکو بھی مشرک قرار دیا ہے۔** جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے نزدیک توحید کا جو مفہوم ہے وہ اُس سے مختلف ہے جو عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً ہم یہود کو ہی لیتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے انکے متعلق فرمایا کہ وہ مشرک ہیں تو ہمیں دیکھنا چاہیے کہ **قرآن کریم نے انکو کن معنوں میں مشرک قرار دیا ہے۔** اس غرض کے لیے جب ہم قرآن کریم پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم یہ نہیں کہتا کہ یہ لوگ بت بناتے ہیں یا انکی پوجا کرتے ہیں بلکہ فرمایا ہے کہ انکے اندر یہ شرک ہے کہ اتخذوا احبارھم و رحبانھم ارباباً من دون اللہ۔ جو کچھ بھی انکے علماء کہتے ہیں اسی کو درست مان لیتے ہیں۔ یہ لوگ ایک انسان کی بات پر اتنا بھروسہ رکھتے ہیں کہ انکے نزدیک وہ بالکل صحیح ہو جاتی ہے۔۔۔۔ اُن کے اندر یہ احساس راسخ ہو چکا ہے کہ اُنکے علماء جو بات کہیں وہی درست ہے اور انکو وحی الہٰی اور کسی تعلیم کی ضرورت نہیں[9]۔۔۔۔۔ شرک کی یہ تعریف جو قرآن کریم نے یہودیوں کے متعلق کی ہے آج مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہے کیونکہ وہ بھی یہی عقیدہ رکھتے

---

۹ حالانکہ یہود اپنی کتاب توریت کو مانتے ہیں جو وحی الہٰی ہے اور موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم پر اپنے زعم میں عمل پیرا ہیں۔ اسلئے یہ کہنا کہ یہود کسی وحی الہٰی اور کسی تعلیم کی ضرورت نہیں مانتے، یہود پر جھوٹا الزام ہے۔ ناقل

ہیں کہ جو بات ہمارے علماء کہتے ہیں وہی ٹھیک ہے، خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیں کسی ہدایت کی ضرورت نہیں (حالانکہ مسلمان مجددین کے آنے کی قائل ہے ۔ناقل)۔۔۔جو قوم یہ خیال کر لیتی ہے کہ ہم اپنی ہدایت کا سامان خود کر سکتے ہیں اور ہمارے علماء ہمیں غلط رستے سے بچانے کے لیے کافی ہیں اسکا یہ خیال ارباباً من دون اللہ قرار دینا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ حق اپنے لیے رکھا ہے کہ جب کوئی خرابی بندوں میں پیدا ہو وہ انکی ہدایت کا انتظام کرے۔ پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ ہدایت کا کام بندے کر سکتے ہیں اور **خدا تعالیٰ کی جو کتاب ہم میں موجود ہے اس سے ہمارے لیے ہدایت کا رستہ تلاش کر کے ہمیں بتا سکتے ہیں وہ شرک کرتا ہے**[۱۰]۔۔۔جب کسی قوم میں یہ خرابی پیدا ہو جائے کہ وہ اپنی ہدایت کے لیے الہام الٰہی سے اپنے آپ کو مستغنی سمجھنے لگ جائے تو یہ اپنی ذات میں اس بات کے لیے کافی ہوتا ہے کہ نبی آجائے۔جب بندے یہ کہیں کہ ہمارے لیے پہلے سے نازل شدہ کلام ہی کافی ہے اور ہم اپنے زور سے اس سے ہدایت نکالیں گے تو اس غلطی کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف

---

۱۰۔حالانکہ کتابُ اللہ کے مطابق فیصلہ نہ کرنا شرک ہے۔ علماء اگر کتاب سے فیصلہ سناتے ہیں تو انکی اطاعت لازم ہے۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ یہودی علماء یہ نہیں کرتے تھے بلکہ وہ کتاب سے ہٹ کر اپنی خواہشات سے فیصلے سناتے تھے، شاید یہ کہتے ہوں کہ ہمیں الہام ہوا ہے یہ کام ایسے کرنا ہے چنانچہ بلعم باعور الہام یافتہ تھا۔ناقل

سے کسی بندے کو بھیج کر یہ بتادے کہ تمہارا یہ خیال غلط ہے یہی عقیدہ انسان کو مشرک بنادینے کے لیے کافی ہے"۔۔۔۔جب یہ خیال پیدا ہو جائے کہ ہمارے علماء کافی ہیں، قرآن کریم عربی زبان میں ہے اور وہ اسکے معنے ہمیں بتاسکتے ہیں تو اسکے یہ معنے ہوں گے کہ اب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیں کسی خاص ہدایت کی حاجت نہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے۔"

(خطبات محمود۔جلد ۳۹۔صفحہ ۸۵ تا ۸۷۔خطبہ ۱۸/اپریل ۱۹۵۸ء)(خطبہ ۱۸/اپریل ۱۹۵۸ء۔صفحہ ۳ تا ۵)



## خلیفہ کا حلف

## کہ میں لاہوری جماعت اور سنی مسلمانوں کو باطل پر سمجھتا ہوں

"مقرر اشخاص (یعنی انتخابِ خلافت کمیٹی کے اراکین۔ناقل) اسکا انتخاب

---

اا۔ گویا مرزا محمود کے مطابق اصلاح ہمیشہ نئے الہام کے نزول سے ہوتی ہے۔حالانکہ یہ غلط ہے۔ اصلاح کا کام ہمیشہ علماء ہی کرتے ہیں کتابُ اللہ کے ذریعہ۔چنانچہ یہود و نصاریٰ سے کتاب کے ذریعہ نیک اعمال کرنے کا عہد لیا گیا تھا۔ صرف نبیوں کے الہاموں پر ایمان لانا فرض ہوتا ہے۔نہ کہ غیر نبیوں کے۔ جیسا کہ بلعم باعور الہام یافتہ تھا وہ گمراہ ہوا۔ نبی کے بعد جس قدر خلیفے یا مجدد یا علماء آتے ہیں وہ نبی کی شریعت کے مطابق فیصلے سناتے ہیں۔نہ یہ کہ اپنے الہاموں کے ذریعہ سے۔کیونکہ اُن میں بلعم باعور کی مانند گمراہ ہونے کا امکان موجود ہوتا ہے اور نیز اُن کے الہامات پر ایمان لانا فرض نہیں ہوتا۔ چنانچہ خلفاء راشدین میں سے کسی نے اپنے الہامات پیش نہیں کیے اور یہ نہیں کہا کہ مجھے الہام ہوا ہے لہٰذا میرے الہام سے فیصلہ ہو گا۔ فیصلہ ہمیشہ شریعت کے احکامات کے مطابق ہوتا ہے۔ناقل

کریں گے (یعنی خلیفہ کا انتخاب کریں گے۔ناقل) اسکے بعد وہ (یعنی منتخب ہونے والا خلیفہ ۔ناقل) یہ قسم کھائے گا (یعنی حلف اٹھائے گا۔ناقل) کہ میں خلافت احمدیہ حقہ پر ایمان رکھتا ہوں اور میں انکو جو خلافت احمدیہ کے خلاف ہیں جیسے پیغامی (یعنی لاہوری جماعت ۔ناقل) یا احراری (یعنی سُنی مسلمان۔ناقل) وغیرہ **کو باطل پر سمجھتا ہوں۔**"

(انوار العلوم جلد ۲۶۔ ص ۳۶۔ خطاب؛ ۲۷/دسمبر ۱۹۵۶ء۔ جلسہ سالانہ ربوہ ۔خلافت حقہ اسلامیہ اور نظام آسمانی کی مخالفت اور اسکا پس منظر)

## خلیفہ کی زبان سے الفاظ خدا نکلواتا ہے

قول خلیفہ خامس مرزا مسرور صاحب؛

"جماعت کی رہنمائی اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ، خلیفہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہوں۔"

(خطبات مسرور جلد نمبر ۳۔ صفحہ ۳۲۰) (خطبہ جمعہ ۲۷/مئی ۲۰۰۵ء)
(الفضل ۴/ستمبر ۱۹۳۷ء) (الفضل انٹرنیشنل ۲۳ مئی ۱۹۹۷ء۔ صفحہ ۱۲)

## احمدیوں کو خلیفہ میں خدا نظر آتا ہے

"تمہیں ماننا پڑیگا کہ ایک ایسی جماعت ضرور ہے جو یقین اور وثوق سے خلافت کیساتھ وابستہ ہے۔ جس کے افراد خلیفہ کی حکومت تسلیم کرنا اپنے ایمان کا جُزو قرار دیتے ہیں، جو اُسکے ہر قول اور فعل پر ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں، **جو اُس میں خدا کے وجود کو دیکھتے اور خدا کے وجود میں اُسے دیکھتے ہیں**

(نعوذ باللہ۔ ناقل)، جو اِس بات پر یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ اگر خلیفہ ٔوقت کی دعا اور اسکی برکت ہمیں حاصل ہو جائے تو یہ ہماری نجات کا ذریعہ ہو گا۔"

(خطبات محمود، جلد ۱۹۔ صفحہ ۴۲۵تا۴۲۶)(خطبہ بیان فرمودہ ۱۵/ جولائی ۱۹۳۸ء)

## خلافت کا مقصد صرف اتحادِ جماعت

"اسکے بعد میں کچھ واقعات بیان کرتا ہوں جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ غور سے سنیں اور جو نہیں بیٹھے ہوئے انہیں پہنچادیں۔ جب حضرت خلیفہ اول سخت بیمار ہوگئے تو میں نے اپنے اختلاف پر غور کیا اور بہت غور کیا۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ جماعت کا ایک حصہ (یعنی محمد علی اور انکے رفقاء۔ ناقل) عقائد میں ہم سے خلاف ہے تو میں نے کہا کہ یہ **لوگ ہماری بات تو نہیں مانیں گے، آؤ ہم ہی انکی مان لیتے ہیں** (یعنی حق و باطل کی فکر نہ تھی محض اتحاد کا خیال تھا۔ ناقل)۔ میں نے بہت غور کر کے ایک شخص (یعنی مولوی محمد علی صاحب۔ ناقل) کی نسبت خیال کیا کہ اگر کوئی جھگڑا پیدا ہوا تو پہلے میں اسکی بیعت کرلونگا **پھر میرے ساتھ جو ہوں گے وہ بھی کرلیں گے** (گویا جماعت میں اپنی طرف ایک جتھے کو پہلے سے کر رکھا تھا۔ ناقل)۔ اور اس طرح جماعت میں اتحاد اور اتفاق قائم رہ سکے گا (یعنی مخالف پارٹی کے بندے کی بیعت کر کے اتحاد ہو جائے گا۔ چاہے وہ باطل پر ہی کیوں نہ ہو۔ ناقل)۔"

(انوار العلوم۔ جلد ۲۔ ص ۱۶۴۔ برکات خلافت۔)(تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء)

”دوسرا آدمی خواہ کوئی ہو، غیر احمدیوں کو کافر کہے یا نہ کہے، انکے پیچھے نماز جائز سمجھے یا نہ سمجھے۔ ان سے تعلقات رکھے یا نہ رکھے۔ ایک خلیفہ چاہیے **تا کہ جماعت کا اتحاد قائم رہے**۔ اور ہم اسکی بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں۔“

(انوار العلوم۔ جلد ۲۔ ص ۱۶۷۔ برکات خلافت۔)(تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء)

## خلافت کی دو ہی اغراض ہیں۔ قوم کو متحد کرنا۔ اور انکی طاقت کو جمع کرنا

”خلافت کی دو ہی اغراض ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ جماعت پراگندہ نہ ہو، جماعت کو تفرقہ سے بچایا جائے اور انکو ایک مرکز پر جمع کیا جائے۔ یعنی تفرقہ کو مٹانے، پراگندگی کو دور کرنے کے لئے ایک خلیفہ کی ضرورت ہوتی ہے نیز اس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ جماعت کی طاقت متفرق طور پر رائیگاں نہ جائے بلکہ انکو ایک مرکز پر جمع کر کے انکی قوت کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔“

(خطبات محمود جلد ۴۔ ص ۴۲۱۔ خطبہ ۱۳/ اگست ۱۹۱۵ء)

## خلیفہ کی غرض اتحاد خیالات ہے

”خلافت کی غرض تو یہ ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد عمل اور اتحاد خیال پیدا کیا جائے۔ اور اتحاد عمل اور اتحاد خیال، خلافت کے ذریعہ تبھی پیدا کیا جا سکتا ہے اگر خلیفہ کی ہدایات پر پورے طور پر عمل کیا جائے۔۔۔ تم سب امام کے اشارہ پر چلو اور اسکی ہدایات سے ذرہ بھر بھی ادھر ادھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ۔“

(انوار العلوم۔ جلد ۱۴۔ ص ۵۱۵ تا ۵۱۶۔ قیام امن اور قانون کی پابندی کے متعلق جماعت احمدیہ کا فرض)

## مسجد بھی گویا خلیفہ ہے جو مومنوں کو متحد رکھتی ہے

''مسجد میں نماز پڑھنے سے کیوں ثواب ملتا ہے؟ کیا مسجد کی اینٹوں کی وجہ سے ثواب ملتا ہے؟ مسجد کی اینٹوں کی وجہ سے ثواب نہیں ملتا بلکہ اسلئے ملتا ہے کہ وہاں مومن اکٹھے ہوتے ہیں اور اجتماع قومی طاقت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ گویا مسجد بھی ایک خلیفہ ہے جو مومنوں کو اکٹھا رکھتی ہے۔''

(خطبات محمود۔ جلد ۳۲۔ ص ۲۵۔ خطبہ ۲/مارچ ۱۹۵۱ء)



## اسلام میں حُکّام کا انتخاب تین طریقوں سے ہوتا ہے

''لوگوں نے اپنی اپنی سمجھ اور فہم کے مطابق مختلف قسم کے حُکام تجویز کئے ہیں۔ کہیں تو ایسا کیا گیا ہے کہ ایک شخص (یعنی حاکم۔ ناقل) کو کچھ مدت کے لئے اختیار دیئے جاتے ہیں وہ اس عرصہ میں انتظام کو قائم رکھتا ہے۔ اس عرصہ کے ختم ہونے پر اسکی بجائے کوئی اور شخص مقرر ہو جاتا ہے۔ کہیں ایک حاکم کی بجائے ایک جماعت مقرر کی جاتی ہے جو آپس کے مشورہ سے امور متعلقہ انتظام کا فیصلہ کرتی ہے۔ کہیں ایک آدمی بادشاہ مقرر ہوتا ہے اور نسلاً بعد نسل وہ خاندان حکومت کرتا چلا جاتا ہے۔ اور انکے معاملات میں کوئی شخص مشورہ دینے کا استحقاق نہیں رکھتا۔ کہیں بادشاہ اور مجلس مشیران ایسے رنگ کی ہوتی ہے کہ بادشاہ صرف برائے نام ہوتا ہے اور اصل کام سب پارلیمنٹ کرتی

ہے۔ (یہ تمام حکمرانی کی مثالیں لوگ اپنی اپنی سمجھ سے تجویز کرتے ہیں۔ناقل)۔ **اسلام** نے ان تدابیر کے خلاف ایک حاکم اعلیٰ تجویز کیا ہے جو تین طرح مقرر ہوتا ہے۔(**پہلا اسلامی طریق؛**) یا اسے خود اللہ تعالیٰ مقرر فرماتا ہے جیسے آدم، نوح و ابراہیم اور موسیٰ و داؤد و ہمارے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔ (**دوسرا اسلامی طریق؛**) اور یا پہلا حاکم اُسے مقرر کرتا ہے۔(**تیسرا اسلامی طریق؛**) یا مدبرین حکومت اسے منتخب کرتے ہیں(یعنی مجلس شوریٰ جیسے خلافت راشدہ میں ہوا۔ناقل)ان سب حکام کو حکم ہے مناسب لوگوں سے امور مملکت میں مشورہ کیا کریں۔۔۔۔یہ حاکم اپنی وفات تک اپنے عہدہ پر قائم رہتا ہے اور انسانوں کا اختیار نہیں کہ اسے الگ کر سکیں کیونکہ اسکا انتخاب خدا کا یا اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ انتخاب کردہ کا انتخاب قرار دیا گیا ہے اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خلیفہ ہم بناتے ہیں۔"

(خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جلد اول۔ ص۶ تا ۷۔ فضل عمر فاؤنڈیشن)
(الفضل ۱۶/جولائی، ۱۹۱۳ء۔ ص ۱۳ تا ۱۴)

## مرزا محمود کی خلافت کی مدت

"باون (۵۲) برس تک مسند خلافت پر جلوہ افروز رہا۔"

(سوانح فضل عمر۔ جلد ۱۔ صفحہ ۳۴۴۔ طبع اول)

## خلافت احمدیہ کی مخالفت کرنے والا ابلیس ہوتا ہے

خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب کہتے ہیں؛

''خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ اس خلافتِ آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا۔ مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا۔ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ **پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے سربسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے**۔۔۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادتمند فطرت اسے اسجدو الآدم کی طرف لے آئے گی۔ اگر **ابلیس ہے تو وہ اس دربار سے نکل جائے گا**۔ پھر دوسرا خلیفہ داؤد تھا۔ داؤد کو بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔۔۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر و عمر کو خلیفہ بنایا۔۔۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے۔''

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)(خطابات نور۔ ص ۴۷۰۔ تقریر ۱۶/ جون ۱۹۱۲ء)

## خلافت کی نسبت خوابوں کو شائع کرنا

بانی احمدیت نے فرمایا؛

''آئندہ ہر ایک صاحب جو کوئی خواب یا الہام اِس عاجز کی نسبت دیکھ کر

بذریعہ خط اس سے مطلع کرنا چاہیں تو اُن پر واجب ہے کہ خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنے خط کے ذریعہ سے اس بات کو ظاہر کریں کہ ہم نے واقعی اور یقینی طور پر یہ خواب دیکھی ہے اور اگر ہم نے کچھ اس میں ملایا ہے تو ہم پر اسی دنیا اور آخرت میں لعنت اور عذاب الٰہی نازل ہو۔۔۔۔ **بغیر قسم کے کوئی خواب یا الہام یا کشف کسی کا نہیں لکھا جاوے گا**(یعنی شائع نہیں کیا جائے گا۔ ناقل)۔"

(روحانی خزائن جلد ۴۔ صفحہ ۴۰۰۔ نشان آسمانی۔ ص ۳۶)

## بادشاہوں کو خلیفہ کہا جاتا تھا

"سارے مسلمان متفق ہیں کہ خلافت راشدہ حضرت علی پر ختم ہو گئی ہے۔ بے شک بعد میں آنے والے بادشاہوں کو بھی خلفاء کہا گیا۔ لیکن وہ خلفائے راشدین نہیں تھے۔ **وہ اس بات سے ڈرتے تھے کہ اگر بادشاہ کو خلیفہ نہ کہا تو پکڑے جائیں گے**۔ اس لئے انہوں نے پہلی خلافت کو خلافت راشدہ کا نام دے دیا۔ اور اس طرح بادشاہوں کا منہ بند کر دیا۔ غرض بادشاہوں کو خلیفہ ہی کہا جاتا تھا۔ لیکن جس خلافت کا ذکر قرآن کریم میں ہے وہ مسلمانوں کی اصطلاح میں خلافت راشدہ کہلاتی ہے۔ اور اس بات پر سارے مسلمان متفق ہیں کہ خلافت راشدہ حضرت علی پر ختم ہو چکی ہے۔ ہاں اب حضرت مسیح موعود کے بعد نئے سرے سے قائم ہوئی ہے لیکن یہ خلافت روحانی (یعنی غیر سیاسی۔ ناقل) ہے، دنیوی سلطنت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۲۔ ص ۱۵۷۔ فرمودہ ۲۸/ستمبر ۱۹۵۱ء)

## خلیفہ کے ہر حکم کی تعمیل فرض ہے

"جماعت کا ہر فرد جو اس سلسلہ میں منسلک ہے اسکا فرض ہے کہ امام کی طرف سے جو بھی آواز بلند ہو اس پر خود بھی عمل کرے اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی تحریک کرے۔۔۔۔پس ہر احمدی جس نے منافقت سے میری بیعت نہیں کی اور ہر احمدی جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہونا چاہتا ہے اسکا فرض ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے احکام پر عمل کرنے اور دوسروں سے عمل کرانے کے لئے کھڑا ہو جائے اور صرف اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حضور اسکے متعلق جوابدہ سمجھے۔"

(خطبات محمود جلد ۲۷۔ ص ۵۵۲۔ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء)



## اوائل اسلام میں خلافت اور حکومت دونوں کا ایک ساتھ ہونا مجبوری تھی۔ کوئی اسلامی اصول نہیں

"اس میں شک نہیں کہ ابتداء میں خلافت اور حکومت جمع ہوئی ہیں، مگر وہ مجبوری تھی کیونکہ شریعت کا ابھی نفاذ نہ ہوا تھا اور چونکہ شریعت کا نفاذ ضروری تھا، اس لئے خلافت اور حکومت کو اکٹھا کر دیا گیا اور ہمارے عقیدہ کی رُو سے یہ جائز ہے کہ دونوں اکٹھی ہوں اور یہ بھی جائز ہے کہ الگ الگ ہوں۔ ابھی تو ہمارے ہاتھ میں حکومت ہے ہی نہیں مگر میری رائے یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ

ہمیں حکومت دے اُس وقت بھی خلفاء کو اسے ہاتھ میں لینے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے بلکہ الگ رہ کر حکومتوں کی نگرانی کرنی چاہیے۔"

(خطبات محمود، جلد ۲۵۔ص ۷۴۶۔۸/دسمبر ۱۹۴۴ء)

## خلیفہ، امیر ہوتا ہے

[حضرت ابو بکر کے انتخاب کے موقع پر جب لوگ بنو ساعدہ میں بحث کر رہے تھے اُس وقت صحابہ کرام لفظ "امیر" استعمال کر رہے تھے اور کسی صحابی نے بھی لفظ "خلیفہ" کا استعمال نہیں کیا۔اس واقعہ کا مرزا محمود ذکر کرتے ہوئے لفظ "امیر" کا ترجمہ "خلیفہ" کرتا ہے۔]

دیکھو؛(انوارالعلوم۔جلد ۱۵۔خلافت راشدہ؛ص ۴۰تا ۴۱۔
تقریر فرمودہ ۲۸،۲۹دسمبر ۱۹۳۹ء۔جلسہ سالانہ قادیان)

## "خلیفہ خدا بناتا ہے" کا مطلب ہے۔خدا خلیفہ کو اپنی صفات بخشتا ہے

"اسکے کیا معنی ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔اسکے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اُسے اپنی صفات بخشتا ہے۔اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خود خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں۔"

(الفضل ۲۲/نومبر ۱۹۵۰ء)(خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ۔جلد سوم۔ص ۳۵۰۔ناشر؛فضل عمر فاؤنڈیشن)

تبصرہ:۔حالانکہ یہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔بلکہ حکم یہ ہے کہ اہل کو منتخب کرو۔نہ یہ کہ جاہل کو منتخب کرو خدا خود اسے اہل بنادے گا اور اس میں اپنی صفات پیدا

کر دیگا۔

## قرون اولیٰ کے واقعات ہر زمانہ کے لئے قاعدہ نہیں ہیں

”جو کچھ اسلام کے قرون اولیٰ میں ہوا وہ اُن حالات سے مخصوص تھا۔ وہ ہر زمانہ کے لئے قاعدہ نہیں تھا۔“

(الفضل ربوہ ۳/ اپریل۔ ۱۹۵۲ء)(مضامین بشیر جلد سوم۔ ص ۴۴۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ)



تبصرہ:۔ یعنی جو کچھ نبی کریم ﷺ کے بعد خلافت راشدہ میں واقعات پیش آئے جیسے خلافت کا تقرر وانتخاب، خلیفہ کا تین دن کے اندر منتخب ہونا، خلیفہ کا تا مرگ خلیفہ رہنا، خلیفہ کا معزول نہ ہونا، خلیفہ کا مجلس شوریٰ کی اکثریتی رائے کو رد کرنا، فردِ واحد کا خلیفہ ہونا۔ وغیرہ یہ تمام امور اُن حالات سے مخصوص تھے۔ ہر زمانہ کے لئے قاعدہ نہ تھے کیونکہ ایسا کوئی قانون قرآن نے بیان نہیں فرمایا، بلکہ صحابہ کرام نے آپس کے مشوروں سے کیا۔ گویا اس حساب سے خلیفہ انجمن بھی ہوسکتی ہے، ایک خلیفہ کے مرنے کے بعد دوسرا خلیفہ آرام سے بھی منتخب کیا جاسکتا ہے یعنی چھے مہینے بھی لگ جائیں تو کوئی خلاف اسلام بات نہیں، خلیفہ کی میعاد بھی مقرر کی جاسکتی ہے کہ اِس مدت تک خلیفہ رہے اسکے بعد دوبارہ انتخاب ہو، خلیفہ اپنی شوریٰ کی اکثریتی رائے کو ماننے کا پابند ہوسکتا ہے کیونکہ یہ اصول صرف نبی کریم ﷺ سے خاص تھا کہ وہ اکثریتی رائے کو مسترد کرنے کا حق رکھتے تھے اور عقل بھی اس بات کو تجویز کرتی ہے کہ انسانوں کا منتخب کردہ خلیفہ، نبی کریم ﷺ کی طرح معصوم نہیں اور نہ اُسکی دینی باتیں غلطی سے پاک ہوسکتی ہیں۔ جس طرح

ایک عالم دین، شرعی امور میں غلطی کھا سکتا ہے اسی طرح انسانوں کا منتخب کردہ خلیفہ بھی غلطی کھا سکتا ہے لہٰذا ایسے خلیفہ کو فیصلے کا کُلی اختیار دے دینا مناسب بھی نہیں۔ قرون اولیٰ کی خلافت میں اگر ہوا تھا تو یہ ہمیشہ کے لئے قاعدہ نہیں۔ یہ سب باتیں مولوی محمد علی صاحب بیان کرتے تھے کہ صحابہ کا فعل دین میں حجت نہیں۔ اصل قانون قرآن اور سنت رسول اور قول رسول ہے۔ صحابہ نے جو کچھ کیا باہم مشورہ سے اپنے زمانہ کے حساب سے جو انہیں موزوں لگا وہ کیا۔ صحابہ کے اصول و اقوال ہمیشہ کے واسطے قانون نہیں۔

## حضرت عثمان کے متعلق پیشگوئی کہ خلافت کا کرتہ نہ اتارنا

[ایک پیشگوئی تھی۔ ہمیشہ کے لئے قانون نہ تھا]

”مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے جس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ خلافت کے بعد حکومت ہوتی ہے اس حدیث میں قانون نہیں بیان کیا گیا۔ بلکہ رسول کریم ﷺ کے بعد کے حالات کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہے اور **پیشگوئی صرف ایک وقت کے متعلق ہوتی ہے**۔ سب اوقات کے متعلق نہیں ہوتی۔ یہ امر کہ رسول کریم کے بعد خلافت نے ہونا تھا اور خلافت کے بعد حکومت مستبدہ نے ہونا تھا اور ایسا ہی ہو گیا، اِس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ہر مامور کے بعد ایسا ہی ہوا کریگا۔“

(الفضل ربوہ ۳/اپریل۔ ۱۹۵۲ء۔ بیان مرزا محمود)(مضامین بشیر جلد سوم۔ ص ۴۴۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

تبصرہ:۔ پس حضرت عثمان کی نسبت بھی رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیشگوئی تھی کہ خدا تمہیں ایک قمیص پہنائے گا مگر منافقین اسے اتارنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن تم اس قمیص کو مت اتارنا۔ یہ پیشگوئی بھی کوئی مستقل قانون نہیں ہے۔ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی کہ منافقین نے مطالبہ کیا۔ اب اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ جب بھی خلیفہ منتخب ہو اُسکو کوئی معزول نہیں کرسکتا ثابت نہیں ہوتا۔ بقول مرزا محمود پیشگوئی صرف ایک وقت کی نسبت ہوتی ہے تمام اوقات کے لیے نہیں ہوتی، اسکو اصول اور قانون نہیں سمجھنا چاہیئے۔

## خلیفہ کی غلطی کے بہتر نتائج نہیں نکلے

''امام حسنؓ سے یہی غلطی ہوئی تھی۔ جس کا بہت خطرناک نتیجہ نکلا۔۔۔۔ حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے امام حسنؓ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کیا۔۔۔۔ انہوں نے (یعنی امام حسنؓ نے) بعد میں معاویہؓ سے صلح کرلی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے بعد امام حسینؓ اور انکا سب خاندان شہید ہوگیا۔ ایک دفعہ انہوں نے خدا کی نعمت کو چھوڑا، خدا تعالیٰ نے کہا اچھا اگر تم اس نعمت کو قبول نہیں کرتے تو پھر تم میں سے کسی کو یہ نہ دی جائے گی۔۔۔۔ امام حسنؓ نے خدا کی دی ہوئی نعمت واپس کردی جس کا نتیجہ بہت تلخ نکلا۔ تو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو رد کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔''

(انوار العلوم۔ جلد ۲۔ صفحہ ۱۷۰۔ برکات خلافت)

مذکورہ بالا حوالے سے درج ذیل امور ثابت ہیں؛

۱) حضرت امام حسنؓ پانچویں خلیفہ راشد تھے۔ کیونکہ انکا انتخاب حضرت علیؓ نے کیا تھا۔ اور حضرت علیؓ، خلافت کے مسئلے کو امت سے زیادہ بہتر سمجھتے تھے۔

۲) حضرت امام حسنؓ نے دین کے معاملہ میں بہت بڑی غلطی کی جسکا نتیجہ بھی بہت خطرناک نکلا۔ جس کا اثر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی پر ہوا۔

۳) خلیفہ کی دینی غلطی کی صورت میں خدا مطلع نہیں کیا کرتا۔ خلیفہ کو خود عقل اور فہم سے کام لینا ہوتا ہے۔



## خلافت ڈے منانے کا مقصد

”میں مرکز کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ بھی ہر سال سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کی طرح خلافت ڈے منایا کرے اور ہر سال یہ بتایا کرے کہ جلسہ میں ان مضامین کی تقاریر کی جائیں۔ الفضل سے مضامین پڑھ کر نوجوانوں کو بتایا جائے کہ حضرت خلیفہ اول نے خلافت احمدیہ کی تائید میں کیا کچھ فرمایا ہے اور پیغامیوں (یعنی لاہوری پارٹی۔ ناقل) نے اسکے رد میں کیا کچھ لکھا ہے اسی طرح وہ **رؤیا وکشوف بیان کئے جایا کریں** جو وقت سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے دکھائے اور جن کو پورا کر کے خدا تعالیٰ نے ثابت کر دیا کہ اس کی برکات اب بھی خلافت سے وابستہ ہیں۔“

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۴۲۱۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۵۶ء میں خطابات۔ فرمودہ ۱۹/ اکتوبر ۱۹۵۶ء)

## لشکر اسامہ کا واقعہ

# یہ رسول کا حکم تھا۔ اسلئے حکم رسول کے آگے مشوروں کی اہمیت نہ تھی

"حضرت ابو بکر جو بظاہر بڑے نرم دل تھے اور لڑائی کرنے والے نہیں سمجھے جاتے تھے کہنے لگے عمر! تم یہ کہتے ہو کہ میں اسامہ کے لشکر کو روک لوں حالانکہ **رسول کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں خود اس لشکر کو تیار کیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ یہ لشکر شام کو بھجوایا جائے۔** کیا میں آپ (ﷺ) کا خلیفہ بن کر سب سے پہلا کام یہی کروں گا کہ آپ نے جو لشکر تیار کیا تھا اسکو روک لوں؟ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ ۔۔۔حضرت ابو بکر نے کہا عمر! رسول کریم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کے لحاظ سے مجھے اسکی کوئی پرواہ نہیں کہ کیا ہو گا، **میں رسول کریم ﷺ کی بات کو بہر حال پورا کروں گا۔**۔۔۔میں اس لشکر کو نہیں روکوں گا جس لشکر کو رسول کریم ﷺ نے بھجوانے کے لیے تیار کیا تھا۔"

(خطبات محمود جلد ۳۹۔ ص ۲۶۳۔ خطبہ ۲۱/ نومبر ۱۹۵۸ء)

## خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی امکان نہیں

"تیسری بات اس آیت (سورہ نور ۵۶۔ ناقل) سے یہ نکلتی ہے کہ یہ وعدہ اُمت سے اس وقت تک کے لیے ہے جب تک کہ اُمت مومن اور عمل صالح

کرنے والی رہے۔ جب وہ مومن اور عمل صالح کرنے والی نہیں رہے گی تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے اس وعدہ کو واپس لے لیگا۔۔۔ خلافت اس وقت آتی ہے جب قوم میں اکثریت مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی ہوتی ہے۔۔۔ گویا نبوت تو ایمان اور عمل صالح کے مٹ جانے پر آتی ہے اور خلافت اس وقت آتی ہے جب قریباً تمام کے تمام لوگ ایمان اور عمل صالح پر قائم ہوتے ہیں۔۔۔۔ پس اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کا فقدان کسی خلیفہ کے نقص کی وجہ سے نہیں بلکہ جماعت کے نقص کی وجہ سے ہوتا ہے اور خلافت کا مٹنا **خلیفہ کے گنہگار ہونے کی دلیل نہیں** بلکہ اُمت کے گنہگار ہونے کی دلیل ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا صریح وعدہ ہے کہ وہ اس وقت تک خلیفہ بناتا چلا جائے گا جب تک جماعت میں مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی اکثریت رہے گی۔ جب اس میں فرق پڑ جائیگا اور اکثریت مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی نہیں رہے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا، اب چونکہ تم خود بد عمل ہوگئے ہو اس لیے اپنی نعمت تم سے چھین لیتا ہوں۔۔۔۔ پس خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی امکان نہیں۔ ہاں اس بات کا ہر وقت امکان ہو سکتا ہے کہ جماعت کی اکثریت ایمان اور عمل صالح سے محروم نہ ہو جائے۔"

(تفسیر کبیر۔ جلد ۶۔ سورہ النور آیت ۵۶۔ صفحہ ۳۷۴ تا ۳۷۵)

## خلافت راشدہ کے تیس سال بعد محمد ﷺ کی جماعت خراب ہو گئی

”امام حسنؓ کے زمانہ میں عام مسلمان کامل مومن نہیں رہے تھے۔“

(خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ ۳)

(انوار العلوم جلد ۲۶۔ ص ۲۸۔ خلافت حقہ اسلامیہ اور نظام آسمانی کی مخالفت۔ خطاب؛ ۲۷/ دسمبر ۱۹۵۶ء)

## دین کے امور میں انبیاء سے اختلاف جائز نہیں۔ لیکن خلفاء سے اختلاف جائز ہے

”یہ ٹھیک ہے کہ خلفاء اور مُجدّدِین بھی اچھی باتیں بتاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ، نبیوں، ملائکہ اور کتب کی باتوں اور انکی باتوں میں ایک فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ ایمانیات میں وہ داخل ہیں جن کی کسی چھوٹی سے چھوٹی بات سے اختلاف کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔۔۔ مگر خلیفہ سے تفصیلات میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ مثلاً خلیفہ ایک آیت کے جو معنی سمجھتا ہے وہ دوسرے شخص کی **سمجھ میں نہ آئیں** اور وہ انکو نہ مانے تو اس کے لئے جائز ہے۔ مگر رسول کریم ﷺ کے متعلق جو کہے کہ فلاں آیت کے آپ نے جو معنی کئے ہیں میں انکو نہیں مانتا تو کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ کے فرمودہ میں سے ایک شوشہ بھی ردّ کرنا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ گو خلفاء کے احکام ماننا ضروری ہوتے ہیں لیکن انکی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ خلیفہ کسی امر کے متعلق جو رائے دے اس سے کسی کو اتفاق نہ ہو۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے ان

لوگوں کے متعلق جنہوں نے زکواۃ دینے سے انکار کر دیا تھا یہ کہا تھا کہ انکو غلام بنالینا جائز ہے کیونکہ وہ مرتد اور کافر ہیں۔ مگر اسکے متعلق حضرت عمرؓ اخیر تک کہتے رہے کہ مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ لیکن اگر رسول کریم ﷺ یہ فرماتے تو اس سے اختلاف کرنا انکے لئے جائز نہ تھا۔ انبیاء سے چونکہ اصول کا تعلق ہوتا ہے اس لئے ان سے اختلاف کرنا ہرگز جائز نہیں ہوتا۔ ہاں تفصیلات میں (یعنی خلیفہ کسی آیت یا حدیث کی کوئی تفسیر، تشریح کرے۔ ناقل) خلفاء سے اختلاف ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اب بھی کسی علمی مسئلہ میں اختلاف ہو جاتا ہے اور پہلے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بعض خلفاء کو دوسروں کی بات ماننی پڑی ہے اور بعض دفعہ خلفاء کی بات دوسروں کو ماننی پڑی ہے۔ چنانچہ حضرت عمر اور صحابہ میں یہ مسئلہ اختلاف رہا کہ جنبی خروجِ ماء سے ہوتا ہے یا محض صحبت سے۔ غرض خلفاء سے اس قسم کی (دینی باتوں میں۔ ناقل) اختلاف ہوسکتا ہے لیکن انبیاء سے نہیں کیا جاسکتا۔ رسول کریم ﷺ سے اگر کوئی التحّیات میں انگلی اٹھانے کے متعلق اختلاف کرے گا تو بھی کافر ہو جائے گا **لیکن مُجدّدِین اور خلفاء ایسے نہیں ہوتے کہ مسائل میں بھی اگر ان سے اختلاف ہو جائے تو انسان کافر ہو جائے۔** مگر انبیاء کی چھوٹی سے چھوٹی بات سے اختلاف کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے، انکی کوئی بات سمجھ میں آئے یا نہ آئے یہی کہنا فرض ہے کہ جو نبی کہتا ہے وہی سچ ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۵۔ ص ۵۲۲۔ ملائکۃ اللہ۔ خطاب جلسہ سالانہ ۲۹،۲۸ دسمبر ۱۹۲۰ء)

## خلیفہ سے اختلاف ہو تو اختلاف کو خلیفہ کے ذریعہ دُور کراؤ

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ خلیفہ سے چونکہ اختلاف جائز ہے اس لئے ہمیں ان سے فلاں فلاں بات میں اختلاف ہے۔ میں نے ہی پہلے اس بات کو پیش کیا تھا اور میں اب بھی پیش کرتا ہوں کہ خلیفہ سے اختلاف جائز ہے **مگر ہر بات کا ایک مفہوم ہوتا ہے** اس سے بڑھنا دانائی اور عقلمندی کی علامت نہیں ہے۔۔۔ **اختلاف کی کوئی حد بندی ہونی چاہیے۔** ایک شخص جو خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے اسے سمجھنا چاہیے کہ خلفاء خدا مقرر کرتا ہے اور خلیفہ کا کام دن رات لوگوں کی راہنمائی اور دینی مسائل میں غور و فکر ہوتا ہے۔ اسکی رائے کا دینی مسائل میں احترام ضروری ہے۔ اور اسکی رائے سے اختلاف اسی وقت جائز ہو سکتا ہے جب اختلاف کرنے والے کو ایک اور ایک دو کی طرح یقین ہو جائے کہ جو بات وہ کہتا ہے وہی درست ہے پھر یہ بھی شرط ہے کہ پہلے وہ اس اختلاف کو خلیفہ کے سامنے پیش کرے اور بتائے کہ فلاں بات کے متعلق مجھے یہ شبہ ہے اور خلیفہ سے وہ شبہ دور کرائے۔۔۔ پس اختلاف کرنے والے کا فرض ہے کہ جس بات میں اسے اختلاف ہو اُسے خلیفہ کے سامنے پیش کرے نہ کہ خود ہی اسکی اشاعت شروع کردے ورنہ اگر یہ بات جائز قرار دی جائے کہ جو بات کسی کے دل میں آئے وہی بیان کرنی شروع کر دے تو پھر اسلام کا کچھ بھی باقی نہ رہے۔۔۔ اگر کوئی شخص اس طرح نہیں کرتا اور اختلاف کو اپنے دل میں

جگہ دے کر عام لوگوں میں پھیلاتا ہے تو وہ بغاوت کرتا ہے۔ اسے اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔"

(انوار العلوم جلد۹۔ ص۱۶۲ تا۱۶۳۔ منہاج الطالبین۔ فرمودہ ۲۷/ دسمبر ۱۹۲۵ء)

## خلیفہ سے اختلاف جائز ہے

"مسائل فقہیہ میں سوائے نبی کے ہر ایک شخص سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ سب اپنے اپنے وقت میں صحابہ بعض باتوں میں اختلاف رکھتے تھے۔ ہمیں کئی مسائل میں حضرت خلیفہ اول سے اختلاف تھا مثلاً حضرت خلیفہ اول کا یہ اعتقاد تھا کہ نبی قتل نہیں ہو سکتا، مگر ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ نبی قتل ہو سکتا ہے اور خود مسیح موعود نے بھی لکھا ہے کہ حضرت یحیٰ قتل کئے گئے۔۔ پس اصولی بات میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ یہ نبی ہی ہوتا ہے جو کہتا ہے یہ بات یوں ہے پھر خواہ وہ سمجھ میں نہ آئے ماننی پڑتی ہے۔"

(الفضل ۵/ فروری ۱۹۲۴ء۔ خلیفۃ المسیح ثانی کی ڈائری ۲۷/ جنوری ۱۹۲۴ء)

تبصرہ:۔ تو جب مرزا محمود کو خلیفہ اول سے اختلاف ہو سکتا ہے تو لاہوری جماعت کو کیوں خلیفہ اول سے اختلاف نہیں ہو سکتا؟ اور کیوں لاہوریوں کو خلیفہ کے اصولوں اور اسکے نظریات سے اختلاف نہیں ہو سکتا؟ اور پھر جب خلیفہ سے علمی اختلاف ہو سکتا ہے تو انتخابِ خلافت کمیٹی کے انتخاب سے کیوں اختلاف نہیں ہو سکتا جبکہ کمیٹی کا مقام و

مرتبہ خلیفہ سے کم ہوتا ہے۔

## خلیفہ کو ذاتی معاملات میں حکم دینے کا اختیار نہیں

”رسول کو بھی اور خلیفہ کو بھی اور اولی الامر کو بھی یہ قطعاً حق حاصل نہیں کہ وہ ذاتی معاملات میں لوگوں پر رعب جتائیں۔ مثلاً مجھے یہ حق حاصل نہیں کہ میں جماعت کے کسی آدمی سے یہ کہوں کہ میں چونکہ خلیفہ ہوں اسلئے تم میری نوکری کرو اور جو تنخواہ میں دوں وہ قبول کرو۔ یہ خلافت کا کام نہیں بلکہ ایک دُنیوی کام ہے اور دوسرے شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اگر چاہے تو انکار کر دے۔ چاہے یہی کہے کہ میں نوکر نہیں ہونا چاہتا اور چاہے یہ کہے کہ جو تنخواہ آپ دیتے ہیں وہ مجھے منظور نہیں۔ اُسے کوئی گناہ نہیں ہوگا، کیونکہ شریعت نے ان معاملات میں اسے آزادی بخشی ہے۔۔۔ جہاں ایسے کاموں کا سوال آجائے جو نظام جماعت سے تعلق نہیں رکھتے وہاں اگر بعض لوگ انکے کرنے سے انکار کر دیں تو یہ انکا حق سمجھا جائے گا۔“

(خطبات محمود۔ جلد ۲۱۔ ص ۳۳۲ تا ۳۳۳۔ فرمودہ ۱۳ر ستمبر ۱۹۴۰ء)

## خلافت احمدیہ کا منکر ہماری جماعت میں شامل نہیں رہ سکتا

”میں صاف الفاظ میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اِس مسئلہ (خلافت۔ ناقل) میں اختلاف رکھنے والے کسی شخص سے ہمارا اتحاد نہیں ہو سکتا خواہ وہ ہمارا بھائی ہو یا بیٹا یا کوئی اور قریبی رشتہ دار۔ اگر جماعت کا کوئی فرد اِس میں اختلاف کرتا ہو تو

**اُسے دیانتداری کیساتھ علیحدہ ہو جانا چاہیے اور اپنے لئے الگ نظام قائم کرلینا چاہیے**۔ اِس وجہ سے ہم اُسے بُرا نہ سمجھیں گے۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم میں رہتے ہوئے خلافت تسلیم کرتے ہوئے پھر اس سے اختلاف کرے۔۔۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اُس نے کسی غلط فہمی کی وجہ سے خلافت کو تسلیم کیا اور خلیفہ کی بیعت کی تھی تو ہماری طرف سے آزاد ہے۔ وہ جس وقت چاہے الگ ہو سکتا ہے اُس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں، نہ ہم اُسے بُرا سمجھیں گے۔ غیر مبائعین (یعنی لاہوری جماعت۔ناقل) کو ہم اِس لئے بُرا نہیں سمجھتے کہ وہ خلافت سے الگ ہو گئے بلکہ اِس لئے بُرا قرار دیتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود کی ہتک کرتے ہیں۔ ورنہ میں تو اُنہیں بھی اپنا بھائی سمجھتا۔"

(خطابات شوریٰ جلد ا۔ ص ۴۰۰۔ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء)

تبصرہ:۔ یعنی مرزا صاحب کو مدعی نبوت نہ ماننا یہ گویا ہتک ہے۔ حالانکہ لاہوری لوگ مرزا محمود کی ہتک کرتے تھے۔ چنانچہ مرزا محمود خود تسلیم کرتا ہے؛

"[عدالت کا سوال:] کیا آپ سمجھتے ہیں کہ لاہوری جماعت کے لوگوں کو آپ سے اصولی اختلاف یہی ہے کہ آپ مرزا صاحب کو نبی سمجھتے ہیں۔

[مرزا محمود کا جواب:] میرے نزدیک یہ درست نہیں۔ میرے نزدیک **مجھ سے ذاتی عداوت**، اختلاف کی اصل ذمہ وار ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۱۳۔ ص ۳۸۸۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں حضور کا بیان۔ مارچ ۱۹۳۵ء)

یعنی اختلاف کی اصل وجہ مرزا صاحب کو نبی ماننا یا نہ ماننا نہیں بلکہ اختلاف کی اصل وجہ مرزا محمودؔ کی ہتک اور عداوت ہے۔

## خلافت احمدیہ غلامی نہیں کرواتی

"دیکھنے والوں کو تو یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہو گی کہ کئی لاکھ کی جماعت پر حکومت مل گئی مگر خدارا غور کرو کیا تمہاری آزادی میں پہلے کی نسبت کچھ فرق پڑ گیا ہے؟ **کیا کوئی تم سے غلامی کرواتا ہے؟** کیا تم میں اور اُن میں جنہوں نے خلافت سے رُوگردانی کی ہے کوئی فرق ہے؟ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر اُن (لاہوریوں۔ناقل) کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔ لیکن انکے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔"

(انوار العلوم۔جلد ۲۔ص ۱۵۸۔برکات خلافت۔)(تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء)

## خلافت دِینی اصطلاح نہیں بلکہ دُنیاوی حکمران بھی خلیفہ ہے

"دُوسری خلافت جو قرآن کریم سے ثابت ہے وہ خلافت ملوکیت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم

سے کہا کہ وَاذۡکُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَکُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوۡحٍ ۔۔۔(الاعراف آیت ٦٩)یعنی اس وقت کو یاد کرو جبکہ قوم نوح کے بعد خدا نے تمہیں خلیفہ بنایا۔۔۔۔پس تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔اسی طرح حضرت صالح کی زبانی فرماتا ہے وَاذۡکُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَکُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ عَادٍ۔۔۔(الاعراف آیت ۷۴)یعنی اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم کو خدا تعالیٰ نے عاد اولیٰ کی تباہی کے بعد اُنکا جانشین بنایا اور حکومت تمہارے ہاتھ میں آگئی۔**اِن آیات میں خلفاء کا جو لفظ آیا ہے اس سے مراد صرف دنیوی بادشاہ ہیں** اور نعمت سے مراد بھی نعمت حکومت ہی ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نصیحت کی ہے کہ تم زمین میں عدل وانصاف کو مدنظر رکھ کر تمام کام کرو،**ورنہ ہم تمہیں سزادیں گے۔**"

(تفسیر کبیر جلد٦۔صفحہ۳۷۱تا۳۷۲۔تفسیر سورہ النور آیت ۵٦)

تبصرہ:۔گویا قرآن کے مطابق لفظ "خلیفہ" محض دینی حکمران کے لئے ہی استعمال نہیں ہوا،بلکہ دنیاوی بادشاہ کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔اس اعتبار سے یہ لفظ محض دین کی اصطلاح نہیں۔کیونکہ دِین کی اصطلاح یہ تب ہوتی جب یہ صرف دینی منصب کے واسطے استعمال ہوتی۔

## معاویہ اور یزید۔دنیاوی بادشاہ تھے۔خلیفہ نہیں تھے

"معاویہؓ ایک دنیوی بادشاہ تھے اس لئے یزید کو بھی ہم ایک دنیوی بادشاہ مان

سکتے ہیں مگر خلیفہ تو نہ معاویہؓ تھے اور نہ یزید۔"

(انوار العلوم۔ جلد ۱۵۔ صفحہ ۱۱۴۔ خلافت راشدہ)

تبصرہ:۔ حالانکہ جب بمطابق مرزا محمود، دُنیاوی بادشاہ بھی خدا کے بنائے ہوئے خلیفے ہوتے ہیں تو اس حساب سے معاویہ اور یزید بھی خدا کے بنائے ہوئے خلیفے ہوئے۔

## خدام کا عہد اور خلافت سے وفاداری کرنے کی تلقین

"حضرت مسیح ناصری سے آپکا مسیح بہت بڑا تھا مگر عیسائیوں میں اب تک پوپ جو پطرس کا خلیفہ کہلاتا ہے چلا آرہا ہے اور یورپ کی حکومتیں بھی اس سے ڈرتی ہیں۔۔۔اگر عیسائیوں نے اپنی مردہ خلافت کو اب تک جاری رکھا ہوا ہے تو آپ لوگ اپنی زندہ خلافت کو کیوں قیامت تک جاری نہیں رکھ سکتے۔بے شک رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ لا تقوم الساعۃ الا علیٰ اشرار الناس۔ یعنی قیامت ایسے لوگوں پر ہی آئے گی جو اشرار ہوں گے اخیار نہیں ہوں گے۔ مگر آپ لوگوں کی ترقی چونکہ خدائی پیشگوئیوں کے ماتحت ہے اور رسول کریم ﷺ کی امت کو خدا تعالیٰ نے خیر الامم قرار دیا ہے **اس لئے اگر آپ قیامت تک بھی چلے جائیں گے تو خدا تعالیٰ آپ کو نیک ہی رکھے گا** اور اخیار میں ہی شامل فرمائے گا۔ مگر ضروری ہے کہ اس کے لئے دعائیں کی جائیں کہ خدا تعالیٰ ہماری جماعت میں ہمیشہ صالح لوگ پیدا کرتا رہے اور کبھی وہ زمانہ نہ آئے کہ ہماری جماعت صالحین سے خالی ہو۔ یا صالحین کی ہماری جماعت میں قلت ہو۔

بلکہ ہمیشہ ہماری جماعت میں صالحین کی اکثریت ہو جن کی دعائیں کثرت کیساتھ قبول ہوتی ہوں اور جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا وجود اس دنیا میں بھی ظاہر ہو۔ میں اس وقت تمام خدام سے تبلیغ اسلام کے متعلق ایک عہد لینا چاہتا ہوں۔ تمام خدام کھڑے ہو جائیں اور اس عہد کو دہرائیں۔(آگے خدام کا عہد ہے جس کے چند الفاظ یہ ہے)

اشھد ان الا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریك لہ و اشھد انا محمدًا عبدہ ورسولہ۔ ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے۔۔۔ ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔ ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم **نظام خلافت کی حفاظت اور اسکے استحکام کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اسکی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے** اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ یہ عہد ہے جو اس وقت آپ لوگوں نے کیا ہے **متواتر چار صدیوں بلکہ چار**

**ہزار سال تک جماعت کے نوجوانوں سے لیتے چلے جائیں۔** اور جب تمہاری نئ نسل تیار ہو جائے تو پھر اسے کہیں کہ وہ اس عہد کو اپنے سامنے رکھے اور ہمیشہ اسے دہراتی چلی جائے۔ اور پھر وہ نسل یہ عہد اپنی تیسری نسل کے سپرد کر دے۔ اور اس طرح ہر نسل اپنی اگلی نسل کو اسکی تاکید کرتی چلی جائے۔"

(انوار العلوم جلد ۲۶۔ ص ۴۷۱ تا ۴۷۲۔ فرمودہ ۲۳ اور ۲۴ / اکتوبر ۱۹۵۹ء)

(خطاب جلسہ سالانہ خدام الاحمدیہ۔ صفحہ ۵ تا ۶۔ فرمودہ ۲۳ اور ۲۴ / اکتوبر ۱۹۵۹ء۔ انوار العلوم جلد ۲۶)

## خلیفہ کا انتخاب

### تعارف

اسلام میں خلیفہ کا انتخاب اہلیت کے معیار پر ہوتا ہے۔ خلیفہ کی اہلیت میں دو امور ہیں۔ ایک تقویٰ۔ دوسرا اسکا دینی علم۔ تقویٰ تو نظر نہیں آتا لیکن جو چیز نظر آتی ہے وہ متقی انسان کا اخلاق اور کردار ہے۔ ایک بد فطرت، بد تہذیب، بد اخلاق، بد دیانت شخص کو کوئی متقی نہیں مان سکتا۔ اسی طرح علم دین نظر آنے والی چیز ہے۔ جو شخص عالم دین ہوگا وہ بخیلی سے اپنے علم کو چھپا کر نہیں رکھے گا بلکہ دنیا والوں کو اپنے دینی علم سے فائدہ پہنچائے گا۔ لہٰذا کسی شخص کی اہلیت کو پرکھنے میں یہی دو امور فیصلہ کرتے ہیں۔ شریعت کے احکامات کا تعلق ظاہر سے ہے اور باطن کا علم خدا کو ہے۔ لہٰذا مسلمان لوگ ظاہری خوبیاں اور صفات دیکھ کر ہی اہلیت کا فیصلہ کرتے ہیں اور اپنے میں سے اھل شخص کو خلیفہ منتخب کرتے ہیں۔

## خلیفہ کے انتخاب میں اہلیت مدنظر رکھنے کا حکم

مرزا بشیر احمد ایم اے صاحب لکھتے ہیں؛

"قرآن شریف خاص خلافت و امارت کے سوال میں بھی قومی یا خاندانی حق کے خیال کو رد کرتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے؛ اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُكُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهۡلِهَا ۙ (النساء:۵۸) یعنی خدا تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ حکومت کی باگ ڈور صرف اھل لوگوں کے سپرد کیا کرو خواہ وہ کوئی ہوں اور جو لوگ امیر منتخب ہوں انہیں چاہیے کہ اپنی حکومت کو عدل و انصاف کے ساتھ چلائیں۔ **اس آیت میں خلیفہ یا امیر کے لئے صرف یہ شرط رکھی گئی ہے کہ وہ حکومت کا اھل ہو** اور اس کے علاوہ کوئی اور شرط نہیں لگائی گئی جو اس بات کی یقینی دلیل ہے کہ **اسلام میں خلیفہ یا امیر کے لئے اہلیت کے سوا کوئی شرط نہیں ہے۔**"

(سیرت خاتم النبیین۔ مرزا بشیر احمد ایم اے، صفحہ ٦۴۵)

## اہل خلیفہ منتخب کرنے کا حکم

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛ اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُكُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهۡلِهَا ۙ (النساء: ۵۸) ترجمہ: یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں انکے حقداروں کے سپرد کیا کرو۔ یہاں امانت کا لفظ ہے، لیکن آیت میں ذکر چونکہ حکومت کا ہے اسلئے امانت سے مراد امانت حکومت ہے۔ آگے طریق انتخاب کو مسلمانوں پر چھوڑ

دیا۔ چونکہ خلافت اُس وقت سیاسی تھی مگر اسکے ساتھ مذہبی بھی۔ اسلئے دین کے قائم ہونے تک اس وقت کے لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انتخاب صحابہ کریں کہ وہ دین اور دیندار کو بہتر سمجھتے تھے۔ **ورنہ ہر زمانہ کے لئے طریق انتخاب الگ ہو سکتا ہے۔** اگر خلافت، صحابہ کے بعد چلتی تو اس پر بھی غور ہو جاتا کہ صحابہ کے بعد انتخاب کس طرح ہوا کرے۔ بہر حال خلافت انتخابی ہے اور **انتخاب کے طریق کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے۔**"

(خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ۔ جلد دوم۔ ص ۲۷۴۔ ناشر، فضل عمر فاؤنڈیشن)
(الفرقان۔ مئی ۱۹۶۷ء۔ ص ۶) (تحریر فرمودہ مئی ۱۹۵۲ء) (ماھنامہ الفرقان۔ ص ۲۔ جولائی ۱۹۵۸ء)

## خلیفہ کے انتخاب میں اہلیت کا تعین انسان کرتے ہیں

"حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے امام حسن کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کیا۔ انکی نیت نیک تھی کیونکہ اور کوئی ایسا انسان نہ تھا جسے خلیفہ بنایا جاسکتا اور جو خلافت کا اہل ہوتا۔"

(انوار العلوم جلد ۲۔ ص ۱۷۰۔ برکات خلافت)
(تقریر جلسہ سالانہ ۲۷/ دسمبر ۱۹۱۴ء) (برکات خلافت۔ ص ۱۸)

## انتخاب خلافت میں اپنی اپنی رائے پیش کرنا صحابہ سے ثابت

حضرت ابو بکر صدیق کے انتخاب کے موقع پر صحابہ کا اختلاف رائے کے باوجود تقریریں کرنا ثابت، اپنا اپنا اختلافی مؤقف و نظریہ پیش کرنا ثابت۔ دیکھو؛

(انوار العلوم۔ جلد ۱۵۔ خلافت راشدہ؛ ص ۴۰ تا ۴۲۔ تقریر فرمودہ ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء۔ جلسہ سالانہ قادیان)

## خلافت کا انتخاب الہامی نہیں ہے

”اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے (یعنی خلافت کو۔ناقل) الہامی طور پر بھی قائم کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس نے یہ کہا کہ اگر تم خلافت کو قائم رکھنا چاہو گے تو میں بھی اسے قائم رکھونگا۔ گویا اس نے تمہارے منہ سے کہلوانا ہے کہ تم خلافت چاہتے ہو یا نہیں چاہتے۔ اب اگر تم اپنا منہ بند کر لو یا **خلافت کے انتخاب میں اہلیت مد نظر نہ رکھو** مثلاً تم ایسے شخص کو خلافت کے لئے منتخب کر لو **جو خلافت کے قابل نہیں** تو تم یقیناً اس نعمت کو کھو بیٹھو گے۔“

(انوار العلوم جلد ۲۳۔ صفحہ ۵۵۵ تا ۵۵٦۔ مسئلہ خلافت۔ فرمودہ ۲۵ / اکتوبر ۱۹۵۳ء) (مشعل راہ۔ جلد ا۔ ص ٦٦۴)

تبصرہ:۔ کھو بیٹھنے سے مراد یہ نہیں کہ خلافت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اھل خلیفہ خدا کی نعمت ہے جبکہ نا اھل خلیفہ خدا کی نعمت نہیں بلکہ اسکی حیثیت یزید یا پوپ کی طرح ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کے بعد جب اہلیت کو مد نظر نہ رکھا گیا تو مسلمانوں نے خلافت کی نعمت کو کھو بیٹھا اور خلافت صرف برائے نام رہ گئی، اصلیت میں ملوکیت اور موروثی حکومت آ گئی۔

## خلیفہ کے انتخاب میں خرابی ممکن ہے

”خلیفہ سے جماعت کو جو تعلق ہے وہ جماعت ہی کی بہتری اور بھلائی کا موجب ہے اور جو بھی خلیفہ ہو اُس سے تعلق ضروری ہے۔ پس اسلام اور احمدیت کی امانت کی حفاظت سب سے مقدم ہے اور جماعت کو تیار رہنا چاہیے کہ جب کبھی

بھی خلفاء کی وفات ہو اُس وقت جو اسلام کی بہترین خدمت وہ کر سکتی ہے وہ یہی ہے کہ صحیح ترین انسان کو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنے اور اُس سے الہام پانے کے بعد جماعت کی راہنمائی کے لئے منتخب کیا جائے اور ساری جماعت اِس پر متفق ہو جائے۔ انتخاب خلافت سے بڑی آزمائش مسلمانوں کے لئے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ یہ ایسی ہی ہے جیسے باریک دھار پر چلنا جس سے ذرا قدم لڑکھڑانے سے انسان دوزخ میں جا گرتا ہے۔ اور ذرا سی احتیاط سے جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ پھر یہ ذمہ داری اس لئے بھی نہایت نازک ہے کہ اس کے متعلق **خدا تعالیٰ کا الہام قلوب میں نازل ہوتا ہے۔ الفاظ میں نازل نہیں ہوتا۔** الفاظ میں جو الہام ہو اُسے آسانی کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے لیکن قلوب میں نازل ہونے والے الہام کے متعلق ہو سکتا ہے کہ جو کچھ خیال کیا جائے وہ اصل الہام نہ ہو۔۔۔۔۔پس ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جسے خلافت کے لئے منتخب کیا جائے اُس کا انتخاب صحیح الہام کے ماتحت نہ ہو بلکہ اپنی **نفسی حالت**[۱۲] کے ماتحت ہو اور **وہ جماعت کو غلط راستہ پر لے جائے۔**"

(خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ۔ جلد دوم۔ ص۱۹۔
ناشر، فضل عمر فاؤنڈیشن۔ فرمودہ ۲۷/ دسمبر ۱۹۳۰ء۔ بر موقع جلسہ سالانہ)

---

۱۲۔ نفسی حالت سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ انسان کے دل میں خیالات ہوتے ہیں انہی کو وہ الہام سمجھ بیٹھتا ہے۔ناقل

## نااھل خلیفہ کی حیثیت عیسائیوں کے پوپ جیسی

”خلافت کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک حصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اسکو خلیفہ بناتا ہے اور ایک یہ ہے کہ بندے اسکا انتخاب کرتے ہیں۔ جہاں تک بندوں کے انتخاب کا سوال ہے وہ ہو جائے گا۔ لیکن جو حصہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر بندے خلیفہ چننے کے لئے **ان قوانین کی پابندی کریں گے جو خدا تعالیٰ نے مقرر کیے ہیں** تو خلافت کامیاب ہو گی۔ لیکن اگر نہیں کریں گے تو اگرچہ وہ خلیفہ تو بنالیں گے لیکن کامیاب نہیں ہونگے۔ **یا پھر اس خلافت کی حیثیت عیسائیوں کے پوپ کی طرح ہو جائے گی** جس سے قوم کوئی حقیقی فائدہ نہیں اٹھا سکے گی۔“

(انوار العلوم جلد ۱۸۔ صفحہ ۲۴۶۔ تقریر جلسہ سالانہ ۲۷/دسمبر ۱۹۴۵ء۔ نبوت اور خلافت اپنے وقت پر ظہور پذیر ہو جاتی ہے)

تبصرہ:۔ اور ظاہر ہے کہ جب خلافت کی حیثیت عیسائیوں کے پوپ جیسی ہو گی تو تب بھی وہ ترقی ہی کریگی جس طرح پاپائیت کے نظام نے دو ہزار سالہ تاریخ میں ترقیات حاصل کی ہیں۔

## خلیفہ کا انتخاب الہام سے ہوتا ہے

”خلیفہ سے جماعت کو جو تعلق ہے وہ جماعت ہی کی بہتری اور بھلائی کیلئے ہے اور جو بھی خلیفہ ہو اُس سے تعلق ضروری ہے۔ یاد رکھو! اسلام اور احمدیت کی

امانت کی حفاظت سب سے مقدم ہے اور جماعت کو تیار رہنا چاہیے کہ جب کبھی بھی خلفاء کی وفات ہو، جماعت اس شخص پر جو سب سے بہترین خدمت دین کر سکے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے اور اُس سے **الہام پانے کے بعد متفق ہو جائے گی**۔ انتخاب خلافت سے بڑی آزمائش مسلمانوں کے لئے اور کوئی نہیں۔ یہ ایسی ہے جیسے باریک دھار پر چلنا۔ ذرا قدم لڑکھڑانے سے انسان دوزخ میں جا گرتا ہے۔ غرض انتخاب خلافت سب سے بڑھ کر ذمہ داری ہے۔ جماعت کو اس بارے میں اپنی ذمہ داری پہچاننی چاہیے۔"

(انوار العلوم جلد ۱۱۔ ص ۵۴۳ تا ۵۴۴۔
بعض اہم اور ضروری امور۔ فرمودہ ۲۷/ دسمبر ۱۹۳۰ء۔ بر موقع جلسہ سالانہ)

## خلیفہ کا انتخاب الہام کے ذریعہ

"مقرر اصل میں اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے، چنانچہ فرماتا ہے لیستخلفنھم کہ وہ خود انکو خلیفہ بنائے گا۔ پس گو خلفاء کا انتخاب مومنوں کے ذریعہ ہوتا ہے لیکن **اللہ تعالیٰ کا الہام لوگوں کے دلوں کو اصل حقدار کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔** اور اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ ایسے خلفاء میں مَیں فلاں فلاں خاصیتیں پیدا کر دیتا ہوں اور یہ خلفاء ایک انعام الٰہی ہوتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد ٦۔ تفسیر سورہ النور آیت ٥٦۔ صفحہ ۳۹۱)
(انوار العلوم۔ جلد ۱۵۔ خلافت راشدہ؛ ص ۱۳۲۔ تقریر فرمودہ ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء۔ جلسہ سالانہ قادیان)

## بہترین (یعنی اھل ترین) شخص کو خلیفہ منتخب کرو

’’انتخاب کے مسئلہ پر خاص طور پر زور دیا ہے اور بتادیا ہے کہ وہی شخص خلیفہ ہو سکتا ہے جسکی خلافت میں مومنوں کا ہاتھ ہو۔ بے شک یہ ایک الٰہی انعام ہے مگر یہ انعام ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ پہلے اپنے مومن بندوں کو دیتا ہے اور پھر انکو نصیحت کرتا ہے کہ اپنے میں سے قابل ترین انسان کو منتخب کر کے اسے دے دو۔ پس وہ مومنوں کے ذریعہ سے خلافت کا انتخاب کراتا ہے تاکہ خلافت ورثہ کے طور پر نہ چل پڑے۔ اور **ہمیشہ اس غرض کے لئے قوم بہترین لوگوں کو منتخب کیا کرے۔**‘‘

(انوار العلوم۔ جلد ۱۵۔ خلافت راشدہ؛ ص ۱۱۳۔ تقریر فرمودہ ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء۔ جلسہ سالانہ قادیان)

## اِسلامی عقل یہ کہتی ہے کہ علماء میں سے خلیفہ منتخب کرو

’’میں وہ شخص ہوں جو ظاہری تعلیم کے لحاظ سے کورا ہوں۔ یوں تو میں نے انٹرنس کا امتحان بھی دیا مگر یہ یاد نہیں کہ کوئی امتحان پاس بھی کیا ہو۔ پھر دینی تعلیم بھی میں نے کسی مدرسہ میں نہیں پائی اور ایسے شخص کا انتخاب بطور خلیفہ عقل کے خلاف بات ہے۔ **اگر عقل سے کام لیا جاتا تو مولوی محمد علی صاحب اور مولوی محمد احسن (امروہی) صاحب وغیرہ میں سے کوئی خلیفہ ہونا چاہیے تھا** (کیونکہ وہ علماء دین تھے اور اسلام کے مطابق علماء میں سے خلیفہ منتخب ہونا چاہیے۔ ناقل)۔ چنانچہ میرے اپنے ایک برادرِ نسبتی اور بچپن کے دوست نے

مجھے سنایا کہ میں یہ ارادہ کر کے آیا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب یا مولوی محمد احسن صاحب کی بیعت کروں گا۔"

(انوار العلوم جلد ۱۷۔ ص ۲۵۳۔ اہالیان لدھیانہ سے خطاب۔ فرمودہ ۲۳/ مارچ ۱۹۴۴ء)

## خلفاء راشدین کا انتخاب الہام سے نہیں ہوا تھا

"میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلیفہ ہوں۔ اور انہی خلفاء سے ہوں جنھیں خدا مقرر کرتا ہے۔ باقی ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم اور حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کو **الہام کے ذریعہ مقرر نہ کیا گیا۔** تو اب مجھے کیوں الہام کے ذریعہ بتایا جاتا کہ میں خلیفہ ہوں۔ **ان میں سے ایک کے الہام کا بھی ثبوت نہیں دیا جاسکتا۔** اور اگر کہا جائے کہ انکو الہام ہوتا تھا تو میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کہہ سکتا ہوں کہ مجھے بھی الہام ہوتا ہے۔ اور **کثرت سے اللہ تعالیٰ مجھے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔**"

(فرمودہ: ۱۱/ جون ۱۹۱۴ء) (اخبار الفضل، ۱۴/ مارچ ۱۹۳۱ء۔ ص ۱۰) (سوانح فضل عمر۔ جلد ۴۔ ص ۵۰۶)

## خلیفہ کے انتخاب کے طریقہ کار میں وسعت ہے

"خلافت کے انتخاب کے متعلق بھی کئی طریق ثابت ہیں۔ ایک یہ کہ مرکزی جماعت کے موجودہ ممبر انتخاب کر لیں یا جماعت میں سے چند لوگ انتخاب کر لئے جائیں اور پھر وہ (خلیفہ کا۔ ناقل) انتخاب کریں۔ یا ایک خلیفہ دوسرے خلیفہ کو منتخب کر دے جیسے حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو کیا۔ تو یہ مختلف

طریق ہیں جو رسول کریم ﷺ کے خلفاء سے ثابت ہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ علیکم بسنتی و سنة خلفاء الراشدین المهدیین (یعنی تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔ناقل) اور قرآن کریم نے صحابہ کو نجوم قرار دیا ہے۔ اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اصحابي کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم۔ جو لوگ حقیقی طور پر صحابہ ہیں، منافق نہیں۔ وہ سب ستاروں کی طرح ہیں جس کی چاہو پیروی کرو، ہدایت ہی ملے گی۔ اور صحابہ سے یہ سارے طریق ثابت ہیں۔ **اس واسطے ہمارے لئے گنجائش ہے کہ زمانہ کے حالات کے لحاظ سے جو مناسب سمجھیں (طریق۔ناقل) اختیار کرلیں۔** مگر یہ ضروری ہے کہ پبلک کی مرضی کا خیال رکھا جائے اور اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے موجودہ طریق رکھا ہوا ہے۔"

(خطابات شوریٰ جلد دوم۔ص ۲۸۲۔خطاب؛ مجلس مشاورت ۱۹۳۸ء)

تبصرہ:۔بے شک جو مرضی طریق اختیار کرلو۔ قرآن کا حکم برقرار رہے گا کہ اپنے میں سے اہل شخص کو منتخب کرو۔ اور اہل وہی ہوتا ہے جو صرف نیک نہیں بلکہ علماء میں سے اعلیٰ درجہ کا عالم دین ہوتا ہے۔ جس کے عقائد صحیح ہوتے ہیں۔

## عیسائیوں کا طریقہ انتخاب نقل کرو

"پس میں نے یہ رستہ بتادیا ہے لیکن میں نے ایک کمیٹی بھی بنائی ہے جو عیسائی طریقہ انتخاب پر غور کرے گی کیونکہ قرآن شریف نے فرمایا ہے کہ وَعَدَ اللّٰہُ

الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جس طرح اس سے پہلوں کو خلیفہ بنایا تھا اسی طرح تم کو بنائے گا سو میں نے کہا **عیسائی جس طرح انتخاب کرتے ہیں اس کو بھی معلوم کرو۔** ہم نے اس کو دیکھا ہے گو پوری طرح تحقیق نہیں ہوئی وہ بہت سادہ طریق ہے۔ اس میں جو بڑے بڑے علماء ہیں انکی ایک چھوٹی سی تعداد پوپ کا انتخاب کرتی ہے اور باقی عیسائی دنیا اسے قبول کر لیتی ہے۔“

(انوار العلوم جلد ۲۶۔ ص ۳۳۔ خلافت حقہ اسلامیہ اور نظام آسمانی کی مخالفت اور اسکا پس منظر۔ خطاب: ۲۷ دسمبر ۱۹۵۶ء۔ جلسہ سالانہ ربوہ)

”جماعت احمدیہ کو ایک اشارہ جو اس آیت (یعنی سورہ النور آیت ۵۶۔ ناقل) میں کیا گیا ہے کبھی نہیں بھولنا چاہیے اور وہ اشارہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح ہم نے پہلوں کو خلیفہ بنایا اسی طرح تمہیں خلیفہ بنائیں گے یعنی خلافت کو ممتد کرنے کے لئے پہلوں کے طریق انتخاب کو مدنظر رکھو۔ اور پہلی قوموں میں سے یہودیوں کے علاوہ ایک عیسائی قوم بھی تھی جس میں خلافت بادشاہت کے ذریعہ سے نہیں آئی بلکہ ان کے اندر خالص دینی خلافت تھی۔ پس کما استخلف الذین من قبلھم میں **پہلوں کے طریق انتخاب کی طرف توجہ دلائی گئی ہے** اور حضرت مسیح موعود کا ایک الہام بھی اسکی تصدیق کرتا ہے۔ آپ کا الہام ہے **”کلیسیا کی طاقت کا نسخہ“** یعنی کلیسیا کی طاقت کی ایک خاص وجہ ہے اسکو یاد رکھو۔ گویا قرآن کریم نے کما استخلف الذین

من قبلھم کے الفاظ میں جس نسخہ کا ذکر کر دیا تھا، **الہام میں اسکی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ جس طرح وہ لوگ اپنا خلیفہ منتخب کرتے ہیں اسی طرح یا اسکے قریب قریب تم بھی اپنے لئے خلافت کے انتخاب کا طریقہ ایجاد کرو۔** چنانچہ اس طریق سے قریباً اُنیس سو سال سے عیسائیوں کی خلافت محفوظ چلی آتی ہے۔ عیسائیت کے خراب ہونے کی وجہ سے بے شک انہیں وہ نور حاصل نہیں ہوتا جو پہلے زمانوں میں حاصل ہوا کرتا تھا مگر جماعت احمدیہ اسلامی تعلیم کے مطابق **اس قانون کو** (یعنی عیسائیوں کے طریق انتخاب کو۔ناقل) ڈھال کر اپنی خلافت کو سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال تک کے لئے محفوظ کر سکتی ہے۔ چنانچہ اسی کے مطابق میں نے آئندہ انتخاب خلافت کے متعلق ایک قانون بنا دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہی اور اسکے قیام کے لئے صحیح جدوجہد کرتی رہی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلہ خلافت قائم رہے گا اور کوئی شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکے گا۔"

(تفسیر کبیر، جلد۶۔ سورہ النور آیت۵۶۔ صفحہ ۳۹۰)

تبصرہ:۔ عیسائیوں کا طریقہ نقل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جبکہ قرآن ہمارے پاس کامل شریعت موجود ہے۔ عیسائیوں میں اہلیت کا تصور نہیں۔ اُن میں محض دکھاوا ہے۔ وہ اپنے پوپ کو بڑا معتبر اور عظمت اور بلندی والا شخص ظاہر کرتے ہیں تا کہ پوری عیسائی

قوم پوپ کی شیدائی ہو جائے، پوپ پرست ہو جائے۔ پوپ کے ہاتھ چومنے کو سعادت سمجھے، پوپ سے دعائیں کرائے۔ اور بس ہر وقت پوپ پوپ کرتی رہے۔ وہ عیسائیوں سے پوپ کی پرستش کراتے ہیں۔ قرآن میں انہی عیسائیوں کی نسبت فرمایا ہے کہ اُنہوں نے اپنے علماء کو رب بنا رکھا ہے۔ رب بنانا یہی ہے کہ جو عظمت رب کو دینی چاہیے یہ اپنے پوپ کو وہ عظمت دیتے ہیں۔

پھر عیسائی لوگ بند کمرے میں اپنے پوپ کا انتخاب کرتے ہیں اور عیسائی دنیا سے چھپا کر رکھتے ہیں۔ عیسائی لوگ سمجھتے ہیں شاید بند کمرے میں خدا اُن سے باتیں کرتا ہے یا فرشتے نازل ہو کر پوپ منتخب کرتے ہیں۔ جبکہ بند کمرے میں عیسائی پادری خود ہی آپس میں صلاح مشورے کر کے اپنے مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے کسی ایک بندے کو منتخب کر لیتے ہیں۔ اور پھر بعد میں کمرے سے باہر نکل کر دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ خدا کا انتخاب ہے۔ یوں دُنیا کو اُلو اور بے وقوف بناتے ہیں اور دھوکا دیتے ہیں۔ جبکہ اسلام میں خلیفہ کا انتخاب بند کمرے میں نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام کے طریق سے ثابت نہیں اور نہ ہی اسلام کا کوئی اصول ہے۔

## آیت استخلاف (النور آیت ۵۶) میں امت محمدیہ سے صرف ’’خلافتِ نبوت‘‘ ملنے کا وعدہ ہے

[مرزا محمود کے مطابق آیت استخلاف سورہ النور آیت ۵۶ میں امت سے صرف

خلافتِ نبوت کے عطا کیے جانے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ نہ کہ انتخابی خلافت یا کوئی اور خلافت۔ حالانکہ خلافت راشدہ جو اسلام میں گذری ہے وہ خلافتِ نبوت نہ تھی اور ایسا ہی خلافتِ احمدیہ بھی خلافت نبوت نہیں ہے]

''پہلی خلافتوں کو دیکھا جاتا ہے تو وہ تین قسم کی نظر آتی ہیں۔۔۔۔(**پہلی قسم خلافت**)پس پہلی خلافتیں اول **خلافتِ نبوت** تھیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت تھی جن کو قرآن کریم نے خلیفہ قرار دیا ہے۔۔۔۔۔(**دوسری قسم خلافت**)دوسری خلافت جو قرآن کریم سے ثابت ہے وہ **خلافت ملوکیت** ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ وَاذكُرُوٓاْ إِذۡ جَعَلَكُمۡ خُلَفَاءَ مِنۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوحٍ۔۔۔(الاعراف آیت ۶۹)یعنی اس وقت کو یاد کرو جبکہ قوم نوح کے بعد خدا نے تمہیں خلیفہ بنایا۔۔۔۔ پس تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو تا کہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔اسی طرح حضرت صالح کی زبانی فرماتا ہے وَاذۡكُرُوٓاْ إِذۡ جَعَلَكُمۡ خُلَفَاءَ مِنۢ بَعۡدِ عَادٍ۔۔۔(الاعراف آیت ۷۴)یعنی اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم کو خدا تعالیٰ نے عاد اولیٰ کی تباہی کے بعد اُنکا جانشین بنایا اور حکومت تمہارے ہاتھ میں آگئی۔اِن آیات میں خلفاء کا جو لفظ آیا ہے اس سے مراد صرف دنیوی بادشاہ ہیں اور نعمت سے مراد بھی نعمت حکومت ہی ہے ۔اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نصیحت کی ہے کہ تم زمین میں عدل و انصاف کو مد نظر

رکھ کر تمام کام کرو، ورنہ ہم تمہیں سزا دیں گے۔۔۔۔۔۔(**تیسری قسم خلافت**)ان دو قسموں کی خلافتوں کے علاوہ (یعنی خلافتِ نبوت اور خلافتِ ملوکیت کے علاوہ۔ناقل)**نبی کے وہ جانشین** بھی خلیفہ کہلاتے ہیں جو اُس کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں یعنی اسکی شریعت پر قوم کو چلانے والے اور ان میں اتحاد قائم رکھنے والے ہوں خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی جیسا کہ۔۔۔حضرت ہارون علیہ السلام ۔۔یہ خلافت(یعنی ہارون علیہ السلام کی خلافت۔ناقل) خلافتِ نبوت نہ تھی۔ بلکہ **خلافتِ انتظامی** تھی۔اس قسم کی خلافت بعض دفعہ خلافتِ انتظامی کے علاوہ خلافتِ نبوت بھی ہوتی ہے یعنی ایک سابق نبی کی امت کی درستی اور اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ بعض دفعہ ایک اور نبی مبعوث فرماتا ہے(جس طرح احمدیت کے مطابق ، خدا نے مسیح موعود کو اُمت کی اصلاح کے لیے نبی مبعوث فرمایا۔ناقل)۔۔۔اِس قسم کے خلفاء بنی اسرائیل میں بہت گذرے ہیں۔۔۔لیکن اِن انبیاء کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی جن کو ربانی اور احبار کہنا چاہیے اس کام پر مقرر تھے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور مجددِین کا ایک لمبا سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اُن کے خلفاء کے طور پر ظاہر ہوتا رہا۔۔۔غرض یوشع سے لیکر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے معاً بعد انکے خلیفہ ہوئے حضرت مسیح ناصری تک سب انبیاء اور مجدّدِین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ اور انکی شریعت کو جاری کرنے

والے تھے۔ (گویا موسوی امت میں دو قسم کی خلافت جاری رہی۔ ایک خلافت نبوتِ۔اور دوسری خلافتِ انتظامی۔ناقل)۔۔۔۔ اس سلسلہ کی آخری کڑی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام تھے۔۔۔۔ غرض یوشع سے لیکر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے معاً بعد انکے خلیفہ ہوئے حضرت مسیح ناصری تک سب انبیاء اور مُجدّدِین، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ اور انکی شریعت کو جاری کرنے والے تھے۔"

(تفسیر کبیر جلد۶۔ صفحہ ۳۷۱تا۳۷۳۔ تفسیر سورہ النور آیت ۵۶)

تبصرہ:۔ مرزا محمود نے خلفاء کی کُل چار اقسام بیان کی ہیں؛

۱) نبی اور تابع نبی (خلافتِ نبوت)

۲) بادشاہ (خلافتِ ملوکیت)

۳) تابع نبی۔ جیسے ہارون علیہ السلام۔یوشع بن نون۔ (خلافتِ نتظامی)

۴) غیرِ نبی خلفاء۔ جیسے ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور مجدّدِین۔ (خلافتِ انتظامی)

مرزا محمود نے "خلافتِ انتظامی" میں دو قِسم کے خلفاء بیان کیے۔ ایک جو تابع نبی ہوتا ہے جیسے ہارون علیہ السلام (لیکن مرزا محمود نے ہارون علیہ السلام کی خلافت کو "خلافت نبوت" قرار نہیں دیا) اور یوشع بن نون۔ اور دوسرا؛ جو نبی نہیں ہوتا جیسے ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور امت کے مجددین۔

مرزا محمودؔ کی بیان کردہ خلافت کی اقسام سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ **"خلافتِ**

نبوت" صرف نبی پر اطلاق پاتی ہے۔ اور کوئی غیر نبی "خلافتِ نبوت" میں شامل نہیں ہو سکتا۔

## اُمت محمدیہ سے "خلافتِ نبوت" کا وعدہ ہے

"اگر کوئی کہے کہ پہلے (یعنی پہلی امتوں میں۔ناقل) تو خلافتِ ملوکیت کا بھی ذکر آتا ہے پھر خلافتِ ملوکیت کا ذکر چھوڑ کر صرف **خلافتِ نبوت** کے ساتھ اسکی مشابہت کو کیوں مخصوص کیا گیا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ بیشک مسلمانوں کیساتھ بادشاہتوں کا بھی وعدہ ہے۔ مگر اِس جگہ (یعنی آیت استخلاف ،سورہ النور آیت ۵۶ میں۔ناقل) بادشاہت کا ذکر نہیں بلکہ صرف مذہبی نعمتوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے قائم کردہ خلفاء کے دین کو دنیا میں قائم کر کے رہے گا۔ اب یہ اصول دنیا کے بادشاہوں کے متعلق نہیں۔۔۔۔پس یہ آیت ظاہر کر رہی ہے کہ اس جگہ جس خلافت سے مشابہت دی گئی ہے وہ **خلافتِ نبوت** ہے۔ نہ کہ خلافتِ ملوکیت (یعنی امت محمدیہ کو پہلی امتوں کی جس خلافت سے مشابہت دی گئی ہے وہ صرف خلافتِ نبوت ہے۔نہ کہ خلافت ملوکیت۔ناقل)۔۔۔۔غرض یہ چاروں دلائل جن کا اس آیت (النور آیت ۵۶۔ناقل) میں ذکر ہے اس امر کا ثبوت ہیں کہ اس آیت میں جس خلافت کا ذکر کیا گیا ہے وہ خلافتِ ملوکیت نہیں۔۔۔۔پس اِس آیت میں

خلافتِ نبوت سے مشابہت مراد ہے۔ نہ کہ خلافتِ ملوکیت سے۔"

(تفسیر کبیر جلد ۶۔ صفحہ ۳۷۴۔ تفسیر سورہ النور آیت ۵۶)

یعنی مرزا محمودؔ کے مطابق امت محمدیہ سے جس قسم کی خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ خلافت ملوکیت نہیں ہے **بلکہ صرف "خلافتِ نبوت"** ہے۔ مرزا محمودؔ سے سوال ہے کہ جب ایسا ہے کہ امت محمدیہ سے صرف "خلافتِ نبوت" کا وعدہ ہے تو پھر آپ اپنی خلافت احمدیہ کو آیت استخلاف میں کیوں شامل سمجھتے ہیں۔ کیونکہ احمدیہ خلفاء تو نبی نہیں ہیں۔ اور "خلافت نبوت" میں غیر نبی نہیں ہوسکتے جیسا کہ خود آپ نے لکھا ہے۔

"پہلی خلافتیں اول خلافتِ نبوت تھیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت تھی جن کو قرآن کریم نے خلیفہ قرار دیا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد ۶۔ صفحہ ۳۷۱۔ سورہ النور آیت ۵۶)

جب مرزا محمود خود ہی نبیوں کو "خلافتِ نبوت" قرار دے چکا ہے تو پھر کس طرح وہ اپنی خلافت احمدیہ کو جو نبی نہیں ہے، آیت استخلاف میں شامل سمجھ سکتا ہے؟ کیونکہ بقول اُس کے اِس آیت کے تحت مسلمانوں میں صرف "خلافتِ نبوت" ہوسکتی ہے۔ اور جو خلیفے نبی نہیں ہوتے انکی خلافت "خلافتِ انتظامی" کہلاتی ہے مگر "خلافتِ نبوت" کہلانے کے لئے نبی ہونا شرط ہوتا ہے۔ اور گو مرزا محمودؔ کے مطابق نبی بھی بعض دفعہ "خلافتِ نبوت" میں نہیں آتا جیسے ہارون علیہ السلام کی مثال پیش کی۔ **مگر "غیر نبی" تو**

**کسی بھی صورت ”خلافتِ نبوت“ میں شمار نہیں کیا جاسکتا** بلکہ اس میں وہی شمار کیا جاسکتا ہے جو کم سے کم نبی ضرور ہو۔ پس مرزا محمود کا یہ کہنا کہ آیت استخلاف سورہ النور ۵۶ میں امت محمدیہ سے جس قِسم کی خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ ”خلافتِ نبوت“ ہے۔ یہ بات اُس کی اپنی خلافت احمدیہ کو باطل ثابت کرتی ہے کیونکہ خلافت احمدیہ میں مرزا محمودؔ سے لیکر آج تک کسی خلیفہ نے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

لیکن اس تفسیر کے برعکس ایک اور تفسیر مرزا محمودؔ نے کی ہے جس میں کچھ اور لکھا ہے؛

## آیتِ استخلاف (النور آیت ۵۶) میں امت محمدیہ سے تینوں قسموں کی خلافت (خلافتِ نبوت، خلافت ملوکیت، خلافت انتظامی) کا وعدہ ہے

”اس آیت میں (یعنی البقرہ آیت ۳۱ میں۔ ناقل) جو لفظ خلیفہ کا آیا ہے اسکے معنوں کو قرآن کریم کے محاورہ کی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔ سو جب ہم قرآن کریم کو دیکھتے ہیں تو اس میں یہ لفظ مندرجہ ذیل تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اول (خلافتِ نبوت کا ذکر۔ ناقل) نبی اور مامور کے معنوں میں۔ جیسا کہ اس آیت میں استعمال ہوا ہے۔۔۔ نبی اور مامور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہوتے ہیں یعنی صفات الٰہیہ کو اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق دنیا پر ظاہر کرتے ہیں اور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ظل بن کر ظاہر ہوتے ہیں۔ انہی معنوں میں حضرت داؤد کو بھی خلیفہ کہا گیا ہے۔ دوئم (خلافتِ ملوکیت کا ذکر۔ ناقل) دوسرے ہر

قوم جو پہلی قوم کی تباہی پر اسکی جگہ لیتی ہے ان معنوں میں بھی خلیفہ کا لفظ قرآن کریم میں متعدد بار استعمال ہوا ہے مثلاً حضرت ہود کی زبان سے فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا وا ذ کروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح۔ یاد کرو جبکہ خدا تعالیٰ نے تم کو قوم نوح کے بعد انکا جانشین بنایا یعنی قوم نوح کی تباہی کے بعد انکی جگہ تم کو دنیا میں حکومت اور غلبہ حاصل ہو گیا۔ اسی طرح حضرت صالح کی زبانی فرماتا ہے واذ کروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد ۔ یاد کرو جب تم کو خدا تعالیٰ نے عاد کی تباہی کے بعد انکا جانشین بنایا اور حکومت تمہارے ہاتھ میں آگئی۔ سوئم (خلافتِ انتظامی کا ذکر۔ ناقل) نبی کے وہ جانشین بھی خلیفہ کہلاتے ہیں جو اسکے نقش قدم پر چلنے والے ہوں یعنی اسکی شریعت پر قوم کو چلانے والے ہوں اور ان میں اتحاد قائم رکھنے والے ہوں خواہ نبی ہوں یا غیر نبی جیسے قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام موعود راتوں کے لئے طُور پر گئے تو اپنے بعد انتظام کی غرض سے انہوں نے حضرت ہارون سے کہا کہ اخلفنی فی قومی وا صلح والا تتبع سبیل المفسدین۔ یعنی میرے بعد میری قوم میں میری جانشینی کرنا اور انکی اصلاح کو مد نظر رکھنا اور مفسد لوگوں کی بات نہ ماننا۔۔۔۔ پس یہ خلافت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں دی تھی وہ خلافتِ نبوت نہ ہو سکتی تھی۔ اسکے معنے صرف یہ تھے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں انکی قوم کا انتظام کریں

اور قوم کو اتحاد پر قائم رکھیں اور فساد سے بچائیں۔ جہاں اس خلافت کا تعلق ہے یہ خلافتِ نبوت نہ تھی بلکہ خلافتِ انتظامی تھی۔ مگر جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں اس قسم کی شخصی خلافت علاوہ خلافتِ انتظامی کے خلافت نبوت بھی ہوتی ہے۔ یعنی ایک سابق نبی کی امت کی درستی اور اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ ایک اور نبی کو مبعوث فرماتا ہے جو پہلے نبی کی شریعت کو ہی جاری کرتا ہے کوئی نئ شریعت جاری نہیں کرتا۔۔۔اِس قسم کے خلفاء بنی اسرائیل میں بہت گذرے ہیں۔۔۔لیکن اِن انبیاء کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی جنکو ربانی اور احبار کہنا چاہیے اس کام پر مقرر تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء اور مجددِین کا ایک لمبا سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اُن کے خلفاء کے طور پر ظاہر ہوتا رہا۔۔۔غرض یوشع سے لیکر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے معاً بعد انکے خلیفہ ہوئے حضرت مسیح ناصری تک کے سب انبیاء اور مجددین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ اور انکی شریعت کو جاری کرنے والے تھے۔ اُمت محمدیہ میں ان تینوں قسم کی خلافتوں کا وعدہ بھی قرآن کریم سے ثابت ہے (یعنی خلافتِ نبوت، خلافت، ملوکیت اور خلافتِ انتظامی۔ ناقل) جن سے افسوس کہ بعض مسلمان غافل رہے اور ان سے فائدہ نہ اٹھا سکے چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم۔۔۔فا ولئك ھم الفاسقون۔۔۔اس

آیت میں مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ انکو پہلی امتوں کی طرح کی خلافت حاصل ہو گی اور پہلی امتوں کی خلافت جیسا کہ قرآن کریم سے اوپر ثابت کیا جاچکا ہے تین قسم کی تھی۔(۱) ایسے انبیاء ان میں پیدا ہوئے جو انکی شریعت کی خدمت کرنے والے تھے (یعنی خلافتِ نبوت۔ناقل)۔(۲) ایسے وجود اُن میں کھڑے کئے گئے جو نبی تو نہ تھے لیکن خدا تعالیٰ کی خاص حکمت نے انکو ان امتوں کی خدمت کے لئے چن لیا تھا (یعنی انتظامی خلافت۔ناقل)۔۔۔(۳) ان امتوں کو خدا تعالیٰ نے پہلی قوموں کا قائم مقام بنایا اور پہلوں سے شوکت چھین کر انکو دی (یعنی خلافتِ ملوکیت۔ناقل)۔یہ تین قسم کی خلافتیں ہیں جنکا مسلمانوں سے وعدہ تھا اور تینوں کے حصول سے ہی اسلام کی شوکت پوری طرح ظاہر ہو سکتی تھی۔"

(تفسیر کبیر جلد ۱۔ص ۳۰۵ تا ۳۰۷۔سورہ البقرہ آیت ۳۱)

یہاں مرزا محمودؔ نے تینوں اقسام کی خلافت کا امت محمدیہ میں جاری رہنے کا ذکر کیا۔یعنی خلافتِ نبوت، خلافت ملوکیت، اور خلافت انتظامی۔لیکن سورہ النور آیت ۵۶ میں اسکے بر عکس صرف "خلافتِ نبوت" کے جاری رہنے کا ذکر کیا۔ **تفسیر کا یہ اختلاف ظاہر کرتا ہے کہ دو مختلف تفسیریں دو الگ اشخاص کی لکھی ہوئی ہیں۔** ایک کے مطابق النور آیت ۵۶ میں امت محمدیہ سے صرف "خلافتِ نبوت" کا وعدہ ہے۔جبکہ دوسرے شخص کے نزدیک امت محمدیہ سے تینوں قسم کی خلافتوں کے ملنے کا وعدہ ہے۔لیکن

دونوں مختلف تفسیروں کو مرزا محمود نے اپنی طرف منسوب کیا ہے لہٰذا ہم بھی اس بحث میں نہیں پڑتے کہ یہ مختلف تفسیریں مختلف علماء کی مدد سے تیار کروائی گئی ہیں یا کہ نہیں۔

## خلیفہ بننے سے قبل مرزا محمود کا الفضل اخبار جاری کرنا اور اُس میں خلافت کے بارے میں مضامین شائع کرنا

### اخبار الفضل کی اہمیت

"سلسلہ کو ایک اخبار کی ضرورت تھی جو احمدیوں کے دلوں کو گرمائے، انکی سستی کو جھاڑے، انکی محبت کو اُبھارے، اُنکی ہمتوں کو بلند کرے۔"

(انوار العلوم جلد ۸۔ ص ۳۷۰۔ یاد ایام۔ الفضل ۴/ جولائی ۱۹۲۴ء)

"خصوصیاتِ سلسلہ کے لحاظ سے یہاں کے اخباروں میں سے دو اخبار الفضلؔ و مصباحؔ کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس سے **نظام سلسلہ** کا علم ہو گا۔"

(انوار العلوم جلد ۱۱۔ ص ۶۷۔ مستورات سے خطاب۔ تقریر ۲۸/ دسمبر ۱۹۲۹ء۔ جلسہ سالانہ)

"آج سب سے پہلے میں دوستوں کو سلسلہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے بعض اخبارات اور رسائل کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے اخبارات میں سے **سب سے مقدم الفضلؔ ہے۔** مگر مجھے افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت اخبارات اور لٹریچر کی اشاعت کی طرف اتنی متوجہ نہیں جتنا متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔ اتنی وسیع جماعت

میں جو سارے ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے اور جس کی سینکڑوں انجمنیں ہیں، صرف دو ہزار کے قریب الفضل کی خریداری ہے۔۔۔۔ایک علمی اور مذہبی جماعت میں ''الفضل'' کی اس قدر کم خریداری بہت ہی افسوس ناک ہے۔''

(انوار العلوم۔ جلد ۱۵۔ ص ۲۔ فرمودہ ۲۷/ دسمبر ۱۹۳۸ء۔ جلسہ سالانہ۔ بانی سلسلہ احمدیہ کوئی نیا دین نہیں لائے)

الفضل اخبار کی خریداری کی طرف اپنی جماعت کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:

''سلسلہ (احمدیہ) سے وابستگی کے لئے بھی اخبارات (یعنی الفضل۔ ناقل) کی خریداری ضروری ہے تا ایسا نہ ہو کہ کوئی بھیڑیا حملہ کر کے کسی بھیڑ کو لے جائے۔''

(تقریر ۲۷/ دسمبر ۱۹۳۷ء۔ صفحہ ۹۔ مصری صاحب کے خلافت سے انحراف کے متعلق تقریر۔ انوار العلوم جلد ۱۴)

''اب جوں جوں جماعت بڑھ رہی ہے اخبارات کی طرف توجہ بہت کم ہو رہی ہے اور ایک خطرناک مرض ہے جسکا علاج بہت جلد ہونا چاہیے۔۔۔۔کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں اس بات کی توفیق ہی نہیں کہ ہم الفضل منگوائیں اور اس طرح پڑھے ہوؤں میں سے بھی ایک حصہ محروم رہ جاتا ہے۔ پھر ایک طبقہ ایسے لوگوں کا بھی ہے جو اپنے آپ کو ارسطو اور افلاطون کا بھائی سمجھتے ہیں انہیں توفیق بھی ہوتی ہے اور اخبار کی خریداری کی استطاعت بھی رکھتے ہیں مگر جب کہا جاتا ہے کہ آپ ''الفضل'' کیوں نہیں خریدتے تو کہہ دیتے ہیں اس میں کوئی ایسے مضامین نہیں ہوتے جو پڑھنے کے قابل ہوں۔ انکے نزدیک دوسرے

اخبارات میں ایسے مضامین ہوتے ہیں جو پڑھے جانے کے قابل ہوں مگر **خدا تعالیٰ کی باتیں انکے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتیں** کہ وہ انہیں سنیں اور انکے پڑھنے کے لئے **اخبار خریدیں** ایسے لوگ یقیناً وہمی ہوتے ہیں اور ان میں قوتِ موازنہ نہیں پائی جاتی۔ میرے سامنے جب کوئی کہتا ہے کہ "الفضل" میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اُسے خریدا جائے تو مَیں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ مجھے تو اس میں کئی باتیں نظر آجاتی ہیں آپکا علم چونکہ مجھ سے زیادہ وسیع ہے اسلئے ممکن ہے کہ آپ کو اس میں کوئی بات نظر نہ آتی ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ جب کسی کے دل کی کھڑکی بند ہو جائے تو اس میں کوئی نور کی شعاع داخل نہیں ہو سکتی پس اصل وجہ یہ نہیں ہوتی کہ اخبار میں کچھ نہیں ہوتا بلکہ اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ انکے اپنے دل کا سوراخ بند ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اخبار میں کچھ نہیں ہوتا۔"

(تقریر ۲۷/دسمبر ۱۹۳۷ء۔ صفحہ ۳ تا ۴۔
مصری صاحب کے خلافت سے انحراف کے متعلق تقریر۔ انوار العلوم جلد ۱۴)

## الفضل کے ایڈیٹر کے فعل کو خدا کا منشاء قرار دیا

"جس شخص کو کوئی رؤیا یا کشف ہو اُسے وہ کشف یا رؤیا اخبار میں چھپوانے کیلئے بھیج دینا چاہیے۔ آگے **الفضل والوں کا کام ہے کہ وہ اسے شائع کریں یا نہ کریں۔** یہ بھی غلط طریق ہے کہ بعض لوگ مجھے کہہ دیتے ہیں کہ الفضل ہمارا

مضمون شائع نہیں کرتا۔ وہ بے شک نہ چھاپے تُم چُپ کر رہو۔ **کیونکہ اسکے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کا منشاء نہیں کہ وہ چھپے۔**"

(انوار العلوم جلد ۲۶۔ ص ۱۸۷۔ یکم نومبر ۱۹۵۸ء)

## خلافت سے قبل مرزا محمود کا الفضل اخبار کے ذریعہ محمد علی صاحب کے نظریات کی تردید میں مضامین لکھنا اور انکی مذمت کرنا

مرزا محمود نے اپنے خاندان کے چندوں کی مدد سے اور خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب سے اجازت لیکر ۱۹۱۳ء میں الفضل اخبار کا اجراء کیا تھا تاکہ اس میں اپنے مضامین شائع کر کے محمد علی صاحب اور انکے رفقاء کے نظریات کی تردید کی جاسکے اور انکی حیثیت کو گرایا جاسکے۔ کیونکہ دیگر اخبارات جیسا کہ البدر، الحکم، اور ریویو آف ریلیجنز (جو بانی احمدیت کے وقت سے جاری تھے) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب اخبارات مرزا محمود کی دسترس سے باہر تھے جس کی وجہ سے مرزا محمود کو اپنا ذاتی اخبار جاری کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ چنانچہ مرزا محمود لکھتا ہے؛

"**ایک طرف وہ لوگ تھے جو سلسلہ کے کاموں کے سیاہ و سفید کے مالک تھے** (اشارہ محمد علی صاحب اور انکے رفقاء کی جانب ہے۔ ناقل) دوسری طرف وہ لوگ تھے جو کسی شمار میں ہی نہ سمجھے جاتے تھے (اشارہ اپنی طرف ہے۔ ناقل)۔ مسیح موعود کی وفات پر جو عہد میں نے کیا تھا وہ بار بار مجھے اندر ہی اندر ہمت بلند کرنے کے لئے اکساتا تھا مگر میں بے بس اور مجبور تھا، میری

کوششیں محدود تھیں، میں ایک پتے کی طرح تھا جسے سمندر میں موجیں اِدھر سے اُدھر لئے پھریں۔ "بدر"(اخبار۔ناقل) اپنی مصلحتوں کی وجہ سے ہمارے لئے بند تھا۔ "الحکم"(اخبار۔ناقل) اول تو ٹمٹاتے چراغ کی طرح کبھی کبھی نکلتا تھا، اور جب نکلتا تھا تو اپنے جلال کی وجہ سے لوگوں کی طبیعتوں پر جو اُس وقت بہت نازک ہوچکی تھیں، بہت گراں گذرتا تھا۔ "ریویو"(اخبار۔ناقل) ایک بالا ہستی تھی جسکا خیال بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔(گویا سلسلہ کے تمام اخبارات مرزا محمود کی پہنچ سے دُور تھے۔ناقل)۔میں بے مال وزر تھا۔ جان حاضر تھی۔ مگر جو چیز میرے پاس نہ تھی وہ کہاں سے لاتا۔ **اُس وقت سلسلہ کو ایک اخبار کی ضرورت تھی**(سلسلہ کو نہیں بلکہ خود مرزا محمود کو ضرورت تھی۔ناقل) جو احمدیوں کے دلوں کو گرمائے، انکی سستی کو جھاڑے، انکی محبت کو اُبھارے، انکی ہمتوں کو بلند کرے(آگے تحریر کیا کہ الفضل کے اجراء میں انکی بیگم، والدہ اور بعض احمدیوں نے چندہ دیا۔ناقل)۔"

(انوار العلوم جلد۸۔ص۳۷۰۔یادِ ایام۔الفضل ۴؍جولائی ۱۹۲۴ء)

## خلافت سے قبل مرزا محمود کی الفضل اخبار میں محمد علی صاحب کے نظریات کی تردید میں لکھی گئی تحریرات کے چند نمونے

### پس منظر

مرزا صاحب کی وفات کے بعد حکیم نور الدین صاحب خلیفہ مقرر ہو چکے تھے۔ مرزا صاحب کے خاندان والے مرزا بشیر الدین محمود احمد کو اگلا خلیفہ بنانے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ دوسری طرف محمد علی صاحب اور اُنکے رفقاء صورت حال کو تاڑ چکے تھے اور جان چکے تھے کہ خاندان والوں کی نیت کیا ہے۔ ۱۹۰۸ء سے لیکر ۱۹۱۴ء تک کے عرصہ میں محمد علی صاحب اور اُنکے رفقاء پر یہ حقیقت بھی آشکار ہو چکی تھی کہ خاندان والوں کو اُن سے بغض اور نفرت ہے۔ اِس بغض و نفرت کی وجہ یہ تھی کہ محمد علی صاحب کے نظریات جو وہ خلافت کی نسبت رکھتے تھے خاندان والوں کو پسند نہیں تھے۔ مثلاً محمد علی صاحب سمجھتے تھے کہ خلافت کا فرد واحد ہونا کچھ ضروری نہیں ہے انجمن بھی خلیفہ ہو سکتی ہے۔ پھر محمد علی صاحب یہ بھی سمجھتے تھے کہ خلیفہ خود مختار نہیں ہوتا بلکہ مجلس شوریٰ کی اکثریتی رائے کو ماننے کا پابند ہوتا ہے۔ یہ باتیں خاندان والوں کو چبھتی تھیں، کیونکہ وہ تو مرزا محمود کو اگلا خلیفہ بنانے کے منصوبے باندھ رہے تھے، احمدی عوام میں مرزا محمود کی محبت پیدا کر رہے تھے۔ تو اُن کو یہ بات گوارا نہیں تھی کہ مرزا محمود ایسا خلیفہ ہو کہ جو خود مختار نہ ہو۔ اسی وجہ کی بنا پر الفضل اخبار جاری کیا گیا تا کہ اُس کے ذریعہ

محمد علی صاحب کی مذہبی فکر کی تردید کی جاسکے اور نیز مرزا محمودؔ کی عظمت لوگوں پر ظاہر کی جاسکے اور مرزا محمودؔ کے خلیفہ بننے کی راہ مزید ہموار کی جاسکے۔

## خلیفہ، شوریٰ کی کثرت رائے کو ماننے کا پابند نہیں

[سورہ آل عمران آیت ۱۶۰ کا حوالہ ذکر کر کے بیان کیا؛]

"اس آیت اور احادیث و آثار سے یہ بات صاف ثابت ہے کہ اسلامی خلافت اسی کا نام ہے کہ ایک خلیفہ ہو جو عمر بھر کے لئے مقرر کیا جائے اور اسی کے ساتھ ایک مشیروں کی جماعت ہو جس سے وہ مشورہ کرے۔ لیکن وہ انکے مشوروں پر کاربند ہونے کے لئے مجبور نہ ہو گا بلکہ جب وہ مشورہ کے بعد ایک رائے پر پختہ ہو جائے تو خواہ کثرت رائے اسکے موافق ہو یا مخالف توکل علی اللہ کر کے اس کام کو شروع کر دے۔"

(خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جلد اول۔ ص۱۰)(الفضل ۱۶ر جولائی، ۱۹۱۳ء۔ ص۱۳ تا ۱۴)

"کئی ایسے امور ہوئے ہیں کہ جن کے متعلق خلفاء نے مشورہ تو لیا لیکن اس پر کاربند نہ ہوئے۔ اور یہ کچھ ضروری نہیں کہ ایسے سب معاملات تاریخ میں محفوظ ہی رکھے ہوں بلکہ چند ایک اہم واقعات محفوظ رکھے۔ باقی حوادث زمانہ میں مٹ گئے۔"

(خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جلد اول۔ ص۱۱)(الفضل ۱۶ر جولائی، ۱۹۱۳ء۔ ص۱۳ تا ۱۴)

## مرزا محمود، خلیفہ کے مکمل با اختیار ہونے اور شوریٰ کے مشوروں کو رد کرنے کے سلسلہ میں جو نکات بطور دلیل پیش کرتا تھا وہ یہ ہیں:

"**اول۔** جیش اسامہ کی روانگی جس میں بعض صحابہ نے منع کیا مگر ابو بکر نے اپنا فیصلہ نافذ کیا۔ **دوم۔** مرتدین کا زکواۃ نہ دینے پر ان سے جنگ۔ اور صحابہ جنہوں نے روکا انکے مشوروں کو رد کیا۔"

(خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جلد اول۔ ص۱۱)(الفضل ۱۶/ جولائی، ۱۹۱۳ء۔ ص۱۳ تا ۱۴)

گویا اِن دو واقعات سے مرزا محمودؔ کے نزدیک یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ، شوریٰ کی اکثریتی رائے کو رد کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور وہ مسلمانوں کی اکثریتی رائے کو ماننے کا پابند نہیں۔

## خلیفہ، مجلس شوریٰ کی رائے کا پابند نہ ہوتا تھا

"ایسی مثالیں دیکر جن سے ثابت ہے کہ حضرت عمر یا حضرت ابو بکر نے شوریٰ کے مشورہ پر عمل کیا یہ ثابت کرنا کہ اس سے خلیفہ پر اطاعت شوریٰ لازمی ہے غلط ہے۔ بلکہ دیکھنا تو یہ ہے کہ جن موقعوں پر خلیفہ اور مجلس شوریٰ میں اختلاف ہوتا کیا کیا جاتا تھا۔ آیا اسکی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ باوجود اسکے کہ ایک امر خلیفہ کی خواہش کے خلاف تھا اور وہ اس پر مصر تھا۔ شوریٰ نے کچھ اور کر دیا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو تب جاکر ایسے لوگوں کے دعاوی ثابت ہوتے ہیں ورنہ نہیں۔ مگر مذکورہ بالا مثالوں (یعنی لشکر اسامہ اور مرتدین سے جنگ کی مثالوں

۔ناقل) سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا نہیں تھا ایسے اوقات میں خلیفہ وقت کی ہی رائے پر عمل کیا جاتا تھا۔"

(خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جلد اول۔ ص ۱۲)(الفضل ۱۶/جولائی،۱۹۱۳ء۔ص ۱۳تا۱۴)

## جس طرح رسول سے مسلمان لوگ محاسبہ نہیں کرسکتے،اسی طرح خلیفہ سے بھی کوئی محاسبہ نہیں کر سکتا۔

## خلیفہ پر سوال اٹھانا جیسے عمر کے کُرتہ پر سوال اٹھایا بے ادبی ہے

**"بعض لوگ خلفائے اسلامیہ کے زمانہ کی حریت ثابت کرنے کے لئے اس واقعہ کو بار بار دہرایا کرتے ہیں** (مولوی محمد علی اور انکے رفقاء کی جانب اشارہ ہے کیونکہ غیروں کی صحبت تو مرزا محمود کو میسر نہیں آئی۔ناقل) کہ ایک دفعہ حضرت عمر نے فرمایا کہ میری بات سنو۔ اس پر ایک شخص نے اٹھ کر صاف کہہ دیا کہ ہم تب تک نہیں سنیں گے جب تک یہ نہ بتاؤ کہ یہ کُرتہ تم نے کیونکر بنایا ہے،جو حصہ تمہیں ملا تھا اس سے تو یہ کُرتہ تیار نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ نے اس کی تسلی کی کہ میرے بیٹے نے اپنے حصہ کا کپڑا مجھے دیا ہے اس سے مل کر یہ کرتہ تیار ہوا۔ جس پر معترض نے اپنا اعتراض واپس لیا اور حضرت عمر نے اپنا خطبہ سنایا۔اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کو خلیفہ سے محاسبہ کرنے کا حق تھا اور جب وہ جواب باثواب نہ دے اسکی اطاعت فرض نہ سمجھی جاتی تھی لیکن میرے خیال میں یہ لوگ بہت دور چلے گئے ہیں۔ انہیں ایسی

مثالیں ڈھونڈنے کے لئے دور جانے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر اس قسم کے واقعات سے حریت ثابت ہوتی ہے تو یہ حریت رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں بھی ایک خاص گروہ میں پائی جاتی تھی چنانچہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ بنو نضیر کو جب قتل کا حکم ہوا تو عبد اللہ بن ابی بن سلول نے نے رسول کریم ﷺ کے گلے میں پٹکا ڈال دیا اور کہا جب تک انہیں چھوڑو گے نہیں میں آپکو نہ چھوڑوں گا۔ جس پر آپ نے آخر انکو چھوڑ دیا۔ اسی طرح ایک دفعہ رسول کریم ﷺ نے کچھ مال غنیمت تقسیم کیا۔ ایک شخص نے آپ پر اعتراض کیا اور کہا کہ آپ نے انصاف نہیں کیا جسکا جواب آپ نے یہ دیا کہ میں نے انصاف نہیں کیا تو اور کون کریگا اب اگر اسی کا نام حُریت ہے تو ان منافقین کو بھی حُر اور خدامِ قومی کا خطاب دینا پڑیگا۔ **اصل بات یہ ہے** کہ حضرت عمر کے زمانہ میں فتوحات کی کثرت کی وجہ سے حدیث العہد (یعنی کم عمر۔ناقل) مسلمان کثرت سے ہو گئے تھے اور وہ **خلفاء کا ادب نہیں جانتے تھے** اس لئے وہ اس قسم کے اعتراض کر دیتے تھے۔ یہی لوگ جب اور بڑھے تو حضرت عثمان کے زمانہ میں سخت فتنہ کا موجب ہوئے اور آپ شہید ہوئے۔ حضرت علی کے زمانہ میں انکی شرارت اور بھی بڑھ گئی۔ اگر انکی تقلید پر مسلمان اتر آئیں تو انکا خدا ہی حافظ ہے۔ اگر یہ اعتراضات کوئی اعلیٰ حریت کا نمونہ تھے تو کیا وجہ **کہ صحابہ کبار کی طرف سے نہ ہوئے**۔ اگر یہ خوبی تھی تو سب سے زیادہ اس کے عامل عشرہ مبشرہ ہوتے مگر انکی

خاموشی ثابت کرتی ہے کہ وہ اس فعل کو جائز نہ سمجھتے تھے۔ کچھ لوگ حضرت عمر کا ایک قول نقل کرتے ہیں کہ تم میری خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔ مگر اس سے بھی پارلیمنٹ کا نتیجہ نکالنا غلط ہے کیونکہ رسول کریم ﷺ بھی اطاعت کے عہد میں یہ شرط کرتے تھے کہ امر بالمعروف میں میری پیروی کرنا۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ نعوذ باللہ رسول کریم ﷺ بعض حکم خراب بھی دیتے تھے اور انکی پیروی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ پس اس سے پارلیمنٹ کا ثبوت نکالنا غلطی ہے۔ اب میں کافی طور سے ثابت کر چکا ہوں کہ اسلامی خلافت کا طریق یہ تھا کہ ایک خلیفہ عمر بھر کے لئے منتخب ہوتا تھا اور وہ ایک مجلس شوریٰ سے مشورہ لے کر کام کرتا تھا مگر اس کے مشورہ کا پابند نہ ہوتا تھا اور جو لوگ ایک پارلیمنٹ کا وجود ثابت کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔"

(خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جلد اول۔ ص ۱۰ تا ۱۴) (الفضل ۱۶/ جولائی، ۱۹۱۳ء۔ ص ۱۲ تا ۱۳)

## خلیفہ خدا بناتا ہے۔ جو نہ مانے وہ ظالم ہے

"(آیت استخلاف)۔۔۔ یہاں بھی خلیفہ بنانے کے کام کو اللہ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے جیسا کہ اس نے حضرت آدم اور حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت اپنی طرف منسوب کی ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے خلفاء کے تقرر کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ پس کیسے ظالم ہیں وہ لوگ (یعنی محمد علی اور انکے رفقاء۔ ناقل) جو کہتے ہیں کہ لوگ خلیفہ بناتے ہیں، انکو شرم آنی چاہیے

اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی تکذیب نہیں کرنی چاہیے۔"

(خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ۔ جلد ا۔ ص ۱۷ تا ۱۸)(الفضل ۱۰ دسمبر ۱۹۱۳ء)

# مجددیت

(تحریرات قادیانی خلیفہ ثانی)

## مُجدّدِین بھی کفریہ عقائد رکھتے تھے

''اگر کوئی خلاف اسلام عقائد رکھتا ہو تو ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ بعض کفریہ عقائد رکھتا ہے۔ مثلاً مسلمان یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کی کئی آیتیں **منسوخ ہیں** (جیسا کہ مجدّدِین یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ناقل)۔ اب اگر یہ عقیدہ درست ہو تو سارے قرآن کا اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ ہم جس صفحہ کو بھی کھولیں گے ہم کہیں گے کہ معلوم نہیں یہ خدا کا حکم ہے یا منسوخ ہو چکا ہے۔ اب جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں ہم انکے متعلق یہ کہتے ہیں کہ ان میں یہ **کفریہ عقیدہ** آگیا ہے۔''

(خطبات محمود۔ جلد ۳۶۔ ص ۳۶۔ خطبہ ۴ فروری۔ ۱۹۵۵ء)



## ایک وقت میں کئی مجدد ہوتے ہیں

''مُجدّدِین کے کام کا حلقہ محدود ہوتا ہے اور وہ محض اپنے علاقہ یا اپنی قوم یا اپنے ملک کی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے آتے ہیں۔۔۔ انکا دائرہ عمل ایسا وسیع نہیں ہوتا کہ ساری دنیا کی اصلاح انکے ذمہ ہو۔''

(تفسیر کبیر۔ جلد نہم۔ صفحہ ۳۴۷)

''مُجدّدِین کے متعلق لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ ایک ہی مجدد

ساری دنیا کی طرف مبعوث ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر ملک اور ہر علاقہ میں اللہ تعالیٰ مجدد پیدا کیا کرتا ہے مگر لوگ قومی یا ملکی لحاظ سے اپنی قوم اور اپنے ملک کے مجدد کو ہی ساری دنیا کا مجدد سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ جب اسلام ساری دنیا کے لیے ہے تو ضروری ہے کہ دنیا کے مختلف علاقوں اور مختلف ملکوں میں مختلف مُجدّدِین کھڑے ہوں۔ حضرت سید احمد بریلویؒ بھی بے شک مجدد تھے۔ مگر وہ ساری دنیا کے لیے نہیں تھے۔ بلکہ صرف ہندوستان کے مجدد تھے۔ اگر کہا جائے کہ وہ ساری دنیا کے مجدد تھے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے عرب کو کیا ہدایت دی، انہوں نے مصر کو کیا ہدایت دی۔ انہوں نے ایران کو کیا ہدایت دی۔ انہوں نے افغانستان کو کیا ہدایت دی۔ ان ملکوں کی ہدایت کے لیے انہوں نے کوئی کام نہیں کیا۔ لیکن اگر ان ممالک کی تاریخ دیکھی جائے تو ان میں بھی ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو صاحب وحی اور صاحب الہام تھے اور جنہوں نے اپنے ملک کی راہنمائی کا فرض سرانجام دیا، پس وہ بھی اپنی اپنی جگہ مجدد تھے اور یہ بھی اپنی جگہ مجدد تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ کوئی بڑا مجدد ہوتا ہے اور چھوٹا۔۔۔ ہر شخص جو الہام کے ساتھ تجدید دین کا کام کرتا ہے وہ روحانی مجدد ہے۔ ہر شخص جو اسلام اور مسلمانوں کے لیے تجدید کا کوئی کام کرتا ہے وہ مجدد ہے۔ چاہے وہ روحانی مجدد نہ ہو (یعنی الہام سے کھڑا نہ ہوا ہو۔ ناقل) جیسے میں نے کئی دفعہ مثال دی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے

ایک دفعہ فرمایا کہ اورنگزیبؒ بھی مجدد تھا، حالانکہ اورنگزیب کو خود الہام کا دعویٰ نہیں تھا۔“

(تفسیر کبیر جلد۷۔ صفحہ۱۹۹۔ سورہ شعراء۔ آیت۹۰ کی تفسیر میں)

[قول مرزا مسرور صاحب؛]

”تاریخ اسلام سے تو یہ ثابت ہے کہ ہر علاقے میں مُجدّدِین پیدا ہوئے ہیں۔ یہ صرف بارہ کا سوال نہیں ہے۔ بلکہ ایک ایک وقت میں کئی کئی مُجدّدِین پیدا ہوئے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ۔ از مرزا مسرور۔ ۱۰ جون۔ ۲۰۱۱ء)

”اور جیسا کہ میں نے کہا حضرت مسیح موعود نے بھی لکھا ہے تاریخ بھی ثابت کرتی ہے کہ ایک ایک وقت میں کئی کئی مُجدّدِین ہوئے۔“

(خطبہ جمعہ۔ از مرزا مسرور۔ ۱۰ جون۔ ۲۰۱۱ء۔ صفحہ ۱۰)



## مجدد کا دعویٰ کرنا لازمی نہیں ہوتا

[قول مرزا مسرور صاحب؛]

”ایسے مجدد بھی اُمت میں پیدا ہوتے رہے ہیں، جن کی وفات کے بعد پھر لوگوں نے کہا کہ مجدد تھے۔ سو ضروری نہیں کہ مجدد کا اعلان بھی ہو۔“

(خطبہ جمعہ۔ از مرزا مسرور۔ ۱۰ جون۔ ۲۰۱۱ء)

باب سوم

# محمودی اصول

(تحریرات قادیانی خلیفہ ثانی)

## مخلصانہ نیک باتیں کرنے والا دھوکے باز بھی ہو سکتا ہے

”خالی زبان کی باتیں کافی نہیں ہوتیں، انسان کو ہمیشہ اپنے عمل اور کردار سے اپنی خوبی لوگوں پر ظاہر کرنی چاہیے۔ ہم نے دیکھا ہے بیسیوں آدمی مخلصانہ باتیں کرتے رہتے ہیں لیکن وقت پر اُن کی دھوکا بازی اور غداری ظاہر ہو جاتی ہے۔“

(خطبات محمود۔ جلد ۳۵۔ ص ۱۷۷۔ خطبہ ۱۶/ جولائی، ۱۹۵۴ء)



## دس ہزار باتیں اچھی ہوں۔ مگر ایک بات میں تکبر ہو، تو انسان کی اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے

[شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب جو قادیان جماعت کے امیر اور قادیانی خلیفہ ثانی کے رفیق تھے۔ برسوں جماعت میں رہنے کے بعد لاہوری احمدی ہو گئے ۔ چنانچہ اُن کے بارے میں فرمایا؛]

”مصری صاحب کے خطبوں میں منکسرانہ الفاظ کا استعمال کوئی عجیب بات نہیں۔ کوئی شخص خواہ کتنا بڑا متکبر کیوں نہ ہو وہ ایسے الفاظ بھی ضرور استعمال

کرتا ہے۔ کیونکہ اس طرح لوگوں کی ہمدردی حاصل کی جاسکتی ہے اور جذبات رحم کو اپیل کر کے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو شداد اور نمرود نے کبھی ایسے الفاظ استعمال نہیں کئے تھے۔ بڑے سے بڑے جابر بادشاہ بھی منکسرانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں اور ان سے مستغنی نہیں ہوسکتے۔ مگر جب موقع آتا ہے اصل حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔۔۔ پس مصری صاحب (شیخ عبد الرحمٰن مصری۔ ناقل) اپنے منکسرانہ الفاظ سے کس طرح یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ وہ متکبر نہیں ہیں۔۔۔ انکے منکسرانہ الفاظ کو استعمال کرنے کی وجہ تو یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو نیک ثابت کرنا چاہتے تھے۔۔۔ کیا تم سمجھتے ہو فرعون ہر روز خدائی کا دعویٰ کیا کرتا تھا؟ وہ ہمیشہ بتوں کے سامنے جھکتا اور انکسار ظاہر کرتا تھا۔ صرف ایک دفعہ غصہ میں اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے کہہ دیا کہ میں خدا ہوں اور خدا تعالیٰ نے اسکے اس کبر والے فقرے سے اسے مجرم قرار دیا۔ پس اگر مصری صاحب کے خطوط میں دس ہزار فقرے بھی انکسار کے ہوں اور **صِرف ایک فقرہ متکبرانہ ہو** تو ہر ایک یہی کہے گا کہ وہ سب بناوٹ تھی۔ اور اُس **ایک ہی فقرہ** نے انکے اندرُونہ کو ظاہر کر دیا ہے۔"

(خطبات محمود۔ جلد۱۸۔ ص۳۲۰تا۳۲۱۔ خطبہ ۳۰/جولائی۔۱۹۳۷ء)

تبصرہ:۔ گویا اگر کوئی شخص دس ہزار یا دس لاکھ یا دس کروڑ اچھی اور نیک باتیں اپنی کتابوں اور اپنی تفسیروں کے اندر لکھ ڈالے مگر اگر اُس کے صِرف ایک فقرے سے اُس

کا تکبر اور غرور اور شیخی ظاہر ہو رہی ہو تو اُسکی تمام نیک باتوں کو دِکھاوا اور بناوٹ سمجھنا چاہیے۔

## بعض لوگ اِسلام کی تعلیمات استعمال کر کے لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں

[جماعتِ اسلامی کے امیر مولانا مودودی صاحب اور مجلس احرار کے علماء کے بارے میں فرمایا؛]

"بہر حال دُشمن نے (دشمن سے مراد مولانا مودودی صاحب اور احراری علماء کرام ہیں۔ناقل) وہی کچھ کرنا ہے جو اُس کے ذہن میں آئے گا۔ اسلام اور اسکے ارکان کا نام تو یہ لوگ دھوکا دینے کے لیے لیتے ہیں۔ دراصل وہ اپنے دوست شیطان کے ذکر کو بلند کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔اسلام اور قرآن کا نام تو یہ لوگ یونہی اسے بدنام کرنے کے لیے لیتے ہیں۔ اصل میں فتنہ پرداز لوگ اولیاء الطاغوت ہوتے ہیں۔ انکی غرض طاغوت کے ذکر کو بلند کرنا اور اُسکے اخلاق کو دنیامیں پھیلاناہوتی ہے۔"

(خطبات محمود۔جلد ۳۴۔ص ۴۲۔خطبہ ۱۳/فروری ۱۹۵۳ء)

تبصرہ:۔ قادیانی خلیفہ ثانی کا اشارہ مولانا مودودی صاحب اور احراری علماء کرام کی جانب ہے جو خود کو مسلمان کہتے تھے اور اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان رکھتے تھے اور قرآن کی تفاسیر اور کئی دینی کتب کی اشاعت کرتے تھے۔اِن تمام باتوں کے باوجود

قادیانی خلیفہ ثانی اُن کو دھوکے باز قرار دیتے ہیں۔

معلوم یہ ہوا کہ ایک انسان قرآنی تفاسیر لکھ کر ، اور بہت ساری اسلامی کتابوں کا مصنف بن کر بھی دھوکے باز ہو سکتا ہے لہٰذا کسی شخص کا دینی کام اُس کے نیک اور راستباز ہونے کی علامت نہیں ہے بمطابق قادیانی خلیفہ ثانی۔

## دُشمنوں کے مخالفوں سے تعاون کر کے اُن کی مذہبی، اقتصادی اور سیاسی طاقت کو توڑو

احراری جماعت کی نسبت فرمایا؛

"جب تک وہ اپنی غلطی کو تسلیم نہ کریں اور یہ مان نہ لیں کہ جتھے بنا کر اقلیتوں کو ڈرانا اور مرعوب کرنا غلط طریق ہے جب تک وہ ایسا نہ کریں جماعت کا فرض ہے کہ ہر جائز ذریعہ سے انکا مقابلہ کریں اور انکی مذہبی ، اقتصادی اور سیاسی طاقت کو توڑیں۔۔۔۔پس اس قائدہ کے ماتحت تم کو بھی چاہیئے کہ اس امر کا خیال رکھو کہ اِن سلسلہ کے دشمنوں (یعنی احمدیت کے مخالفین۔ناقل)، ملک کے دشمنوں ، اور امن کے دشمنوں کی طاقت کو توڑا جائے(اشارہ احراری جماعت کی جانب ہے۔ناقل)۔ دعاؤں کے ذریعہ سے بھی، لوگوں پر انکی حقیقت کا انکشاف کر کے بھی اور انکے مخالفوں سے تعاون کر کے بھی۔ غرضیکہ جن ذرائع سے بھی ہو سکے انکی طاقت کو توڑا جائے۔"

(خطباب محمود جلد ۱۷۔ ص ۷ تا ۸۔ فرمودہ ۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

# مسلمانوں کی اکثریت خراب نہیں ہو سکتی

"سنت الٰہیہ یہی ہے کہ نبیوں کے بعد انکی جماعتیں انکی روح کو قائم رکھتی ہیں یہاں تک کہ انکے مقاصد پورے ہو جائیں۔ کچھ لوگ مرتد ہو سکتے ہیں، کچھ لوگ منافق ہو سکتے ہیں، لیکن اکثریت کا قدم سچائی پر رہنا ضروری ہے۔ حضرت رسول کریم ﷺ سے بھی ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اگر اسلامی نظام مٹ جائے تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا جدھر اکثریت ہو تُو بھی اُدھر ہو جانا۔ **اگر اکثریت کے لئے فساد ممکن ہوتا تو رسول کریم ﷺ یہ ہدایت کیونکر دے سکتے تھے۔** آپ کو چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ فرماتے کہ تُو قرآن کریم کے مطابق لوگوں کے دعووں کو پرکھیو اور جو قرآن کہے گا اُس پر عمل کیجیوٴ۔ مگر آپؐ یہ فرماتے ہیں کہ میرے مقاصد ٭ کے پورے ہونے سے پہلے اگر کسی وقت مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو جائے تو تُو کوئی اور دلیل نہ دیکھیو، کوئی اور برہان تلاش نہ کیجیو، کوئی اور معیار نہ ڈھونڈیو، تجھے کسی گہرے غور کی ضرورت نہیں، تجھے کسی لمبی فکر کی ضرورت نہیں۔ سیدھا دوڑ کر اکثریت کیساتھ جا ملیو۔ کیونکہ جدھر اکثریت ہو گی سنت اللہ کے مطابق اُدھر ہی قرآن ہو گا اور خدا تعالیٰ کی سچائیاں تجھے جماعت کی اکثریت میں ملیں گی۔ پس رسول کریم ﷺ کا یہ فرمان

---

٭ آنحضرت ﷺ کے مقاصد جو قرآن میں بیان ہوئے اُن میں ادیان باطلہ پر اسلام کا غلبہ شامل ہے۔ ناقل

بھی اسی بات کو ظاہر کرتا ہے کہ جب تک نبی کے مقاصد پورے نہ ہو جائیں جماعت کی اکثریت سچائی پر قائم رہتی ہے اور کسی عارضی اور وقتی خلل کے سوا اسکا قدم صداقت کے رستہ سے نہیں پھرتا اور عارضی اور وقتی سے مراد میری قلیل وقت ہے کہ جو نظام میں رخنہ پیدا نہیں کر سکتا۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۱۸۔ ص ۴۲۰۔ فرمودہ ۱۰/ستمبر ۱۹۳۷ء)

## لوگ جس بندے کو ذلیل کرتے ہیں،
## ممکن ہے اللہ کے نزدیک وہ بندہ قابل عزت ہو

"وہ لوگ جو قانون کا احترام کرتے ہوئے کوشش کریں گے کہ اسلامی حکومت قائم ہو اور میرے کام میں میرے ساتھ تعاون کرنا چاہیں گے انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ بدنامی انکے حصہ میں بھی آئے گی مگر خدا تعالیٰ کے حضور وہ ضرور نیک نام ہوں گے۔ دُنیا کی نگاہ میں بے شک ذلیل ترین وجود، ظالم، فاسق، فاجر، بدکار، جھوٹی سفارشیں قبول کرنے والے، لوگوں پر جبر کرنے والے اور ایمان پر چھاپہ ڈالنے والے **مشہور ہوں گے** مگر خدا تعالیٰ کے حضور وہ بڑی عزتوں کے مالک ہونگے کیونکہ خدا کہے گا کہ یہ وہ شخص ہیں جنہوں نے اپنی عزت اس لئے برباد کی کہ میری عزت دنیا میں قائم کریں۔ پس اگر اسے اس کام کے عوض دنیا میں عزت نہ ملے تب بھی وہ ابدی زندگی کا وارث ہو گا۔ اسکا نام آسمان پر ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا جائے گا اور وہی جو اُس پر اعتراض

کرنے والے ہوں گے اگلے جہاں میں اسکے سامنے خادموں کے طور پر پیش ہوں گے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۱۸۔ ص ۵۸۵۔ خطبہ ۲۶/ نومبر ۱۹۳۷ء)

## مردِ صادق ہزاروں کے مجمع میں ظاہری لحاظ سے ذلیل ہو سکتا ہے

"جب انہوں نے (یعنی مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے۔ ناقل) یہ تقریر کی تو حضرت مسیح موعود نے سن کر فرمایا یہ تو بالکل ٹھیک باتیں ہیں، ان میں سے کسی کی تردید کی ضرورت نہیں۔ وہ **ہزاروں آدمی** جو آپ (یعنی مرزا صاحب ۔ ناقل) کو اپنے ساتھ لے کر گئے تھے اُن سب نے کھڑے ہو کر آپ کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور بُرا بھلا کہنے لگ گئے کہ تُم ڈرپوک ہو، بزدل ہو، ہار گئے ہو۔ غرض آپ پر خُوب نعرے کسے گئے۔ آپ گئے تھے ہزاروں کے ہجوم میں اور نکلے ایسی حالت میں جبکہ لوگ آپ کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے۔ گئے تھے ایسی حالت میں کہ لوگ سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے جا رہے تھے اور سمجھ رہے تھے کہ ہم اسلام کا ایک پہلوان اپنے ساتھ لئے جا رہے ہیں مگر نکلے ایسی حالت میں کہ لوگ آپ کو ایک بھگوڑا قرار دے رہے تھے اور آپ کے خلاف نعرے کَس رہے تھے۔ مگر آپ نے ان باتوں کی پرواہ نہ کی اور وہاں سے واپس چل پڑے۔"

(انوار العلوم جلد ۱۷۔ ص ۱۹۲ تا ۱۹۳۔ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ تقریر ۱۲/ مارچ ۱۹۴۴ء)

## گالی سے کیا مراد ہے؟

''مصری صاحب (یعنی شیخ عبد الرحمٰن مصری۔ناقل) نے مجھے جو پہلا خط لکھا اسکا پہلا ہی فقرہ یہ ہے کہ (الفتنة نائمة لعن اللّٰہ من ایقظھا) یعنی فتنہ سو رہا ہے ،خدا کی لعنت ہو اُس پر جو اِسے جگاتا ہے۔اور جیسا کہ خط کے مضمون سے ظاہر ہے وہ مجھے فتنہ جگانے والا قرار دیتے ہیں۔۔۔ مصری صاحب اس طرح نہ یہ کہ مجھے فاسق قرار دیتے ہیں بلکہ ساری جماعت کو تلقین کرتے ہیں کہ اسے بھی میری نسبت یہی عقیدہ رکھنا چاہیے لیکن ابھی انکے نزدیک وہ گالی نہیں دیتے۔ پھر اسی اشتہار میں انہوں نے میرے متعلق لکھا ہے کہ ''غلط بات منسوب کرنے والا''۔ ''جماعت کی عقل اور اخلاص سے کھیلنے والا''۔ ''تقویٰ سے کوسوں دُور''۔ ''صریح غلط بیانی کرنے والا''۔ ''پُر فریب رستہ اختیار کرنے والا''۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود مصری صاحب نے کوئی گالی نہیں دی۔۔۔ چھ گالیاں ایک اشتہار میں دی ہیں اور پہلا خط ہی اس طرح شروع کیا ہے کہ فتنہ خوابیدہ تھا، تُم نے اسے بیدار کیا اور بیدار کرنے والے پر خدا کی لعنت ہو اور ابھی کہتے ہیں کہ میں گالیاں نہیں دیتا۔۔۔ انہوں نے مجھے مرتد قرار دیا، معزول کرنے کے لائق کہا حالانکہ میں خلیفہ ہوں۔۔۔ انہوں نے مجھے فتنہ پرداز کہا ہے۔۔۔ مجھے فاسق قرار دیا ہے۔ پھر مجھے منافق بھی کہا ہے یہ کہہ کر کہ میں جماعت کو دہریت کی طرف لے جارہا ہوں۔''

(خطبات محمود۔ جلد۱۸۔ ص۳۲۹تا۳۳۰۔ خطبہ فرمودہ ۳۰؍جولائی ۱۹۳۷ء)

## جو بات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل نہیں ہوئی، وہ کسی تابع کو حاصل نہیں ہو سکتی

"جو بات سارے رسولوں کو حاصل نہیں ہوئی حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی حاصل نہیں ہوئی وہ آپکے ایک خادم اور تابع کو حاصل ہو جائے گی۔ یہ بات نہ صرف عقلاً غلط ہے بلکہ نقلاً بھی غلط ہے۔"

(انوار العلوم جلد۲۳۔ ص۲۵۶۔ مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق اسلامی نظریہ؛ مصلحین اور مجدّدین کی مخالفت)

## مسیح موعود کے وقت میں علماء بدترین مخلوق ہونگے

"ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کی اُمت میں نبی ہو سکتے ہیں اور اِس زمانہ میں جسکے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایمان دنیا سے اٹھ جائے گا **اور علماء بدترین مخلوق ہوجائیں گے**، میری اُمت یہودیوں کے قدم بقدم چلے گی یہاں تک کہ اگر یہودیوں میں سے کسی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہو گا تو ان میں بھی ایسے ہونگے۔ اُس وقت اُنکی اصلاح کے لئے مسیح نازل ہو گا۔"

(انوار العلوم جلد۶۔ ص۲۷۔ بیعت کرنے والوں کے لئے ہدایت۔ تقریر ۲؍مئی ۱۹۲۱ء)

## حیات مسیح کا عقیدہ رکھنا آنحضرت ﷺ کی ہتک ہے

"ایک موٹا مسئلہ ہے اور اسی میں مسلمانوں کی حالت کا پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ کیسے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ مان لیا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ تو خاک کے نیچے

مدفون ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کو ذرا تکلیف پیش آئی تو خدا نے انکو آسمان پر چڑھالیا۔۔۔۔**جب انہوں نے (یعنی مسلمانوں نے۔ناقل) عیسائیوں کے مقابلہ میں حضرت نبی کریم محمد ﷺ کی اس طرح ہتک کی** تو خدا تعالیٰ نے بھی انکو ذلیل کر دیا اور فیصلہ کر دیا کہ جس طرح یہ حضرت عیسیٰ کو آنحضرت سے بڑھاتے ہیں ۔۔۔اس لئے اس نے (یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے۔ناقل) مسلمانوں کو ذلیل کیا اور عیسائیوں کو ان پر غالب کر دیا۔ یہ لوگ جوش سے کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی بگڑی ہوئی امت کو مسیح ناصری سنواریں گے، خدا نے کہا بہت اچھا ہم مسیح کے ماننے کے مدعیوں کو ہی تم پر مسلط کرتے ہیں۔ پس جو کچھ انکے ساتھ (یعنی مسلمانوں کیساتھ۔ناقل) ہو رہا ہے **آنحضرت ﷺ کی ہتک کا نتیجہ ہے۔** اور جب تک یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ سے افضل مانتے رہیں گے ذلیل رہیں گے۔ کیونکہ **خدا نے انکو سزا دی ہے**۔۔۔۔انہوں نے (یعنی مسلمانوں نے۔ناقل) حضرت عیسیٰ کو خدا بنایا۔"

(انوار العلوم جلد۶۔ص۲۶۔موازنہ مذہب۔تقریر ۹/مارچ ۱۹۲۱ء)

# قادیانی خلیفہ ثانی کا دعوائے فضیلت

## احمدیت کو ٹیڑھی نظر سے دیکھنے والوں کی نظر پھوڑ ڈالو

"میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے کہ سلسلہ کے لئے قربانیاں کر سکے۔۔۔ مسلمانوں سے ہمیں دوستی کرنے کی توفیق دے مگر یہ بھی توفیق دے کہ ہر اُس آنکھ کو جو احمدیت کو ٹیڑھی نظر سے دیکھے پھوڑ ڈالیں۔"

(انوار العلوم جلد ۱۴۔ تقریر جلسہ ۲۶/ مئی ۱۹۳۵ء۔ صفحہ ۲۲)(الفضل قادیان۔ صفحہ ۱۰۔ ۱۲ جون ۱۹۳۵ء)



## عقیدہ کی جنگ میں ہم نے دشمنوں کے گھروں میں گھس کر لتاڑا

"عقیدہ کی جنگ میں جہاں ہم نے دشمن کو ہر میدان میں شکست دی اور نہ صرف میدانوں میں اسے شکست دی بلکہ ہم اسکے گھروں پر حملہ آور ہوئے اور ہم نے اسے ایسا لتاڑا اور ایسا لتاڑا کہ اب اس میں سر اٹھانے کی بھی تاب نہیں رہی۔ دشمن کے ہر گھر میں گھس کر ہم نے اسکے باطل عقائد کو کچلا اور اسے ایسی کھلی شکست دی کہ دشمن کے لئے اس سے زیادہ کھلی اور ذلت کی شکست اور کوئی نہیں ہو سکتی۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۱۷۔ ص ۳۳۲۔ خطبہ جمعہ ۲۹/ مئی ۱۹۳۶ء، ص ۵)(الفضل ۲/ مئی ۱۹۳۶ء)

## جو مجھے چھیڑے گا وہ عرش الٰہی کو چھیڑے گا

''وہ شخص جو مجھ کو چھیڑے گا وہ مجھ کو نہیں بلکہ عرش الٰہی کو چھیڑے گا، کیونکہ خدا نے اپنے جلال کا اظہار میرے نام سے وابستہ کر دیا ہے۔''

(انوار العلوم جلد ۱۸۔ ص ۲۷۸۔ تقریر ۲۸/ دسمبر ۱۹۴۵ء۔ جلسہ سالانہ قادیان۔ تحریک جدید کی اہمیت اور اسکے اغراض و مقاصد)

## جو شخص مجھے چھوڑتا ہے وہ خدا کو چھوڑتا ہے

''میں کمزور ہوں اسکو میں مانتا ہوں۔ میں کم علم ہوں اس سے میں ناواقف نہیں۔ میں نالائق ہوں اس سے مجھے انکار نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے مجھ سے پوچھ کر مجھے خلیفہ نہیں بنایا۔ اگر وہ پوچھتا تو میں اس سے ضرور کہتا کہ مجھ میں کوئی خوبی اور لیاقت نہیں۔ مگر کون ہے جو خدا تعالیٰ سے پوچھے کہ تُو نے یہ کام کیوں کیا؟ اور کون ہے جو اسکے فیصلہ پر اعتراض کرے۔ جب اس نے مجھے اس مقام پر کھڑا کر دیا تو اب میں کھڑا ہوں۔۔۔۔ پس جو شخص مجھے چھوڑتا ہے وہ خدا کو چھوڑتا ہے۔''

(خطبات محمود۔ جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۳۶۔ سال ۱۹۳۷ء)(خطبہ فرمودہ؛ ۱۲/ نومبر ۱۹۳۷ء)

## مجھ پر اعتراض کرنا خدا پر اعتراض کرنا ہے

''ہر ایک شخص جو میری طرف ہاتھ بڑھاتا ہے۔ خدا کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے۔ اور جو مجھ پر زبان چلاتا ہے خدا کی طرف چلاتا ہے۔ اسکی ماں اسے نہ جنتی

تو اچھا تھا۔"

(سوانح فضل عمر۔ جلد ۳۔ ص ۱۰۶ تا ۱۰۷)(الفضل ۱۷/مارچ۔ ۱۹۵۵ء)

## جو مجھے چھوڑتا ہے وہ خدا اور رسول ﷺ کو چھوڑتا ہے

"جو شخص مجھے چھوڑتا ہے، وہ حضرت مسیح موعود کو چھوڑتا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کو چھوڑتا ہے وہ رسول کریم ﷺ کو چھوڑتا ہے۔ اور جو رسول کریم ﷺ کو چھوڑتا ہے وہ خدا کو چھوڑتا ہے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۱۸۔ صفحہ ۵۳۶۔ سال ۱۹۳۷ء)(خطبہ فرمودہ: ۱۲/نومبر ۱۹۳۷ء)



## خدا مجھے اپنی مرضی بتاتا ہے۔ اپنے الہام نازل کرتا ہے

"اُنہیں خدا نے خلیفہ نہیں بنایا مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور جب خدا نے اپنی مرضی بتانی ہوتی ہے تو مجھے بتاتا ہے اُنہیں نہیں بتاتا۔ پس تُم مرکز سے الگ ہو کر کیا کر سکتے ہو۔ جسکو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے، جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے، جسکو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنا دیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تُم کام کر سکتے ہو۔۔۔ اسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو، وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کام کر سکتا ہے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۲۷۔ ص ۵۷۵۔ یکم نومبر ۱۹۴۶ء)

## جو شخص میری اطاعت نہیں کرتا وہ نبی کی اطاعت سے باہر ہے

''میں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر ہوتا ہے۔''

(خلافت علیٰ منہاج النبوۃ۔ جلد سوم۔ صفحہ ۱۶۷۔ فضل عمر فاؤنڈیشن)
(الفضل انٹرنیشنل ۲۳ مئی۔ ۱۹۹۷ء۔ صفحہ ۱۲)(الفضل ۴؍ستمبر ۱۹۳۷ء)

## جو کچھ مَیں نے لکھا اِس سے بڑھ کر اسلامی مسائل کے متعلق اور کچھ نہیں لکھا جا سکتا

''باوجود اسکے کہ دنیوی علوم میں سے کوئی علم میں نے نہیں پڑھا، اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم الشان علمی کتابیں میرے قلم سے لکھوائیں کہ دُنیا اُن کو پڑھ کر حیران ہے اور وہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس سے بڑھ کر اسلامی مسائل کے متعلق اور کچھ نہیں لکھا جا سکتا۔''

(انوار العلوم۔ جلد ۱۷۔ ص ۲۱۴۔ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ تقریر ۱۲؍مارچ ۱۹۴۴ء)



## وحی والہام اور فرشتوں کے ذریعہ مجھے قرآن سمجھایا گیا ہے

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم مَیں نے فرشتوں سے پڑھا ہے اور میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ آج اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کے ماتحت **دُنیا کے پردہ پر** قرآن کریم کے مسائل کو حل کرنے کے لئے **مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں**۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ماتحت الہام اور وحی سے ایسے معانی قرآن

کریم کے مجھے سمجھائے ہیں کہ اسلام اور قرآن کریم پر سے سب اعتراضات دُور ہو جاتے ہیں اور سننے والا اِس کی خوبی کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۱۷۔ ص ۲۵۵۔ اہالیان لدھیانہ سے خطاب۔ فرمودہ ۲۳/ مارچ ۱۹۴۴ء)

تبصرہ:۔ یہ مسئلہ غور طلب ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کو کہ جن کی فضیلت کا ذکر قرآن اور احادیث میں موجود ہے جن کی نسبت فرمایا ماانا علیہ و اصحابہ۔ اُنکو وحی و الہام اور فرشتوں کے ذریعہ قرآن نہیں سمجھایا گیا تھا۔ اور نیز ایسا دعویٰ چودہ سو سال میں کسی مجدد اور ولی نے بھی نہیں کیا۔

## خدا کی طرف سے معارف و حقائق پانے کا دعویٰ

"ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود کی اس طرح تائید کرتا تھا کہ آپ پر نئے نئے علوم اور معارف کھلتے تھے اور آپ کے بعد حضرت خلیفہ اول کو بھی خدا تعالیٰ کی یہ تائید حاصل تھی۔ اب میں فخر کے طور پر نہیں بلکہ اس عہدہ اور منصب کے احترام کے لئے جس پر خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی یہ تائید (یعنی نئے نئے علوم و معارف عطا ہونا۔ ناقل) میرے ساتھ ہے۔ اسی وجہ سے میں نے مولوی محمد علی صاحب کو چیلنج دے دیا تھا کہ آئیں بالمقابل بیٹھ کر قرآن کریم کی کسی آیت یا رکوع کی تفسیر لکھیں اور دیکھیں کہ وہ کون ہے جس کے لیے خدا تعالیٰ معارف اور حقائق کے دریا بہاتا ہے اور کون ہے جس کو خدا تعالیٰ علوم کا سمندر عطا کرتا ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۴۔ ص ۴۱۴۔ خطاب جلسہ سالانہ ۷ ا مارچ ۱۹۱۹ء)

## قرآن سکھانے کے لئے مجھے خدا نے دُنیا کا استاد مقرر کیا ہے

"میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علم قرآن بخشا ہے اور اِس زمانہ میں اُس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۱۷۔ ص ۶۱۴۔ الموعود۔ تقریر ۲۸/دسمبر ۱۹۴۴ء۔ جلسہ سالانہ قادیان)

## آنحضرت ﷺ اور مرزا صاحب کے بعد دِین کے علم میں سب سے افضل ہونے کا دعویٰ

"میرے ظاہری علم کو لیا جائے تو میں کسی صورت میں بھی عالم نہیں کہلا سکتا۔ مگر میں نے قرآن کو قرآن سمجھ کر پڑھا اور اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور اب اس قابل ہوا کہ میں تمام مخالف علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ کوئی آیت لے کر مجھ سے تفسیر کلام الٰہی میں مقابلہ کر لیں، مَیں انشاء اللہ تعالیٰ تائید الٰہی سے اسکے ایسے معنے بیان کرونگا کہ دنیا حیران رہ جائے گی۔ کوئی مضمون ہو بغیر سوچنے کے کھڑا ہوتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ پر علم کے دروازے کھول دیتا ہے۔ خدا

تعالیٰ نے مجھ پر قرآن کریم کے ایسے ایسے نکات ظاہر کئے ہیں جو رسول کریم ﷺ اور مسیح موعود علیہ السلام کو مستثنیٰ کر کے اس تیرہ سو سال کے عرصہ میں کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔“

(انوار العلوم جلد ۱۱۔ ص ۶۳۔ مستورات سے خطاب۔ تقریر ۲۸ / دسمبر ۱۹۲۹ء۔ جلسہ سالانہ)

## جو میرے خلاف بولے گا وہ خاموش کرایا جائے گا

”پس جہاں تک خلافت کا تعلق میرے ساتھ ہے اور جہاں تک اس خلافت کا خلفاء کے ساتھ تعلق ہے جو فوت ہو چکے ہیں ان دونوں میں ایک امتیاز اور فرق ہے۔ انکے ساتھ تو خلافت کی بحث کا علمی تعلق ہے اور میرے ساتھ نشاناتِ خلافت کا معجزاتی تعلق ہے۔ پس میرے لئے اس بحث کی کوئی حقیقت نہیں کہ کوئی آیت میری خلافت پر چسپاں ہوتی ہے یا نہیں۔ میرے لئے خدا کے تازہ بتازہ نشانات اور اسکے زندہ معجزات اس بات کا کافی ثبوت ہیں کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور کوئی شخص نہیں جو میرا مقابلہ کر سکے۔ اگر تم میں کوئی ماں کا بیٹا ایسا موجود ہے جو میرا مقابلہ کرنے کا شوق اپنے دل میں رکھتا ہو تو وہ اب میرے مقابلہ میں اٹھ کر دیکھ لے۔ **خدا اسکو ذلیل اور رسوا کریگا** بلکہ اسے ہی نہیں اگر دنیا جہاں کی تمام طاقتیں مل کر بھی میری خلافت کو نابود کرنا چاہیں گی تو خدا انکو مچھر کی طرح مسل دیگا **اور ہر ایک جو میرے مقابلہ میں اٹھے گا گرایا جائے گا، جو میرے خلاف بولے گا وہ خاموش کرایا جائے گا اور جو مجھے ذلیل کرنے کی**

کوشش کرے گا وہ خود ذلیل اور رسوا ہو گا۔"

(انوار العلوم۔ جلد ۱۵۔ خلافت راشدہ: ص ۱۵۱۔ تقریر فرمودہ ۲۸،۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء۔ جلسہ سالانہ قادیان)

## کسی میں اِتنی طاقت نہیں کہ وہ میرے مقابلہ میں دیر تک ٹھہر سکے

"وہ پچیس سالہ نوجوان (یعنی اپنی طرف اشارہ ہے۔ناقل) جسے یہ تحقیر سے بچہ کہا کرتے تھے اسے خدا تعالیٰ نے ایسی طاقت دی کہ جب بھی کوئی فتنہ اٹھتا ہے اُس وقت وہ اسے اس طرح کچل کر رکھ دیتا ہے جس طرح مکھی اور مچھر کو مسل دیا جاتا ہے اور کسی کی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ مقابلہ میں دیر تک ٹھہر سکے۔"

(انوار العلوم۔ جلد ۱۵۔ خلافت راشدہ؛ ص ۱۵۰۔ تقریر فرمودہ ۲۸،۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء۔ جلسہ سالانہ قادیان)

## جو بھی میرے پیش کردہ اسلام کے خلاف زبان کھولے گا وہ ذلیل کیا جائے گا۔اُسکی آواز کو دبایا جائے گا

"تم مت سمجھو کہ اِس وقت میں بول رہا ہوں۔اِس وقت میں نہیں بول رہا بلکہ خدا میری زبان سے بول رہا ہے۔ میرے سامنے دین اسلام (یعنی احمدیت ۔ناقل) کے خلاف جو شخص بھی آواز بلند کریگا اسکی آواز کو دبا دیا جائے گا۔ وہ رُسوا کیا جائے گا۔ وہ تباہ اور برباد کیا جائے گا۔ مگر خدا بڑی عزت کیساتھ میرے ذریعہ اسلام (یعنی احمدیت۔ ناقل) کی ترقی اور اسکی تائید کے لیے ایک عظیم الشان بنیاد قائم کر دیگا۔"

(انوار العلوم جلد ۱۷۔ ص ۲۳۳۔ تقریر فرمودہ ۱۲؍مارچ ۱۹۴۴ء۔
میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں)
(میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ تقریر فرمودہ ۱۲؍مارچ ۱۹۴۴ء۔ صفحہ ۴۷)
(الفضل ۱۸؍فروری ۱۹۵۸ء)

## مَیں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے

"اسی غرض کے لیے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اسی غرض کیلئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ سیدھے آؤ اور خدا کے سپائیوں میں داخل ہو جاؤ۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے۔ تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ ﷺ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ میری آواز نہیں ہے، میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔ تم میری مانو! خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔"

(انوار العلوم جلد ۲۴۔ ص ۳۳۹۔ سیر روحانی ۷)
(تقریر جلسہ سالانہ ۲۸؍دسمبر ۱۹۵۳ء۔ تقریر میں آخری اقتباس)

"اللہ تعالیٰ نے میری زبان یا قلم سے قرآن کریم کے جو معارف بیان کرائے ہیں یا جو اور کوئی کام مجھ سے لیا ہے مجھ سے زیادہ جھوٹا اور کوئی نہ ہو گا اگر میں کہوں کہ یہ میرا کام ہے۔ میں جو بھی بولنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں یا قلم پکڑا ہے

میرا دماغ بالکل خالی ہوتا ہے۔ شاید سو میں سے ایک آدھ دفعہ ہی ہو جب کوئی مضمون میرا سوچا ہوا ہوتا ہے ورنہ میرا ذہن بالکل خالی ہوتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ سب کچھ اُسی کا ہے جسکا یہ سلسلہ ہے۔ اگر میں اس پر اتراؤں تو یہ جھوٹی بات ہو گی ہاں جو غلطی ہو وہ بے شک مجھ سے ہے۔ بھلا ایک انسان جو ظاہری علوم سے بالکل ناواقف اور بے بہرہ ہو وہ ان باتوں کو کیسے نکال سکتا ہے۔ جو شاید آئندہ صدیوں تک اسلام کی ترقی کے لئے بطور دلیل کام دیں گی جیسے تعزیرات ہند، ہندوستان کے لئے کام دیتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ غیر احمدی بھی اُن دلائل کو استعمال کر رہے ہیں جو میں نے پیش کئے ہیں۔ تمدن کے متعلق اسلامی تعلیم یعنی ترکِ سود، زکواۃ اور وراثت کا قیام یہ تین نکات والی سہ پہلو عمارت کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ پچھلی صدیوں میں کسی نے تیار کی ہو۔ یہ حضرت مسیح موعود کے طفیل اللہ تعالیٰ نے مجھے ہی توفیق دی ہے اور میں نے ان مسائل کو بیان کیا۔ پھر اور سینکڑوں مسائل ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے سکھائے۔ پس یہ سلسلہ خدا کا ہے آدمیوں کا نہیں۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۱۸۔ ص ۷۹۔ فرمودہ ۲۶/ مارچ ۱۹۳۷ء)

تنظیمی مجالس کے کاموں کی تفصیل ذکر کرنے کے بعد فرمایا؛

"میرا کام تو صرف ایک مزدور کا سا ہے اور میرا فرض ہے کہ خدا نے جس فقرہ کو جہاں رکھا ہے وہاں اسکو رکھ دوں۔ پس میں اپنی طرف سے کچھ نہیں

کہتا بلکہ میں وہی کچھ کہتا ہوں جو خدا نے کہا۔ اگر کوئی شخص اسے تسلیم نہیں کرتا تو اسے ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ بات خدا نے نہیں کہی ورنہ وہ میرا انکار نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کا انکار کرتا ہے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۲۱۔ ص ۲۹۱۔ خطبہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۰ء۔ خطبہ کے آخری الفاظ)
(خطبہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۰ء۔ صفحہ ۲۷۔ خطبہ کے آخری الفاظ)

## تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا، میرے ذریعہ اللہ نے وسیع مضامین لکھوائے

"عہدہ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت کے ساتھ کھولے کہ اب قیامت تک اُمت مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور ان سے فائدہ اٹھائے۔ وہ کونسا دینی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا؟۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، دینی اقتصادیات، دینی سیاسیات اور دینی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔ مجھے خدا نے اس خدمت دین کی توفیق دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کے معارف کھولے۔ جن کو آج دوست دشمن سب نقل کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے مجھے لاکھ برا بھلا کہے جو شخص دین حق کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اس کو میرا خوشہ

چیں ہونا پڑے گا اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا۔"

(انوار العلوم۔ جلد ۱۵، ص ۵۸۷۔ خلافت راشدہ؛ ص ۱۴۵۔
تقریر فرمودہ ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء۔ جلسہ سالانہ قادیان)

## ایسی تفسیر لکھی جو تیرہ سو سال ۱۳۰۰ میں کسی نے نہیں لکھی

"جب میں نے تفسیر کبیر لکھی تو لوگ اسے پڑھ کر حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ پہلے علماء نے تو وہ باتیں نہیں لکھیں، جو آپ نے لکھی ہیں۔ مجھے کئی غیر احمدیوں کی چٹھیاں آئیں کہ ہم نے تفسیر کبیر کو پڑھا ہے اس میں قرآن کریم کے اتنے معارف لکھے گئے ہیں کہ حد نہیں رہی۔۔۔۔ مفسرین کو جس آیت کی سمجھ نہ آئی اسے انہوں نے منسوخ قرار دے دیا۔ لیکن ہم چونکہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم کی ہر آیت قابل عمل ہے، اس لئے ہم ہر آیت پر فکر کرتے ہیں اور غور و فکر کے بعد اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نور اور برکت کی وجہ سے اس کو حل کر لیتے ہیں اور اسکی ایسی لطیف تفسیر کرتے ہیں جو تیراں سو سال میں کسی عالم نے نہیں کی۔ گزشتہ علماء نے اگر بعض آیتوں کی تفسیر نہیں لکھی تو اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ قرآن کریم میں بعض آیات منسوخ بھی ہیں۔ اسلئے جب کوئی مشکل آیت آجاتی وہ اس پر غور نہیں کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اگر بعد میں پتہ لگ گیا کہ یہ آیت منسوخ ہے تو ساری محنت اکارت چلی جائے گی۔ لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی کوئی آیت بھی

منسوخ نہیں اسلئے ہم ہر آیت پر غور کرتے ہیں اور اس کی صحیح تشریح تلاش کرنے میں ہمت نہیں ہارتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارا ایمان بالقرآن روز بروز ترقی کرتا جاتا ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۴۸۸۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۵۶ء میں خطابات۔۔ خطاب: ۲۷/ اکتوبر ۱۹۵۶ء)
(سبیل الرشاد، جلد ا۔ صفحہ ۱۶۳ تا ۱۶۴)

تبصرہ:۔ یہاں یہ مسئلہ غور طلب ہے کہ قادیانی خلیفہ ثانی نے تفسیر کبیر میں قرآن کی مکمل تفسیر نہیں لکھی بلکہ ۵۶ سورتوں کی تفسیر کو چھوڑ دیا ہے۔ جبکہ مسلمانوں نے قرآن کی مکمل تفاسیر لکھ چھوڑی ہیں۔

## احمدیت، دُنیا کی ھدایت کا آخری ذریعہ ہے

"احمدیت خدا تعالیٰ کا آخری جلال ہے۔ اس آخری جلال کو کم سے کم قیامت تک قائم رہنا چاہیے تا کہ ہمیشہ لوگوں میں روحانیت اور ھدایت کی طرف توجہ کے سامان پیدا ہوتے رہیں۔ اگر یہ سامان مٹ گئے تو اور کوئی ذریعہ ہدایت کا دنیا میں نہیں رہے گا۔"

(انوار العلوم جلد ۲۶۔ ص ۳۶۳۔ یکم نومبر ۱۹۵۸ء۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب)
(سبیل الرشاد۔ جلد ا۔ صفحہ ۱۵۲)

## اسلام کے احکامات کو نیا رنگ دینے کا ملکہ

"مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا ملکہ دیا ہے کہ میں اسلام کے کسی حکم کو بھی لوں، اُسے

ہر دفعہ نئے رنگ میں بیان کر سکتا اور نئے پیرایہ میں لوگوں کے ذہن نشین کر سکتا ہوں۔"

(خطبات محمود جلد ۱۶۔ ص ۸۳۵۔ خطبہ ۲۰ دسمبر ۱۹۳۵ء)

## مرزا صاحب کے مخالف کو نیک کہنا شیطانیت ہے

"جو شخص حضرت صاحب (یعنی بانی احمدیت۔ ناقل) کے منکرین کو اور آپکے دعاوی کے نہ ماننے والے کو راستباز قرار دیتا ہے اسکا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۱۔ ص ۳۱۶۔ مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے۔ اپریل ۱۹۱۱ء)

# پیشگوئی مصلح موعود

## پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق نے ہی خلیفہ ہونا تھا

[ مسیح شادی کریگا اور اسکی اولاد ہو گی ]۔اس حدیث کا اطلاق بانی احمدیت نے مصلح موعود کے مصداق پر کیا ہے اور اسکے خلیفہ ہونے کی پیشگوئی کی۔بانی احمدیت نے مصلح موعود کی صفات بیان کیں کہ وہ کلمۃ اللہ ہو گا، اسکا نام عنموائیل اور بشیر ہو گا، وہ آسمان سے آئے گا، اسکے ساتھ فضل آئے گا وغیرہ۔ اور حاشیہ میں اس پیشگوئی کو حدیث سے جوڑا؛

"قد اخبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان المسیح الموعود یتزوج ویولد لہ۔"

(رخ۵۔ص۵۷۸۔ آئینہ کمالات اسلام)(آئینہ کمالات اسلام۔ص۵۷۸)(التبلیغ۔ص۲۵۴۔اردو ترجمہ)

"اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہو گی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا **جو اس کا جانشین** (یعنی خلیفہ۔ناقل)ہو گا اور دین اسلام کی حمایت کرے گا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ص۳۲۵)(حقیقۃ الوحی۔ص۳۱۲)

گویا بانی احمدیت کے مطابق جس وجود نے مصلح موعود ہونا تھا اسی نے خلیفہ بھی بننا

تھا۔

اسی لئے جب خلیفہ اول حکیم نورالدین کے زمانۂ خلافت میں یہ خیال کرلیا گیا کہ مرزا محمود ہی مصلح موعود ہوگا تو اسے اگلا خلیفہ بنانے کی فکر ہونے لگی اور اس فکر میں مرزا محمود کا خاندان پیش پیش تھا۔ اور نیز خلیفہ اول حکیم نورالدین صاحب بھی اسی خیال سے متفق تھے۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۱۱ء میں اپنی بیماری کے دوران یہ وصیت لکھ چھوڑی کہ انکے بعد مرزا محمود خلیفہ ہونا چاہیے۔ لیکن بعد میں بیماری سے تندرستی حاصل ہوگئی تو یہ وصیت انہوں نے پھاڑ دی۔ (حیات نور۔ باب پنجم۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی وصیت ۱۹۱۱ء۔ ص ۳۹۷)

## حدیث کہ مسیح شادی کریگا اور اسکی اولاد ہوگی۔ اولاد سے مراد خاص اولاد مراد تھی یعنی ایسی اولاد جس کی پیدائش کی خبر پہلے سے دی گئی ہو

بانی احمدیت نے فرمایا؛

”اب دیکھو یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔ کیا انسان کے اختیار میں ہے کہ اول افترا کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائیں۔ پھر ایک اور نشان یہ ہے جو یہ تین لڑکے جو موجود ہیں۔ ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے آنے کی خبر دی گئی ہے چنانچہ محمود جو بڑا لڑکا ہے اس کی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی معہ محمود کے نام کے موجود ہے جو پہلے لڑکے کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا تھا جو رسالہ کی طرح کئی ورق کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے۔ اور بشیر جو درمیانی لڑکا ہے اس کی خبر ایک

سفید اشتہار میں موجود ہے جو سبز اشتہار کے تین سال بعد شائع کیا گیا تھا اور شریف جو سب سے چھوٹا لڑکا ہے اس کے تولد کی نسبت پیشگوئی ضیاء الحق اور انوار الاسلام میں موجود ہے اب دیکھو کہ کیا یہ خدائے عالم الغیب کا نشان نہیں ہے کہ ہر ایک بشارت کے وقت میں قبل از وقت وہ بشارت دیتا رہا۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۱۔ صفحہ ۲۹۹) (ضمیمہ انجام آتھم۔ ص ۱۵)

یعنی بانی احمدیت کے چاروں بیٹوں کی خبر الہام سے دی گئی تھی۔ یہ ایک بزرگ نشان تھا۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ چاروں بیٹے ہمیشہ حق پر قائم رہیں گے یا کبھی گمراہ نہیں ہوسکتے۔

## ذریت سے مراد

"ذریت سے مراد پیرو بھی ہیں۔"

(انوار العلوم جلد ۱۳۔ ص ۴۰۶۔ ۲۷ / مارچ ۱۹۳۵ء کی کاروائی سرکاری وکیل کے سوالات کے جواب میں۔ الفضل ۳۰ مارچ ۱۹۳۵ء)



## ۱۹۱۴ء میں ہی خود کو مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق سمجھا

"میں تمہیں ایک اور عجیب بات سناتا ہوں جس سے تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ خدا تعالیٰ کے کاموں میں تفاوت نہیں ہوتا۔ اشتہار سبز میں میرے متعلق خدا کے حکم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بشارت دی۔ خدا کی وحی سے میرا نام اولوالعزم رکھا۔"

(انوار العلوم جلد ۲۔ ص ۶۰۔ تقریر ۱۲، اپریل ۱۹۱۴ء۔ منصب خلافت)

''کیا تمہیں مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر اعتبار نہیں۔ اگر نہیں تو تم احمدی کس بات کے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعود نے سبز اشتہار میں ایک بیٹے کی پیشگوئی کی تھی کہ اسکا ایک نام محمود ہو گا۔ دوسرا نام فضل عمر ہو گا۔ اور تریاق القلوب میں آپ نے اس پیشگوئی کو مجھ پر چسپاں بھی کیا ہے ۔ پس مجھے بتاؤ کہ عمر کون تھا؟ اگر تمہیں علم نہیں تو سنو کہ وہ دوسرا خلیفہ تھا۔ پس میری پیدائش سے پہلے خدا تعالیٰ نے یہ مقدر کر چھوڑا تھا کہ میرے سپرد وہ کام کیا جائے جو حضرت عمرؓ کے سپرد ہوا تھا۔''

(انوار العلوم جلد ۲۔ ص ۱۷۔ کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے۔ تقریر ۲۱/ مارچ ۱۹۱۴ء)

## مصلح موعود، روحانی نسل سے ہو سکتا ہے

''وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِّلَّةَ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (الحج۔ ۷۸)۔۔۔ اب کیا ان آیات سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کے باپ کا نام ابراہیم ہوتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ جو حضرت ابراہیم کی طرز پر کام کرتا اور انکے بتائے ہوئے رستہ پر چلتا ہے اور اسلام قبول کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایسا ہے جیسے ابراہیم کا بیٹا۔ ورنہ یہ بات ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کی سینکڑوں قومیں ایسی ہیں جو اسلام میں داخل ہیں مگر حضرت

ابراہیم کی نسل سے نہیں اور نہ انکی قوم کا حضرت ابراہیم کے خاندان سے کوئی تعلق ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ ہر ایک اس شخص کو جو مسلمان ہوتا ہے اور خدا کی راہ میں کوشش کرتا ہے حضرت ابراہیم کا بیٹا قرار دیا اور بیٹے کے لفظ کو اس قدر وسیع کر دیا کہ بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل کی بھی کوئی شرط نہ رکھی تو پھر اگر آج اس خدا نے حضرت مسیح موعود کی نسل میں سے کسی کو انہیں کا بیٹا قرار دیا تو کیا حرج ہے؟ (اور نسل روحانی بھی ہو سکتی ہے۔ باقل)۔ جبکہ آج بیس کروڑ انسان جو مسلمان کہلاتے ہیں خواہ عرب کے رہنے والے ہوں یا شام کے غرضیکہ ایران، افغانستان ، ہندوستان، چین ، جاپان کے علاوہ یورپ و امریکہ کے باشندے بھی حضرت ابراہیم کے بیٹے کہلا سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں انکو ابراہیم کے بیٹے قرار دیتا ہے تو ایک شخص کو اگر حضرت مسیح موعود کا بیٹا قرار دیا گیا تو کیا غضب ہوا۔ پھر حدیث دیکھتے ہیں تو اس میں بھی بہت سے ایسے محاورات پاتے ہیں مثلاً معراج کی رات جب آنحضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے حضرت ابراہیم کی نسبت پوچھا کہ یہ کون ہیں، تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ھذا ابوک الصالح۔ یعنی یہ تیرا نیک باپ ہے اور ایسا ہی حضرت آدم کی نسبت فرمایا۔ پس جب قرآن و حدیث سے یہ بات صاف ثابت ہے تو پھر حضرت اقدس پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے کہ انکو ایک لڑکے کا وعدہ تھا جو پورا نہ ہوا۔ خدا کے وعدے ٹلا نہیں کرتے اور وہ پورے ہو کر رہتے ہیں۔ اسی طرح

یہاں بھی ہو گا۔ ان الہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدس سے لڑکا ہو گا۔ بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل (روحانی نسل بھی مراد ہو سکتی ہے۔ناقل) سے پیدا ہو گا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہو گا۔ اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔"

(انوارالعلوم جلد ا۔ ص ۱۵۰۔ صادقوں کی روشنی کو کون دُور کر سکتا ہے۔ تشحیذالاذہان، جون / جولائی ۱۹۰۸ء)

## مرزا محمود کا دعوائے مصلح موعود

۱۹۴۴ء:۔ "(خواب میں) میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفہ میں بھی مسیح موعود ہوں یعنی اسکا مشابہہ، نظیر اور خلیفہ۔ جب خواب میں مَیں نے اپنے متعلق یہ الفاظ کہے تو یکدم میں گھبرا گیا کہ میں نے یہ کیا کہہ دیا ہے، اس پر معاً مجھے القا ہوا (یعنی خواب کے اندر دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ناقل) کہ یہ وہی پیشگوئی ہے جو مصلح موعود کے بارہ میں کی گئی تھی اور جس میں بتایا گیا تھا کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود کا مثیل اور نظیر ہو گا۔ تب میں نے سمجھا کہ یہ پیشگوئی خدا نے میرے لئے ہی مقدر کی ہوئی تھی۔۔۔۔ پس میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے۔۔۔۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں ہی موعود ہوں اور کوئی موعود قیامت تک نہیں آئے گا۔ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض

اور موعود بھی آئیں گے۔۔۔۔بلکہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک زمانہ میں خود مجھ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا اور میں پھر کسی شرک کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آؤں گا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ میری روح ایک زمانہ میں کسی اور شخص پر جو میرے جیسی طاقتیں رکھتا ہو گا نازل ہو گی۔ اور وہ میرے نقش قدم پر چل کر دنیا کی اصلاح کریگا۔"

(انوار العلوم جلد ۱۷۔ صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۵۔ دعویٰ مصلح موعود کے متعلق پُر شوکت اعلان۔ فرمودہ ۲۰/ فروری، ۱۹۴۴ء)

تبصرہ:۔ مرزا محمود ؔکی مذکورہ بالا خواب کی حیثیت بانی احمدیت کی درج ذیل تحریر سے واضح ہو جاتی ہے؛

"ایک شخص خواب میں کہتا ہے کہ فلاں شخص کی مَیں ہر گز اطاعت نہیں کرونگا مَیں اُس سے بہتر ہوں تو اس سے نتیجہ نکالتا ہے کہ درحقیقت وہ بہتر ہے حالانکہ نفس کے جوش سے وہ کلام ہوتا ہے اِسی طرح نفس کے جوش سے خواب میں اور کئی قسم کے کلام کرتا ہے اور جہالت سے سمجھتا ہے کہ گویا وہ کلام خدا کی مرضی کے موافق ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۱۵)(حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۳)

جو شخص ساری زندگی یہ سوچتا اور سمجھتا رہا کہ وہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہے اور لوگ اس پر اعتراض کرتے رہے کہ تم مصداق نہیں ہو، ایسے شخص کو اس قِسم کی ہی خواب آسکتی ہے۔ کیونکہ جو امور دل و دماغ پر غالب ہوتے ہیں وہی امور خواب میں

متمثل ہو کر مختلف طریقوں سے محسوس ہوتے ہیں۔ نیز مسیح موعود کا مثیل اور خلیفہ تو مرزا محمود پہلے سے ہی تھا، مثیل ان معنوں میں کہ بیٹا باپ کا مثیل ہوتا ہے، باپ کی شکل و صورت اور عادات و اطوار بیٹے میں بھی آتے ہیں ان معنوں میں مرزا محمود اپنے باپ کا مثیل تھا اور خلیفہ تو ظاہری اعتبار سے تھا ہی۔ اس میں مرزا محمودؔ کی کوئی امتیازی خصوصیت نہیں کہ وہ اپنے باپ کے مثل ہے۔ اور صرف اس ایک خوبی کی وجہ سے اُس کا پیشگوئی مصلح موعود کا خود کو مصداق سمجھنا درست نہیں۔ میرے نزدیک مرزا محمودؔ کی یہ خواب بھی اُس کی دیگر خوابوں کی طرح محض ایک نفسانی خواب تھی، یعنی مرزا محمود کے دل کے جذبات اور خواہشات اور مضامین جو اُس کے دل و دماغ میں پچھلے تیس سال سے چل رہے تھے وہی خواب میں متمثل ہو کر دکھائی دیئے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اس سے قبل عیسائیت میں پولوس نے بھی خواب ہی کی بنا پر خود کو عظیم مصلح کے طور پر قوم کے سامنے ظاہر کیا تھا جسے آج ساری دنیا مصلح مانتی ہے چنانچہ پولوس کی خواب کے بارے میں بانی جماعت احمدیہ نے لکھا؛

"کیا ہی منحوس وہ دن تھا جب پولوس یہودی ایک خواب کا منصوبہ بنا کر دمشق میں داخل ہوا اور بعض سادہ لوح عیسائیوں کے پاس یہ ظاہر کیا کہ خداوند مسیح دکھائی دیا اور اس تعلیم کے شائع کرنے کے لیے ارشاد فرمایا کہ گویا وہ بھی ایک خدا ہے بس وہی خواب ثلیث کے مذہب کی تخم ریزی تھی۔ غرض یہ شرک عظیم کا کھیت اول دمشق میں ہی بڑھا اور پھولا اور پھر یہ زہر اور اور جگہوں میں

پھیلتی گئی۔“

(اردو ترجمہ ضمیمہ خطبہ الہامیہ۔ص۳۸)(ضمیمہ خطبہ الہامیہ۔صفحہ (د))

## جماعت شروع سے مرزا محمود کو مصلح موعود سمجھتی رہی۔
## جبکہ ابھی دعویٰ نہیں کیا تھا

مولانا غلام رسول راجیکی (مرید مرزا محمود) لکھتے ہیں؛

۱۹۱۵ء:۔ ”مصلح موعود کا نام حضرت مسیح موعود نے الہام کی بنا پر فضل عمر، بشیر اور محمود بنا کر حضرت صاحبزادہ مرزا محمود صاحب کو مخصوص کر دیا۔ باوجود مسیح موعود کی اس الہامی تخصیص کے غیر مبائعین کا اس سے انکار کرنا انکے فساد پر دال ہے، نہ صلاحیت پر۔۔۔۔ پس واقعات کے اس بین شہادت کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب (یعنی مرزا محمود۔ناقل) کے مصلح موعود ہونے کی حقیقت میں کونسی کسر باقی رہ گئی۔“

(الفضل ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء۔ص ۷)

تبصرہ:۔ معلوم ہوتا ہے کہ اختلافات کے دور میں یہ سوچ عام تھی کہ مرزا محمود ہی مصلح موعود ہے اسلئے اسے ہی خلیفہ بننا چاہیئے۔

مرزا محمود صاحب کہتے ہیں؛

”چونکہ اکثر علامات جو اُس (مصلح موعود۔ناقل) بیٹے کی بتائی گئی تھیں وہ سالہا سال سے پوری ہو رہی تھیں اس لئے **جماعت ہمیشہ مجھے یہ کہا کرتی تھی کہ مصلح**

**موعود آپ ہی ہیں۔** مگر میں نے اس امر کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور میں نے کہا جب تک خدا مجھے آپ یہ اطلاع نہ دے کہ میں اس پیشگوئی کا مصداق ہوں اُس وقت تک میرا اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیکر **دعویٰ کرنا درست نہیں ہوسکتا** یہی حالت ایک لمبے عرصہ تک رہی۔ یہاں تک کہ اس سال کے شروع میں ۵ اور ۶ کی درمیانی رات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ بتایا (حالانکہ وہ مرزا محمود کی خواب تھی۔ناقل) کہ میں ہی مصلح موعود ہوں جسکا حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا تھا۔"

(انوارالعلوم۔جلد ۱۷۔ص ۲۲۸۔میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔تقریر ۱۲/مارچ ۱۹۴۴ء)

"اس پیشگوئی کو جماعت کے کئی افراد مجھ پر چسپاں کیا کرتے تھے، مگر میں سنجیدگی سے کبھی اس مسئلہ پر غور نہیں کرتا تھا، کیونکہ جیسا کہ میں نے بارہا بتایا ہے میں سمجھتا تھا اگر اس پیشگوئی کے مصداق کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ الہام الٰہی سے دعویٰ کرے تو مجھے اپنی طرف سے اس دعویٰ کی ضرورت نہیں۔ اگر خدا میری زبان سے اس کے متعلق کوئی اعلان کرانا چاہے گا تو وہ خود کرالے گا (یعنی الہام کرکے۔ناقل)۔ اور اگر اسکے مصداق کے لئے کسی الہام کی ضرورت نہیں تو مجھے بھی کسی دعویٰ کی ضرورت نہیں۔ بہرحال یہ ایک پیشگوئی ہے جس پر غور کرکے لوگ فیصلہ کرسکتے ہیں۔ اگر اسکے لئے الہام کی ضرورت ہے تو میں بغیر الہام کے دعویٰ کرکے کیوں گناہ گار بنوں۔ جسے الہام ہوگا وہ خود

دعویٰ کر دیگا اور اگر اسکے لئے الہام کی ضرورت نہیں تو پھر دعویٰ کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ یہاں تک کہ جنوری ۱۹۴۴ء کے دوسرے ہفتہ میں مجھے ایک رؤیا ہوا۔"

(انوار العلوم جلد ۱۷۔ ص ۵۱۸ تا ۵۱۹۔ الموعود۔ تقریر ۲۸/دسمبر ۱۹۴۴ء۔ جلسہ سالانہ قادیان)

## پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق مامور من اللہ نہیں ہے

"بعض دشمنوں کی طرف سے ابھی یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ سبز اشتہار والی پیشگوئی میرے متعلق نہیں اور کہ میں خود اسکے اپنے متعلق ہونے سے انکار کرتا ہوں اس لئے میں اسکے متعلق بھی کچھ بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ بات قطعاً غلط ہے کہ میں اس (پیشگوئی۔ ناقل) کے اپنے متعلق ہونے سے انکار کرتا ہوں۔ **میں جس بات کا انکار کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس پیشگوئی کو کسی مامور کے متعلق سمجھا جائے** (یعنی پیشگوئی مصلح موعود کسی مامور سے تعلق نہیں رکھتی۔ اسکا مصداق مامور مِن اللہ نہیں۔ ناقل) جس کے متعلق یہ (پیشگوئی۔ ناقل) ہے **اسکے لئے الہاماً ایسا دعویٰ کرنا لازمی نہیں ہے**۔۔۔۔ پس دعویٰ اور وہ بھی الہاماً ضروری نہیں۔ پس میں جو بات کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ضروری نہیں جسکے متعلق یہ (مصلح موعود والی۔ ناقل) پیشگوئی ہے اسے اسکے متعلق الہام بھی ہو اور پھر وہ دعویٰ کرے۔ گو میں یہ بھی نہیں کہتا کہ ضروری ہے کہ الہام نہ ہو۔ **ممکن ہے ہو جائے** لیکن ضروری نہیں۔ **میں ابھی بچہ ہی تھا کہ**

**حضرت خلیفہ اول کا خیال تھا کہ یہ پیشگوئی میرے متعلق ہے** اور اس میں بہت سی باتیں ہیں جنہیں خدا نے میرے ذریعہ پورا کیا۔"

(خطبات محمود جلد ۱۶۔ ص ۸۵۔ یکم فروری ۱۹۳۵ء)

"میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اِس کی خبر دی تھی۔ گویا اِس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے(یعنی خلافت سے اُوپر اور ماموریت سے نیچے کا مقام ہے۔ناقل)۔"

(خطابات شوریٰ جلد دوم۔۱۸ تا ۱۹۔ خطاب؛ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء)(سوانح فضل عمر جلد ۴۔ ص ۵۰۸)

"مصلح موعود کی پیشگوئی میں بتایا گیا ہے اور پھر خدا تعالیٰ نے مجھے بھی کئی دفعہ اسکے متعلق اشارہ کیا ہے لیکن چونکہ **میں مامور نہیں ہوں** اس لئے میں ان باتوں پر زور نہیں دیتا۔ مامور اپنے الہامات دہراتا رہتا ہے اور اسکے الہامات لوگوں کے کانوں میں بار بار پڑتے رہتے ہیں اسلئے وہ باتیں پکی ہو جاتی ہیں۔ میں اپنی رؤیا کا ذکر تو کر دیتا ہوں لیکن یہ ذکر بر سبیل تذکرہ ہوتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ انکی ہر وقت تبلیغ ہوتی رہے۔۔۔"

(انوار العلوم جلد ۲۳۔ ص ۸۶۔ فرمودہ ۲۷/ دسمبر ۱۹۵۲ء۔ حضرت اماں جان کے وجود گرامی کی اہمیت)

تبصرہ:۔ یاد رہے کہ مرزا محمود کو مصلح موعود سے متعلق قطعی الہام بھی نہیں ہوا تھا بلکہ محض ایک خواب تھی جس میں مرزا محمود نے خود ہی اپنی زبان سے کہا تھا کہ میں مسیح

کا مثیل اور اسکا خلیفہ ہوں۔

## مصلح موعود کا دعویدار منافق اور مفسد بھی ہو سکتا ہے

”جس طرح پاگل آدمی کبھی نہیں مانتا کہ وہ پاگل ہے بلکہ وہ ہمیشہ یہ سمجھتا ہے کہ میں نہیں۔ دوسرے پاگل ہیں۔ اور جب اسے علاج کے لئے کہو تو وہ کہے گا میں بالکل اچھا ہوں۔ اسی طرح منافق سمجھتا ہے کہ میں منافق نہیں۔ اور خیال کرتا ہے کہ میں مصلح ہوں، حالانکہ وہ مفسد ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی آتا ہے کہ جب منافقوں سے کہا جاتا ہے کہ تم زمین میں فساد نہ کرو تو وہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو مصلح ہیں۔ مفسد نہیں۔“

(خطبات محمود جلد ۱۳۔ ص ۵۵۶۔ خطبہ ۲۶ اگست ۱۹۳۲ء)

## فالج کا حملہ اور دیگر بیماریاں

فالج یا دیگر بیماریاں کسی کے گناہگار ہونے کی علامت نہیں ہیں یہ سب اللہ کی طرف سے آزمائش ہے۔ مرزا محمودؔ کے فالج اور بیماری کا ذکر یہاں اس لیے کیا جارہاہے کہ ایک تو بانی احمدیت نے جھوٹا دعویٰ کرنے والے کی سزا فالج کو قرار دیا ہے جیسا کہ انہوں نے الیگزینڈر ڈوئی کی نسبت بیان رقم فرمایا۔ اس حساب سے مرزا محمودؔ نے بھی مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا تو اسکے بعد فالج کا حملہ ہونا مرزا محمودؔ کے دعوے کو مشکوک بنا دیتا ہے۔ دوسرا؛ مرزا محمودؔ کی فالج کی بیماری کا ذکر اس لئے بھی کیا جارہاہے کہ خود اُس نے

بھی فالج کو خدا کا عذاب قرار دیا تھا اور سید مولوی محمد احسن امروہی صاحب کی نسبت کہا تھا کہ چونکہ اُس نے میری خلافت کا انکار کیا تھا اِس واسطے خدا نے اُسے قوت عمل سے ہی محروم کر ڈالا۔

## مرزا محمود پر چاقو سے قاتلانہ حملہ ہوا

"اسی مسجد میں ایک شخص نے چاقو سے مجھ پر دو دفعہ وار کیا اور اب تک اسکے **چاقو کا ایک ٹکڑا میرے جسم میں موجود ہے**۔ ولایت میں ڈاکٹروں نے جو میرا ایکسرے لیا تھا اس سے یہ ثابت ہے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۸۔ ص ۹۹۔ خطبہ ۱۲/اپریل۔۱۹۵۷ء)

"انہوں نے (یعنی ڈاکٹروں نے۔ناقل) مزید کہا ہے کہ گزشتہ سال حملے کے نتیجے میں جو زخم لگا تھا وہ خطرناک تھا اور یہ کہ سرجن کی رائے درست نہیں تھی۔ ایکسرے فوٹو سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ **چاقو کی نوک گردن میں ٹوٹ گئی تھی** جو اَب بھی اندر ہی موجود ہے۔ اور ریڑھ کی ہڈی (Spinal Cord) کے قریب ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۱۳۲۔ پیغامات، مؤرخہ ۲۰/مئی ۱۹۵۵ء)(الفضل ۲۴/مئی ۱۹۵۵ء)

## مرزا محمود کی بیماری

"در حقیقت شوریٰ کے بعد سے طبیعت بہت زیادہ خراب ہے۔ پھر سفر پر گئے اور ربوہ سے باہر تین چار دن رہے۔ اُس وقت بھی طبیعت خراب رہی اور پھر یہ

خرابی بڑھتی چلی گئی اور آج وہ اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔ **آج میرا ہر عضو کام کرنے سے جواب دینے لگ گیا تھا۔** نظر کمزور ہو گئی تھی۔ معدہ اور انتڑیوں میں بھی خرابی پیدا ہو گئی تھی۔ اور اعصاب میں بھی نقص واقع ہو گیا تھا۔ غرض میرا کوئی عضو صحیح طور سے کام نہیں کر سکتا تھا۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۷، ص ۱۷۲۔ خطبہ ۶ / اپریل، ۱۹۵۶ء)

## اگر مَیں دعویٰ مصلح موعود میں جھوٹا ہوں، تو خدا مجھے جھوٹوں کی سزا دے

"چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر یہ انکشاف کیا گیا ہے اس لئے گو میں پہلے بھی مختلف مقامات پر اسکا اعلان کر چکا ہوں مگر اب جبکہ ساری جماعت یہاں جمع ہے میں اسکے سامنے ایک بار پھر یہ اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے اِذن اور اِس کے انکشاف کے ماتحت مَیں اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ وہ مصلح موعود جس نے رسول کریم ﷺ اور مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے ماتحت دنیا میں آنا تھا۔۔۔ وہ میں ہی ہوں اور میرے ذریعہ ہی وہ پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں۔۔۔۔ **اگر مَیں اپنے اس بیان میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے جھوٹوں کی سزا دے۔** لیکن مَیں جانتا ہوں کہ جو کچھ مَیں نے بیان کیا ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی مجھے دکھایا گیا ہے۔۔۔ مَیں پورے یقین اور وثوق کیساتھ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا دشمن خواہ کتنا زور لگا لے وہ اسلام کی تاریخ سے میرا نام نہیں مٹا سکتا (نام تو پولوس رسول کا بھی کوئی نہیں مٹا سکتا اس میں کونسی بڑی بات ہے۔ ناقل)

کیونکہ مَیں راستباز ہوں۔ اور مَیں نے **خدا تعالیٰ سے خبر پاکر** دنیا کو یہ اطلاع دی ہے اپنی طرف سے کوئی بات بیان نہیں کی۔"

(انوار العلوم جلد ۱۷۔ ص ۵۲۸۔ المو عود۔ تقریر ۲۸/ دسمبر ۱۹۴۴ء۔ جلسہ سالانہ قادیان)

## جھوٹا دعویٰ کرنے والے کی سزا فالج ہے

بانی احمدیت نے فرمایا؛

"پھر امریکہ میں عیسائیوں میں سے ایک شخص اُٹھا جس کا نام ڈوئی تھا اور اُس نے گمان کیا کہ میں بھی کچھ ہوں اور رسالت کا دعویٰ کیا اور اس بات پر اصرار کیا کہ حضرت عیسیٰ خدا ہیں اور یہ ظاہر کیا کہ گویا خدا کی طرف سے اُس کو یہی الہام ہوا ہے۔ مَیں نے اس کو لکھا کہ تو خدا پر افترا کرتا ہے اس لئے تو سخت **تباہی** کے ساتھ ہلاک ہو گا۔ سو اُسی دن سے اُس کی **تباہی** شروع ہوئی یہاں تک کہ **فالج کے عذاب** میں مبتلا ہو کر مر گیا اور اپنی **موت** سے ثابت کر گیا کہ مفتری کا یہ انجام ہوتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۳۔ صفحہ ۳۳۵)(چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۰)

"تیسواں نشان۔ ایک شخص ڈوئی نام امریکہ کا رہنے والا تھا اس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور اسلام کا سخت دشمن تھا اُس کا خیال تھا کہ میں اسلام کی بیخ کنی کروں گا۔ حضرت عیسیٰ کو خدا مانتا تھا میں نے اُس کی طرف لکھا کہ میرے ساتھ مباہلہ کرے اور ساتھ اس کے یہ بھی لکھا کہ اگر وہ مباہلہ نہیں کرے گا

تب بھی خدا اُس کو تباہ کر دے گا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی امریکہ کے کئی اخباروں میں شائع کی گئی اور اپنے انگریزی رسالہ میں بھی شائع کی گئی۔ آخر اس پیشگوئی کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی لاکھ روپیہ کی ملکیت سے اُس کو جواب مل گیا اور بڑی **ذلّت** پیش آئی اور آپ **مرضِ فالج** میں گرفتار ہو گیا ایسا کہ اب وہ ایک قدم بھی آپ چل نہیں سکتا۔ ہر ایک جگہ اُٹھا کر لے جاتے ہیں اور امریکہ کے ڈاکٹروں نے رائے دی ہے کہ اب یہ قابل علاج نہیں شاید چند ماہ تک مر جائے گا۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۲۶۔ حقیقۃ الوحی)(حقیقۃ الوحی۔ ص ۲۱۶)

تبصرہ:۔ گویا مرزا صاحب کے مطابق ڈوئی کی فالج سے موت، ذلت و تباہی اور مفتری ہونے کی نشانی تھی۔ لیکن یہ معیار صرف اُس کے لئے ہے جو جھوٹے الہام کا دعویٰ کرے۔ ایک عام بندہ جو الہام کا دعویٰ نہیں کرتا اُس کے لئے یہ کوئی ذلت و تباہی نہیں ہے۔



## امروہی صاحب پر فالج کا حملہ ہوا

مرزا محمود نے فرمایا؛

۱۹۳۷ء:۔ "مولوی محمد احسن صاحب کو ایسا ابتلاء آیا کہ وہ لاہور چلے گئے اور جا کر اعلان کیا کہ میں نے ہی اسے خلیفہ بنایا تھا اور میں ہی اسے معزول کرتا ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ نے کہا کہ تم کون ہو خلیفہ بنانے والے؟ اور چونکہ تم نے ایسا دعویٰ کیا ہے اس لئے ہم تمہیں قوت عمل سے ہی محروم کرتے ہیں۔ چنانچہ اُن

پر فالج گرا۔"

(خطبات محمود جلد ۱۸۔ ص ۷۸۔ خطبہ فرمودہ ۲۶ مارچ ۱۹۳۷ء)

تبصرہ:۔ یعنی مرزا محمود کے نزدیک چونکہ امروہی صاحب نے مرزا محمود کی خلافت کا انکار کیا تھا اِس گناہ کی وجہ سے خدا نے امروہی صاحب کو فالج میں مبتلاء کیا۔

حالانکہ امروہی صاحب کا فالج انکے کسی الہامی دعویٰ کے نتیجہ میں نہ تھا لہٰذا اسے ہم ذلت وتباہی اور مفتری کی موت قرار نہیں دے سکتے۔ امروہی صاحب نے تو امام حسین علیہ السلام کی مانند یزیدی خلافت کے خلاف بغاوت کی تھی۔

## مرزا محمود بھی "قوت عمل سے محروم" ہوا،
## اور فالج کی بیماری میں گرفتار ہوا

۱۹۴۵ء:۔ "مَیں آجکل بیمار ہوں۔ مَیں نے دیکھا ہے بعض دن مجھ پر ایسے گزرے ہیں کہ نہ میں پیشاب کے لئے جاسکتا ہوں نہ پاخانہ کے لئے، چارپائی پر ہی پاٹ رکھنا پڑتا ہے اور حالت ایسی ہوتی ہے کہ نہ دائیں کروٹ بدل سکتا ہوں، نہ بائیں۔ بالکل سیدھا لیٹا رہتا ہوں اور دس دس باراں باراں بلکہ بعض دفعہ چوبیس چوبیس گھنٹہ تک یہی حالت رہتی ہے۔ اگر اس دوران میں افاقہ بھی ہو تو بہت معمولی ہوتا ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۱۸۔ ص ۲۷۱۔ تقریر فرمودہ ۲۸/دسمبر ۱۹۴۵ء۔ جلسہ سالانہ قادیان۔ تحریک جدید کی اہمیت اور اسکے اغراض ومقاصد)

”۲۶ فروری ۱۹۵۵ء کو مجھ پر بیماری کا حملہ ہوا تھا۔“

(خطبات محمود۔ جلد ۳۷۔ ص ۳۲۹۔ خطبہ ۱۳ اگست ۱۹۵۶ء)

”جب ۱۹۵۵ء میں مجھ پر فالج کا حملہ ہوا“۔

(انوار العلوم جلد ۲۶۔ ص ۱۱۶۔ خلافت حقہ اسلامیہ اور نظام آسمانی کی مخالفت اور اسکا پس منظر۔
خطاب: ۲۷ر دسمبر ۱۹۵۶ء۔ جلسہ سالانہ ربوہ)

مرزا محمود پر فالج کا حملہ۔

(سوانح فضل عمر جلد ۳۔ صفحہ ۱۰۵۔ صفحہ ۱۰۸، صفحہ ۱۳۵، ۱۳۴)

”اب ۶۸ سال کی عمر کا ہوں، اور فالج کی بیماری کا شکار ہوں۔“

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۳۰۹۔ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے پہلے سالانہ اجماع کے لئے پیغام۔ جولائی ۲۴ر ۱۹۵۶ء)

۱۹۵۵ء:۔ ”جیسا کہ آپ کو معلوم ہے گزشتہ ہفتہ ۲۶ فروری کو مغرب کے قریب مجھ پر بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا اور تھوڑے سے وقت کے لئے میں ہاتھ پاؤں چلانے سے معذور ہو گیا۔۔۔ آدمیوں کے سہارے سے ایک دو قدم چل سکتا ہوں مگر وہ بھی مشکل سے۔ اور چلنے سے پیر لڑ کھڑا جاتے ہیں اور گھٹنوں میں درد معلوم ہوتی ہے۔ دماغ اور زبان کی کیفیت ایسی ہے کہ میں تھوڑی دیر کے لئے بھی خطبہ نہیں دے سکتا اور ڈاکٹروں نے دماغی کاموں سے قطعی طور پر منع کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ معمولی ملاقاتوں سے بھی۔ انکے خیال میں مجھے کسی چیز کے متعلق سوچنا نہیں چاہیے۔“

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۹۱ تا ۹۲۔ پیغامات، مؤرخہ ۱۱ر مارچ ۱۹۵۵ء)

تبصرہ:۔ اگرچہ ”دعویٰ مصلح موعود“ کے ایک سال بعد ”قوت عمل سے محرومی“ کی علامات ظاہر ہوچکی تھیں۔ لیکن باقائدہ طور سے فالج کا حملہ دعوے کے دس سال بعد ہوا۔

[برادر عزیز سیٹھ صاحب کے نام مکتوب؛]

”مجھے جس دن فالج کا حملہ ہوا تھا اُس سے ایک یا دو روز قبل آپ کو خط لکھ چکا ہوں، امید ہے کہ مل گیا ہوگا۔ اس دوران میں آپ نے اخباروں میں پڑھ لیا ہوگا کہ مجھ پر فالج کا حملہ ہوا۔ اور اب میں پاخانہ پیشاب کے لئے بھی امداد کا محتاج ہوتا ہوں۔ دو قدم بھی چل نہیں سکتا۔ گزشتہ سال دوستوں نے مشورہ دیا تھا کہ امریکہ علاج کے لئے جانا چاہیے۔ اور انہوں نے مل کر شوریٰ میں بھی ایک چندہ کی سکیم بنائی تھی۔۔۔ بیماری کے اس حملہ کے بعد زندگی کا تو سوال ہی نہیں رہا۔ کیونکہ زندگی کوئی اہم چیز نہیں ہے۔ سوال یہ پیدا ہوگیا ہے کہ میرا دماغ بیکار ہوگیا ہے۔ نہ میں سوچ سکتا ہوں، نہ میں تفصیلی طور پر کوئی سکیم اسلام کی فتح کی بنا سکتا ہوں۔ نہ تفسیر لکھ سکتا ہوں۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں یورپ ہو آؤں تا کہ میں کام کے قابل ہو جاؤں۔ ایسی حالت میں میں بیوی بچے پیچھے نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لئے سب کو ساتھ ہی لئے جا رہا ہوں۔“

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۱۰۱ تا ۱۰۲۔ پیغامات، مؤرخہ ۱۱/مارچ ۱۹۵۵ء)(الفضل ۱۷/مارچ ۱۹۵۵ء)

”مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور اب میں پاخانہ پیشاب کے لیے بھی امداد کا محتاج

ہوں۔ اور دو قدم بھی چل نہیں سکتا۔"

(الفضل ۱۲/ اپریل۔ ۱۹۵۵ء)(سوانح فضل عمر جلد ۳۔ صفحہ ۱۰۵)

"احباب کو علم ہے کہ اس سال کے شروع میں مجھ پر ایک نہایت ہی خطرناک بیماری کا حملہ ہوا تھا اور اب تک اس بیماری کے آثار چلے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے دماغ کو اتنا صدمہ پہنچا ہوا ہے کہ میں بڑی جلدی تھک جاتا ہوں۔ دو منٹ بھی بات کروں تو دماغ میں کوفت محسوس ہوتی ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۱۶۹۔ مجلس انصار اللہ و خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں خطابات۔ فرمودہ ۲۰/ نومبر ۱۹۵۵ء)

"فالج کی وجہ سے میری نظر کمزور ہو گئی ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۱۷۱۔ مجلس انصار اللہ و خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں خطابات۔ فرمودہ ۲۰/ نومبر ۱۹۵۵ء)



## مرزا محمود کی فالج کی بیماری سے کچھ احمدی لوگ تنگ تھے اور اُنہیں معزول کرنا چاہتے تھے

[مرزا محمود نے لکھا ہوا پیغام بھجوایا کیونکہ فالج کی وجہ سے جلسہ میں شرکت نہیں کر سکتا تھا؛]

"چند بے دِین نوجوان جماعتوں میں آدمی بھجوا رہے ہیں کہ **خلیفہ بڈھا ہو گیا ہے اسے معزول کرنا چاہیے**۔ اگر واقع میں مَیں کام کے قابل نہیں ہوں تو آپ لوگ آسانی کیساتھ ایک دوسرے قابل آدمی کو خلیفہ مقرر کر سکتے ہیں اور اس

سے تفسیر قرآن لکھواسکتے ہیں۔ میری تفسیریں مجھے واپس کر دیجئے اور اپنے روپے لے لیجئے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر یا جس کی تفسیر کو آپ پسند کریں اُسے پڑھا کریں۔ اور جو نئی تفسیر میری چھپ رہی ہے اسکو بھی نہ چھُوئیں۔ یہ اول درجہ کی بے حیائی ہے کہ ایک شخص کی تفسیروں اور قرآن کو دنیا کے سامنے پیش کر کے تعریفیں اور شہرت حاصل کرنی اور **اُسی کو نکمّا اور ناکارہ قرار دینا**۔ مجھے آج ہی اللہ تعالیٰ نے الہام سے سمجھایا (غالباً دل کے خیال کو اللہ کا الہام کہہ رہے ہیں۔ناقل)۔ کہ ''آؤ ہم مدینہ والا معاہدہ کریں۔'' یعنی جماعت سے پھر کہو کہ یا تم مجھے چھوڑ دو اور میری تصنیفات سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔ نہیں تو میرے ساتھ وفاداری کا ویسا ہی معاہدہ کرو جیسا کہ مدینہ کے لوگوں نے مکہ کی عقبیٰ جگہ پر رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ کیا تھا۔۔۔ سو گو میرا حافظ خدا ہے اور اسکے دیئے ہوئے علم سے آج بھی میں ساری دنیا پر غالب ہوں لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنی جماعت کا امتحان لے اور اس سے کہہ دے کہ ''آؤ ہم مدینہ والا معاہدہ کریں'' سو تم میں سے جو شخص خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر قسم کھا کر معاہدہ کرتا ہے کہ وہ اپنے آخری سانس تک وفاداری دکھائے گا وہ آگے بڑھے وہ میرے ساتھ ہے اور میں اور میرا خدا اسکے ساتھ ہے۔ لیکن جو شخص دنیوی خیالات کی وجہ سے اور منافقوں کے پراپیگنڈا کی وجہ سے بزدلی دکھانا چاہتا ہے اسکو میرا آخری سلام۔ میں کمزور اور

بوڑھا ہوں لیکن میرا خدا کمزور اور بوڑھا نہیں۔ وہ اپنی قہری تلوار سے ان لوگوں کو تباہ کر دیگا جو کہ اس منافقانہ پراپیگنڈا کا شکار ہوں گے۔"

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۳۰۹ تا ۳۱۰۔ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے پہلے سالانہ اجماع کے لئے پیغام۔ جولائی ۱۹۵۶/۲۴ء)

## مرزا محمودؔ کے نزدیک اُس پر فالج کا حملہ خدا کی طرف سے نہ تھا بلکہ کسی کی بُری نظر لگ گئی تھی

۱۹۵۶ء:۔ "یہودیوں نے (آنحضرت ﷺ پر) جادو کر دیا تھا۔ دراصل یہ جادو نہیں تھا بلکہ یہودیوں اور دوسرے دشمنوں نے آپ کی صحت کو خراب کرنے کے لیے توجہ ڈالنی شروع کر دی تھی اور توجہ کا اثر ہو جاتا ہے (یعنی نظر بد۔ ناقل)۔۔۔۔ یہی بات یہاں ہے (یعنی میری بیماری کے معاملہ میں بھی یہی بات ہے۔ ناقل) اگر بعض لوگ کسی شخص کو اپنا دُشمن خیال کریں اور اُس پر توجہ کرنا شروع کر دیں کہ وہ بیمار ہو جائے تو آہستہ آہستہ اُس کا دماغ اثر قبول کرنا شروع کر دیتا ہے اور وہ اِس **وہم** میں مبتلاء ہو جاتا ہے کہ میں بیمار ہوں۔ مجھ پر بھی یہی اثر ہوا مگر ۲۹ جولائی کو ۵ بجے صبح مری میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الفاظ میری زبان پر جاری ہوئے کہ **"الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے تو مجھے بالکل اچھا کر دیا مگر میں اپنی بدظنی اور مایوسی کی وجہ سے اپنے آپ کو بیمار سمجھتا ہوں"۔** یعنی مجھے اپنے نفس پر بدظنی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو پوری طرح جذب

نہیں کرتا۔ اور بیماری کے متعلق یہ مایوسی ہے کہ وہ ابھی دُور نہیں ہوئی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے بالکل صحت عطا فرمادی ہے۔ عجیب بات ہے کہ یہی بات مجھے جرمنی اور سوٹزرلینڈ کے ڈاکٹروں نے کہی۔ ایک بہت بڑے ڈاکٹر نے مجھے کہا کہ آپ بالکل اچھے ہیں اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ آپ میرے علاوہ یہاں کے سوا اچھے ڈاکٹروں سے بھی اپنا معائنہ کرائیں تو وہ یہی کہیں گے کہ آپ بالکل اچھے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ آپ انہیں بتائیں نہیں کہ آپ پر فالج کا حملہ ہوچکا ہے۔ اگر آپ بتادیں گے تو وہ بھی وہم کرنے لگ جائیں گے۔ ۔۔۔یہی بات اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام میں بتائی ہے کہ میں بدظنی اور مایوسی کی وجہ سے اپنے آپ کو بیمار سمجھتا ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بالکل صحت عطا فرمادی ہے۔ چنانچہ یہ بالکل درست ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بیماری کا کوئی اثر باقی نہیں رہا۔ صرف کام کرنے کے بعد ایک کوفت سی میں اپنے جسم میں محسوس کرتا ہوں۔ ۔۔۔میں نے اِن دنوں میں قرآن کریم کے بائیس پاروں کا ترجمہ مکمل کرلیا ہے۔۔۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت دے دی ہے ۞ ۔۔۔پس جو کام بڑے بڑے علماء پانچ سال کے عرصہ

---

۞ یاد رہے کہ تفسیر کبیر کی تیاری میں علماء کی مدد بھی شامل تھی۔ چنانچہ مرزا محمود صاحب فرماتے ہیں؛ ”مولوی صاحب مرحوم میرے استاد تھے۔۔۔ تفسیر کبیر جلد سوم شائع ہوچکی ہے اسکی لغت، ترجمہ اور تدوین کا اکثر کام انکے سپرد کیا گیا تھا۔ گو آخری حصہ کے وقت مولوی صاحب وفات پاچکے تھے

میں بھی نہیں کر سکتے تھے وہ خدا تعالیٰ نے فضل سے میں نے تھوڑے عرصہ میں کر لیا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت دے دی ہے اور خدا تعالیٰ کے تازہ الہام سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۷۔ ص ۳۲۹ تا ۳۳۰۔ خطبہ ۱۳ اگست ۱۹۵۶ء)

۱۹۵۷ء:۔ "میرا کوئی چھوٹا پوتا یا نواسہ آجائے تو وہ مجھے بیمار نہیں سمجھتا، وہ میرا ہاتھ پکڑ لے تو میں فوراً گھبرا جاتا ہوں کہ کیا ہو گیا ہے اور میرا ہاتھ کدھر چلا گیا ہے۔"

(خطابات شوریٰ۔ جلد سوم۔ ص ۷۰۷ تا ۷۰۸۔ مجلس مشاورت ۱۹۵۷ء)(سوانح فضل عمر۔ ۳۔ ص ۱۳۴)

۱۹۵۷ء:۔ "ڈاکٹر حیران تھے اور کہتے تھے کہ آپکا فالج عجیب ہے۔ فالج والوں کے ہاتھ ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔ میرے ہاتھ کی صرف حِس میں فرق ہے۔ ذرا سی گرم چیز بھی ہاتھ میں پکڑ لوں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں نے آگ کا انگارا ہاتھ میں پکڑ لیا ہے۔"

(خطابات شوریٰ۔ جلد سوم۔ ص ۷۰۹۔ مجلس مشاورت ۱۹۵۷ء)(سوانح فضل عمر۔ ۳۔ ص ۱۳۵)

۱۹۵۸ء:۔ "مجھے پچھلے دنوں یہ بھی وہم ہونا شروع ہو گیا کہ مجھ پر فالج کا حملہ

---

تاہم تیسری جلد جو شائع ہوئی ہے اس کی تدوین لغت اور ترجمہ کا بہت کچھ کام انہوں نے ہی کیا۔ انکی وفات کے بعد مولوی نور الحق صاحب کے سپرد یہ کام کیا گیا۔"
(خطبات محمود جلد ۳۔ خطبات نکاح۔ نکاح نمبر ۱۳۲۔ ۲۸/جون ۱۹۴۵ء)

بڑھ رہا ہے یا دوبارہ فالج ہو گیا ہے مگر ڈاکٹروں سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہماری طب میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ فالج کا حملہ زیادہ بھی ہو سکتا ہے اور دوبارہ حملہ کے لیے بے ہوشی ہونی ضروری ہوتی ہے جیسے پہلے یکدم کچھ بے ہوشی ہوئی اور پھر فالج کا حملہ ہو گیا۔ پس انہوں نے کہا کہ آپ کو فالج کا دوبارہ دَورہ نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ کو بیہوشی نہیں ہوئی اور فالج کے حملہ میں زیادتی طبی اصول کے خلاف ہے۔“

(خطبات محمود جلد،۳۹۔ ص۲۹ تا ۳۰۔ خطبہ ۲۱ فروری ۱۹۵۸ء)

## منکرین خلافت احمدیہ جان چکے تھے کہ مرزا محمود پر فالج کا حملہ انکے جھوٹے دعوائے مصلح موعود کی وجہ سے آیا ہے

ایک شخص ”سبط نور صاحب“ نے اخبار ”پیغام صلح“ (جو لاہوری جماعت کا اخبار ہے) میں ایک مضمون شائع کیا۔ جس کی نسبت مرزا محمود کا بھائی مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

”یہ دل آزار مضمون ۔۔۔۔ سبط نور صاحب حضرت خلیفہ ثانی کی موجودہ بیماری کو اپنے ناپاک طعن و تشنیع کا نشانہ بنا کر اعتراض کرتے ہیں کہ چونکہ انہوں نے نعوذ باللہ مصلح موعود کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا اور خدا پر افترا باندھا تھا اس لئے خدا نے انکو بیمار اور لاچار اور گویا اپاہج کر کے بستر میں لٹا دیا۔“

(مضامین بشیر جلد ۴۔ ص ۲۴۹۔ الفضل ۱۹/ ستمبر ۱۹۶۱ء)

۱۹۶۱ء:۔ ”حضور (یعنی مرزا محمود۔ ناقل) قریباً اڑھائی ماہ سے اپنے کمرے کے

اندر ہی رہے ہیں اور کسی وقت بھی باہر تشریف نہیں لائے۔۔۔۔(چائے کی دعوت کے بہانے انکو باہر لایا گیا۔ناقل) چنانچہ شام کے وقت حضور کو کرسی پر بٹھا کر باہر لایا گیا اور حضور چند منٹ تک باغ کی کھلی ہوا میں دلکش منظر کے سامنے بیٹھے رہے اور وہیں بیٹھ کر چائے بھی نوش فرمائی۔"

(مضامین بشیر جلد ۴۔ص ۲۴۸۔الفضل ۱۴/ستمبر ۱۹۶۱ء)

تبصرہ:۔ گویا مرزا محمود کا ۱۹۵۶ء میں یہ کہنا کہ اللہ نے اُسے بالکل صحت مند کر دیا ہے اور بیماری کے اثرات باقی نہیں رہے واقعات کے خلاف ہے۔

ہمیں اس بات سے بھی کوئی بحث نہیں کہ مرزا محمود صاحب پر فالج کا حملہ کم نوعیت کا تھا یا زیادہ نوعیت کا۔ نیز اس فالج کے نتیجہ میں انہوں نے اپنی ناقص اور غلط قسم کی تفسیریں لکھیں یا نہیں لکھیں کیونکہ ناقص علمی مواد الیگزینڈر ڈوئی نے بھی اپنے پیچھے چھوڑا تھا۔ ان امور سے ہمیں کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو بھی ڈھیل دے رکھی ہے اور شیطان کو بھی کھلا چھوڑا ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی چالوں سے گمراہ کرے۔ ہمارا اصل مقصد مرزا محمود کی فالج کی بیماری سے ہے کیونکہ اس بیماری کو مرزا صاحب نے **جھوٹے کی ذلت اور تباہی** قرار دیا ہے۔ اور جس طرح الیگزینڈر ڈوئی جھوٹے دعویٰ کے کچھ عرصہ بعد مر گیا، اسی طرح مرزا محمود بھی دعویٰ مصلح موعود کے چند سال بعد مر گئے اور اپنی موت کی مشابہت جھوٹے مدعی سے دے گئے۔ کیونکہ اب حق کے متلاشی پر یہ جاننا مشکل ہو گیا ہے کہ مرزا محمود کو سچا مصلح موعود مانے یا نہیں۔ اور ہماری

غرض بھی ان تمام حوالہ جات کے پیش کرنے سے یہ ہے کہ مرزا محمود صاحب کا دعویٰ مصلح موعود مشکوک اور مشتبہ ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ مرزا محمود اور اسکی جماعت کو ترقی ملی ہے تو یہ تمام ترقیات عیسائیت اور یہودیت سے بھی وابستہ ہیں اُن کو اللہ نے قرآن میں مفتری اور باطل اور کذاب قرار دیا ہے پھر بھی انہیں دنیا میں ترقیات ملتی آئی ہیں۔ لہٰذا ترقیات کا دکھاوا کرکے بے وقوفوں اور نادانوں اور بچوں کو تو بے وقوف بنایا جاسکتا ہے مگر وہ لوگ جو قرآن کا علم جانتے ہیں اِس بات سے واقف ہیں کہ یہ دنیاوی ترقیات صداقت کا معیار ہرگز نہیں ہیں۔

# رؤیا کشوف اور الہامات کی حیثیت

## تحریرات بانی احمدیت

**تعارف:۔** مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مطابق کُل تین اقسام کے لوگ ہیں جن پر سچی خوابیں اور الہام نازل ہوتے ہیں۔ پہلی اور دُوسری قسم میں عام لوگ اور مومنین شامل ہیں جبکہ تیسری قسم میں صرف انبیاء کرام شامل ہیں۔

مرزا صاحب کے نزدیک پہلی اور دوسری قسم کے لوگوں کی خوابوں اور الہاموں میں شیطانی دخل بہت ہوتا ہے اسلئے اُنکے خواب اور الہام قابل اعتبار نہیں ہوتے اور صرف تیسری قسم کے لوگ شیطانی دخل سے مکمل پاک ہوتے ہیں جو نبی و رسول ہوتے ہیں۔



### پہلی قسم کے لوگوں کے بارے میں فرمایا:

”اُنکی خوابوں اور الہاموں میں شیطانی دخل بہت ہوتا ہے۔“

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۱۳)(حقیقہ الوحی۔ ص۱۱)

### دُوسری قسم کے لوگوں کے بارے میں فرمایا:

” اُنکی بعض دعائیں بھی منظور ہو جاتی ہیں مگر عظیم الشان کاموں میں نہیں کیونکہ انکی راستبازی کامل نہیں ہوتی۔۔۔۔اگر کوئی ابتلاء پیش آوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ بلعم کی طرح انکا انجام بد نہ ہو اور ملہم بننے کے بعد کتّے سے تشبیہ نہ

دیے جائیں کیونکہ انکی علمی اور عملی اور ایمانی حالت کے نقصان کی وجہ سے شیطان انکے دروازے پر کھڑا رہتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۱۴)(حقیقہ الوحی۔ ص ۱۲)

"نیم ملاں خطرہ ایمان، وہ اپنی معرفت ناقصہ کی وجہ سے خطرہ کی حالت میں ہے۔۔۔چونکہ اسکی فطرت میں ابھی شیطان کا حصہ باقی ہے اس لئے شیطانی القاء سے بچ نہیں سکتا۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۱۶)(حقیقہ الوحی۔ ص ۱۳)

## تیسری قسم کے لوگوں کے بارے میں فرمایا:

"خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۷۰)(حقیقہ الوحی۔ ص ۶۷)

"شیطان اُس پر تصرف کرنے سے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ اُس میں شیطان کا کوئی حصہ نہیں رہتا۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۱۸)(حقیقۃ الوحی۔ صفحہ ۱۶)

تبصرہ:۔ یہ درجہ اور مقام صرف نبیوں کا ہوتا ہے اسلئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے۔

## تیسری قسم کے لوگوں کی تائید میں ہزاروں نشان ظاہر ہوتے ہیں:

"ہزارہا نشان اُن کی تائید اور نصرت میں ظاہر ہوتے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۵۵)(حقیقۃ الوحی، صفحہ ۵۳)

''ہزاروں نشان میری تصدیق کے ظاہر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور آئندہ ہونگے۔''

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۴۸)(حقیقۃ الوحی، صفحہ ۴۱)

**تیسری قسم کے انسانوں کی پیشگوئیوں میں کثرت ہوتی ہے:**

''یاد رہے کہ جیسا کہ تیسری قسم کے لوگوں کی خوابیں نہایت صاف ہوتی ہیں اور پیشگوئیاں اُن کی تمام دُنیا سے بڑھ کر صحیح نکلتی ہیں اور نیز وہ عظیم الشان اُمور کے متعلق ہوتی ہیں اور اس قدر اُن کی کثرت ہوتی ہے کہ گویا ایک **سمندر** ہے۔''

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۵۷)(حقیقۃ الوحی، صفحہ ۵۵)

**تیسری قسم نبیوں اور رسولوں کی ہے:**

''ایک بڑی علامت کامل تعلق کی یہ ہوتی ہے کہ جس طرح خدا ہر ایک چیز پر غالب ہے اسی طرح وہ ہر ایک دشمن اور مقابلہ کرنے والے پر غالب رہتا ہے۔ کتب اللّٰہ لاغلبن انا و رسلی۔''

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ ص ۱۷۔ حاشیہ)(حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۵۔ حاشیہ)

''خدا کا کلام اُس پر اُسی طرح نازل ہوتا ہے جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے اور وہ ظن سے پاک اور یقینی ہوتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ ص ۱۸)(حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۵)

**خلاصہ کلام:**

حقیقۃ الوحی میں بیان کردہ تینوں اقسام کے لوگوں کو جاننے سے معلوم ہوا کہ نبیوں اور رسولوں کے سوا جس قدر دُنیا میں لوگ پائے جاتے ہیں خواہ وہ عام لوگ ہوں، مومنین ہوں، اولیاء کرام ہوں، ملھمین ہوں۔ اُن سب کی خوابوں اور الہاموں میں شیطانی دخل ممکن ہے اِس لئے اُنکے خواب اور الہام قابل اعتبار نہیں ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب کی جماعت کے اندر جتنے احمدی بزرگوں نے خوابوں اور الہاموں کے دعوے کیے اُن سب کی نسبت مرزا صاحب نے خدشات ظاہر فرمائے۔ اور اپنی جماعت کو منع کیا کہ وہ اپنی خوابوں اور الہاموں کے پیچھے مت پڑیں۔ گویا مرزا صاحب کا یہ شعر کہ

وہ خدا اَب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

اِس کا اطلاق صرف تیسری قسم کے لوگوں کی خوابوں اور الہاموں پر ہوتا ہے جو نبی و رسول ہوتے ہیں۔ نہ یہ کہ ہر احمدی کی خواب اور الہام پر۔ چنانچہ تیسری قسم کے علاوہ جس قدر بھی لوگوں کو خواب اور الہام ہوتے ہیں چونکہ اُن میں شیطان کا دخل ممکن ہے اِس لئے اُن کی طرف توجہ نہ دینے پر مرزا صاحب نے بہت زور دیا ہے۔

-------------

## رسول کے سوا ہر ایک ملہم اور خواب بین نیم مُلاں خطرۂ ایمان ہے

[ملہم اور خواب بین کو اگر اظہار علی الغیب کا مرتبہ نصیب نہ ہو تو اسکی

حالت نیم ملا خطرۂ ایمان والی ہے]

''بلعم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہچاننے میں دھوکا کھایا اور اُس کو اُن کا وہ عالی مرتبہ برگزیدگی کا معلوم نہ ہو سکا جس سے ڈر کر وہ ادب اختیار کرتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں یہودیوں میں کئی ملہم اور خواب بین تھے۔ مگر چونکہ وہ نشیب میں تھے اور اظہار علی الغیب کا اُن کو مرتبہ نہیں دیا گیا تھا اِس لئے وہ حضرت عیسیٰ کو شناخت نہ کر سکے اور اپنے جیسا بلکہ اپنے سے بھی کم ایک انسان سمجھ لیا۔ اور خواب بینوں یا الہام یابوں کے لئے یہ ایک ایسا ابتلاء ہے کہ اگر خدا کا فضل نہ ہو تو اکثر اس میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور نیم ملا خطرۂ ایمان کی مثل اُن پر صادق آجاتی ہے۔ اس لئے قیام نشیب اور اظہار علی الغیب کا فرق یاد رکھنے کے لائق ہے۔''

(روحانی خزائن جلد ۱۴۔ ص ۴۴۳)(حقیقت المھدی۔ ص ۹)

تبصرہ:۔ اظہار علی الغیب کا اطلاق قرآن کریم کے مطابق صرف رسولوں پر ہوتا ہے۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

(الجن: ۲۶ تا ۲۷)

یعنی اللہ تعالیٰ **اظہار علی الغیب کا مرتبہ** سوائے رسولوں کے کسی کو نہیں دیتا۔ چنانچہ **اظہار علی الغیب** کے مرتبہ کی نسبت مرزا صاحب فرماتے ہیں؛

## اظھار علی الغیب کامرتبہ رسولوں سے خاص ہے:

”ومن آیات صدقی انہ اظھرنی علیٰ کثیر من امور الغیب وھو لا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا الذین ھم یرسلون۔“

ترجمہ:۔ میری سچائی کے نشانوں میں سے یہ بھی ایک نشان ہے کہ اُس نے مجھے **کثیر امور غیب** پر مطلع کیا ہے۔ اور وہ سوائے اپنے **رسولوں** کے کسی پر غیب کے امور ظاہر نہیں کرتا۔“

(تبلیغ۔ اردو ترجمہ۔۱۲۵۔ انجمن اشاعت اسلام لاہور)
(روحانی خزائن ۵۔ ص ۴۸۳)(آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۴۸۳)



## اظھار علی الغیب کامرتبہ نبیوں سے خاص ہے:

”فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۔۔۔ جسکے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرورت اس پر مطابق آیت **لا یظھر علیٰ** غیبیہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔“

(روحانی خزائن جلد ۱۸۔ ص ۲۰۸)(ایک غلطی کا ازالہ۔ ص ۳)

## قرآن نے رؤیا، کشوف اور الہامات پانے والے لوگوں کو خیر البریہ (بہترین مخلوق) قرار نہیں دیا

”خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ان الذین اٰمنوا و عملوا الصالحات اولئك ھم خیر البریة (البیّنہ:۸) یہ نہیں کہا کہ جن کو کشوف اور الہامات ہوتے ہیں وہ

خیر البریہ ہوتے ہیں۔ یادرکھو! ایسی باتیں ہرگز زبان پر نہ لاؤ جو قال اللہ اور قال الرسول کے برخلاف ہوں۔ اس قسم کے الہامات کچھ چیز نہیں۔۔۔۔ جن الہامات کی تائید میں خدا تعالیٰ کا فعل نہیں ہوتا اور نشانات الٰہیہ گواہی نہیں دیتے وہ ایسے ہوتے ہیں جیسے نالہ کا پانی۔"

(ملفوظات جلد ۵۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ صفحہ ۳۶۷تا۳۶۸)(بیان فرمودہ؛ ۱۱نومبر ۱۹۰۷ء)

"ہماری جماعت میں کوئی پچاس ساٹھ آدمیوں کے قریب ہونگے جو اِس قسم کے (یعنی الہام پانے کے۔ناقل) دعوے کرتے ہیں۔ دیکھو **آنحضرت ﷺ نے جب صاحب وحی ہونے کا دعویٰ کیا تھا تو وہ بے نشان نہ تھا۔**"

(ملفوظات جلد ۵۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ صفحہ ۳۶۶)(بیان فرمودہ؛ ۱۱نومبر ۱۹۰۷ء)

تبصرہ:۔ نشانات کی گواہی اُس طرز پر چاہیئے جو مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی میں تیسری قسم کے لوگوں کی نسبت بیان کی ہے جو صرف رسولوں سے خاص ہے۔

## الہام کا دعویٰ کرنے والے کو دو سو نشان دکھانے چاہئیں

"خدا تعالیٰ کے ملہم کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کلام (یعنی الہام۔ناقل) کے ساتھ جو اُس پر نازل ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا فعل بھی ہو کیونکہ جیسا کہ جب سورج طلوع کرتا ہے تو اس کے ساتھ سورج کی تیز شعاعیں بھی ہونی ضروری ہیں ایسا ہی خدا کا کلام کبھی اکیلا نازل نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ خدا کا فعل بھی ہوتا ہے یعنی انواع واقسام کے **معجزات** اور انواع و اقسام کی تائیدات اور برکات ساتھ

ہوتی ہیں ورنہ کمزور انسان کیونکر سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے پس جس شخص نے خدا کے کلام نازل ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے ساتھ وہ **کھلے کھلے معجزات** اور تائیدات شامل نہیں اس کو خدا سے ڈرنا چاہیے اور ایسا دعویٰ ترک کرنا چاہیے اور پھر یہ دعویٰ صرف اس قدر بات سے صادق نہیں ٹھہر سکتا کہ وہ ایک دو نشان جو سچ ہو گئے ہیں پیش کرے بلکہ کم سے کم دو تین سو خدا کے **کھلے کھلے نشان** چاہئیں جو اس کی تصدیق کریں۔ اور پھر علاوہ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف نہ ہو۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۴۹۵)(تتمہ حقیقۃ الوحی، صفحہ ٦۰)

بتصرہ:۔ دو تین سو کھلے کھلے نشان کا تعلق رسولوں سے خاص ہے جن کو **اظہار علی الغیب** کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ غیر رسولوں سے اس کا تعلق نہیں۔

## لوگوں کا اپنے باطل عقائد کی تائید میں اپنے خواب اور الہام پیش کرنا شیطانی کام ہے

"شیطان انسان کا سخت دشمن ہے، وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ اور ممکن ہے ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو۔ اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو۔ کیونکہ اگرچہ **شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے**۔۔۔۔ افسوس کہ **اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی**

**شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں** مگر پھر بھی اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کرکے اپنے ناراست اعتقادوں اور ناپاک مذہبوں کو ان خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں۔ بلکہ بطور شہادت (یعنی ثبوت کے طور پر۔ناقل) ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۲)(حقیقۃ الوحی، صفحہ ۳ تا ۴)

## جو لوگ اپنے الہاموں کی بنا پر دوسروں کو کافر قرار دیتے ہیں، ایسے لوگ بدسرشت مولوی ثابت ہوتے ہیں

"جیسا کہ آجکل یہ کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمانوں کو جہاں تک **ممکن** ہے کم کر دیا جائے (یعنی تکفیر کرکے۔ناقل) اور **بدسرشت** مولویوں کے حکم اور فتویٰ سے دین اسلام سے خارج کر دیئے جائیں (گویا مسلمانوں کو اسلام سے خارج قرار دینے والا شخص بد سرشت مولوی ہوتا ہے۔ناقل)۔اور اگر ہزار وجہ اسلام کی پائی جائے تو اس سے چشم پوشی کرکے ایک بیہودہ اور بے **اصل** وجہ کفر کی نکال کر اُن کو ایسا کافر ٹھہرا دیا جائے کہ گویا وہ ہندوؤں اور عیسائیوں سے بدتر ہیں۔اور نہ صرف شرع (یعنی شریعت۔ناقل) کی بد استعمالی سے یہ جدوجہد شروع ہے بلکہ **ایسے مادہ کے لوگوں کو الہام بھی ہو رہے ہیں کہ فلاں مسلم کافر ہے اور فلاں مسلم جہنمی ہے اور فلاں ایسا کفر میں غرق ہے کہ ہرگز ہدایت پزیر نہیں ہوگا۔** اور درندگی کے جوشوں کی وجہ سے لعنتوں پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔اور

لعنت بازی کے لئے باہم مسلمانوں کے لئے مباہلہ کے فتوے دیئے جاتے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد۳۔ صفحہ ۴۲۲)(ازالہ اوہام حصہ دوم،۵۹۵ تا۵۹۷)

## الہام،رؤیا کشوف اور وحی کے سہارے والا ایمان،کامل ایمان نہیں

"انسان کو کشوف اور وحی اور الہام کا بھی طالب نہ ہونا چاہیئے۔۔۔۔۔ **الہامات یا کشوف وغیرہ خبروں کے سہارے والا ایمان، ایمان کامل نہیں**۔ وہ کمزور ایمان ہے جو کسی چیز کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔ انسان کی غرض اور اصل مدعا صرف رضاء الٰہی اور وصول الی اللہ چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد سوم۔ ص۱۰۲_۱۵فروری۱۹۰۳ء۔ پانچ جلد والا ایڈیشن)

## انبیاء کی زیارتوں سے کچھ نہیں ہوتا

"خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص بڑا ہی بدبخت ہے اور اسکی کچھ بھی قدر اللہ تعالیٰ کے حضور نہیں جس نے گو سارے انبیاء علیہم السلام کی زیارت کی ہو، مگر وہ سچا اخلاق وفاداری اور خدا تعالیٰ پر سچا ایمان خشیت اللہ اور تقویٰ اسکے دل میں نہ ہو۔ پس یادرکھو نِری زیارتوں سے کچھ نہیں ہوتا۔"

(ملفوظات۔ جلد دوم۔ ص۲۳۸_۱۹اگست ۱۹۰۲ء۔ پانچ جلد والا ایڈیشن)

## ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیے کہ وہ اپنے خواب اور الہام پیش نہ کریں

''ہر ایک بات میں **شیطان** ایک موقعہ نکال لیتا ہے کہ لوگوں کو کسی طرح سے بہکائے۔ چونکہ ہم بار بار اپنی وحی اور الہام پیش کرتے ہیں اس واسطے بعض لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ ہم بھی ایسا ہی کریں یہ ایک ابتلاء ہے جو اُن پر وارد ہوا اور اسکی ہلاکت کی راہ میں شیطان نے اُن کی امداد کی اور انکو شیطانی القاء اور حدیث النفس شروع ہوا۔۔۔۔**ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیے کہ ایسی باتوں سے دل ہٹالیں۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ اُن سے یہ نہیں پوچھے گا کہ تم کو کس قدر الہام ہوئے تھے یا کتنی خوابیں آئیں تھیں۔**''

(ملفوظات، جلد۵، صفحہ ۴۲۱۔ پانچ جلد والا ایڈیشن)
(تقریر بیان فرمودہ ۲۸/دسمبر ۱۹۰۷ء۔ بر موقع جلسہ سالانہ)

## الہامات کچھ شے نہیں

''جب تُم سنو کہ کسی کو الہام ہوتا ہے تو پہلے اسکے الہامات کی طرف مت جاؤ۔ الہام کچھ شے نہیں، جب تک کہ انسان اپنے تئیں شیطان کے دخل سے پاک نہ کرلے اور بے جا تعصبوں اور کینوں اور حسدوں سے اور ہر ایک خدا کو ناراض کرنے والی بات سے اپنے آپکو صاف نہ کرے۔''

(ملفوظات جلد اول۔ ص ۵۰۷۔ ۹ مئی ۱۹۰۱ء۔ پانچ جلد والا ایڈیشن)

## سچے خواب گناہگار لوگوں کو بھی آجاتے ہیں

''کسی کو ایک خواب آجائے یا چند الفاظ زبان پر جاری ہو جائیں تو وہ سمجھتا ہے کہ میں اب ولی ہو گیا ہوں۔ یہی نقطہ ہے جس پر انسان دھوکا کھاتا ہے۔ خواب تو چوہڑوں، چماروں اور کنجروں کو بھی آجاتے ہیں اور سچے بھی ہو جاتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد ۵۔ صفحہ ۴۲۱۔ پانچ جلد والا ایڈیشن)
(تقریر بیان فرمودہ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۷ء۔ بر موقع جلسہ سالانہ)

''دیکھا ہو گا کہ سچی خوابیں بعض فاسق و فاجر لوگوں کو بھی آجاتی ہیں۔ پس جیسے انکو سچی خوابیں آتی ہیں ویسے ہی زیادہ مشق سے کشف بھی انکو ہو سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ حیوان بھی صاحب کشف ہو سکتا ہے۔''

(ملفوظات جلد ۴۔ صفحہ ۲۴۵ تا ۲۴۶۔ پانچ جلد والا ایڈیشن)(بیان فرمودہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء)

''بعض لوگوں کو نہ تو خدا کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور نہ ہی انکے اخلاق عادات اچھے ہوتے ہیں۔ مگر جب کسی اپنے پرائے نے مرنا ہو یا کوئی اور ایسا ہی واقعہ ہونا ہو تو بعض اوقات خوابوں کے ذریعہ سے کچھ نہ کچھ اطلاع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک چوہڑی کو بھی میں نے دیکھا ہے کہ اسکی اکثر خوابیں سچی نکلا کرتی تھیں۔ بلکہ ایک پرلے درجہ کی زانیہ اور بدکار عورت کو بھی کچھ نہ کچھ خوابیں آسکتی ہیں اور بازاری عورتیں طوائف وغیرہ بھی اکثر اوقات بیان کیا کرتی ہیں کہ میری فلاں خواب سچی نکلی۔۔۔ہم تو مانتے ہیں کہ چوہڑوں اور چماروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ **اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ جس کو**

**سچی خواب آوے اسکی عملی حالت بڑی اعلیٰ ہے۔** اور اُسکا دل بڑا پاک ہے، بلکہ یہ تو کارخانۂ نبوت کو سمجھنے کے لئے ہر ایک کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے ایک مادہ رکھا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۵۔پانچ جلد والا ایڈیشن۔ص۳۰۸)(بیان فرمودہ؛۲۱ستمبر ۱۹۰۷ء)

## الہاموں اور خوابوں کے پیچھے نہ پڑو

"جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آجائیں وہ متقی نہیں بنتا۔ معجزات اور الہامات بھی تقویٰ کی فرع ہیں۔ اصل تقویٰ ہے۔ اس واسطے تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو، بلکہ حصول تقویٰ کے پیچھے لگو۔ **جو متقی ہے اسی کے الہامات بھی صحیح ہیں اور اگر تقویٰ نہیں تو الہامات بھی قابل اعتبار نہیں** (چاہے سچے ہی کیوں نہ ہوں۔ ناقل) اُن میں شیطان کا حصہ ہو سکتا ہے۔ کسی کے تقویٰ کو اسکے ملہم ہونے سے نہ پہچانو بلکہ اسکے الہاموں کو اسکی حالت تقویٰ سے جانچو اور اندازہ کرو۔"

(ملفوظات جلد اول۔ ۵۱۲،پانچ جلد والا ایڈیشن۔۳جون ۱۹۰۱ء)

## شیطانی الہام ہونا حق ہے

"واضح ہو کہ شیطانی الہامات ہونا حق ہے اور بعض ناتمام سالک لوگوں کو ہُوا کرتے ہیں۔ اور حدیث النفس بھی ہوتی ہے جسکو اضغاث احلام کہتے ہیں اور جو شخص اس سے انکار کرے وہ قرآن شریف کی مخالفت کرتا ہے کیونکہ قرآن

شریف کے بیان سے شیطانی الہام ثابت ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک انسان کا تزکیہ نفس پورے اور کامل طور پر نہ ہو تب تک اسکو شیطانی الہام ہو سکتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۳۔ ص ۴۸۳ تا ۴۸۴)(ضرورۃ الامام۔ ص ۱۳)

## شیطانی الہام پانے والوں کی پیشگوئیاں بھی پوری ہوتی ہیں

"یاد رہے کہ وہ کاہن جو عرب میں آنحضرت ﷺ کے ظہور سے پہلے بکثرت تھے ان لوگوں کو بکثرت شیطانی الہام ہوتے تھے اور بعض وقت وہ پیشگوئیاں بھی الہام کے ذریعہ سے کیا کرتے تھے۔ اور تعجب یہ کہ انکی بعض پیشگوئیاں سچی بھی ہوتی تھیں۔ چنانچہ اسلامی کتابیں ان قصوں سے بھری پڑی ہیں۔ پس جو شخص شیطانی الہام کا منکر ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی تمام تعلیموں کا انکاری ہے اور نبوت کے تمام سلسلہ کا منکر ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۳۔ ص ۴۸۸)(ضرورۃ الامام۔ ص ۱۷)



## زبان پر کلام جاری ہونا۔ شیطانی بھی ہوتا ہے

"یہ افسوس کا مقام ہے کہ اکثر لوگ ہر ایک بات کو جو غنودگی کی حالت میں اُن کی زبان پر جاری ہوتی ہے خدا کا کلام قرار دیتے ہیں اور اس طرح پر آیت کریمہ لا تقف ما لیس لك به علم کے نیچے اپنے تئیں داخل کر دیتے ہیں اور یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی کلام زبان پر جاری ہو اور قال اللہ و قال الرسول سے

مخالف بھی نہ ہو تب بھی وہ خدا کا کلام (یعنی الہام الٰہی۔ناقل) نہیں کہلا سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا فعل اُس پر گواہی نہ دے کیونکہ شیطان لعین جو انسان کا دشمن ہے جس طرح اور طریقوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اسی طرح اُس مُضلّ کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اپنے کلمات انسان کے دل میں ڈال کر اس کو یہ یقین دلاتا ہے کہ گویا وہ خدا کا کلام ہے اور آخر انجام ایسے شخص کا ہلاکت ہوتی ہے۔''

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ص ۵۳۳ تا ۵۳۶)(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص ۹۷ تا ۱۰۰)

## خواب میں الفاظ بولنا

''(خوابوں کی اقسام میں فرمایا؛)دوسرے حدیث النفس ہوتا ہے جس میں انسان کی اپنی تمنا ہوتی ہے اور انسان کے اپنے خیالات اور آرزوؤں کا اس میں بہت دخل ہوتا ہے اور جیسے مثل مشہور ہے بلی کو چھیچھڑوں کی خوابیں۔وہی باتیں دکھائی دیتی ہیں جن کا انسان اپنے **دل میں پہلے ہی سے خیال رکھتا ہے** اور جیسے بچے جو دن کو کتابیں پڑھتے ہیں تو رات کو بعض اوقات وہی کلمات انکی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔یہی حال حدیث النفس کا ہے۔''

(ملفوظات جلد ۵۔پانچ جلد والا ایڈیشن۔ص ۳۶۵)(بیان فرمودہ؛ ۱۱ نومبر ۱۹۰۷ء)

## خواب میں الفاظ بولنا

''ایسے آدمی جو نفسانی جذبات اُن کے اندر ہیں بعض اوقات اُن کے نفسانی

جذبات ان کی خوابوں میں اپنا جوش اور طوفان دکھاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ جوش اُن کا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ جوش محض نفس امارہ کی طرف سے ہوتا ہے مثلاً ایک شخص خواب میں کہتا ہے کہ فلاں شخص کی مَیں ہر گز اطاعت نہیں کرونگا مَیں اُس سے بہتر ہوں تو اس سے نتیجہ نکالتا ہے کہ درحقیقت وہ بہتر ہے حالانکہ نفس کے جوش سے وہ کلام ہوتا ہے اِسی طرح نفس کے جوش سے خواب میں اور کئی قِسم کے کلام کرتا ہے اور جہالت سے سمجھتا ہے کہ گویا وہ کلام خدا کی مرضی کے موافق ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۱۵)(حقیقۃ الوحی۔ صفحہ ۱۳)

## خواب اور الہام باعث ہلاکت

"جو شخص اپنی خوابوں کی طرف جاتا ہے وہ ٹھوکر کھا کر ہلاک ہو جائے گا۔ اس جگہ بہت عقلمندی درکار ہے۔ مجھے الٰہی بخش (مرزا صاحب کا ایک مرید۔ ناقل) کی نسبت بھی ہمیشہ یہ کھٹکا تھا اور آخر وہی نتیجہ نکلا۔"

(ملفوظات جلد ۵۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ صفحہ ۳۱۷۔ ۲۹ر ستمبر ۱۹۰۷ء)

"بہترے لوگ ہماری جماعت میں ایسے پائے جاتے ہیں جو بڑے بڑے الہامات لکھ کر بھیج دیتے ہیں اور اپنی بڑی بڑی خوابیں اور رؤیا بیان کرتے ہیں اور اُن کی حالت دیکھ کر مجھے اندیشہ ہی رہتا ہے کہ کہیں ٹھوکر ہی نہ کھاویں۔ ان کی نسبت تو سادہ طبع لوگ ہی اچھے ہوتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۵۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ صفحہ ۳۱۸۔ ۲۹/ ستمبر ۱۹۰۷ء)

## الہامات کا دعویٰ کرنے والے لوگ اکڑ باز ہو جاتے ہیں

''ہماری جماعت میں کوئی بیس پچیس بلکہ تیس کے قریب ایسے آدمی ہونگے جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مجھے انکے جنون کا ہی اندیشہ رہتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنی حالت کا مطالعہ کرے اور اپنے اس معاملہ کو دیکھے جو وہ خدا تعالیٰ کیساتھ رکھتا ہے اور حدیث النفس کا خیال نہ رکھے۔ ایسے لوگوں کے خط جب مجھے بھی آتے ہیں تو بجائے اسکے کہ میں خوش ہوں اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں انکو جنون نہ ہو جاوے۔ جب وہ خط پڑھتا ہوں تو بدن کانپ جاتا ہے ۔ اللہ کریم نے کاہنوں اور مجنونوں کی جو تردید کی ہے تو اسی واسطے کہ آخر انکو بھی بعض باتیں معلوم ہو جایا کرتی تھیں۔ انسان کو چاہیے کہ اپنے تعلق کو خدا تعالیٰ سے پاک کرے۔ زانی، فاسق، فاجر تو ابھی توبہ کر سکتے ہیں۔ مگر ایسے لوگ کبھی توبہ نہیں کرتے کیونکہ وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھ لیتے ہیں اور ایسی باتوں سے اکڑ باز ہو جاتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد ۵۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ صفحہ ۳۴۸)(بیان فرمودہ: ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

## جھوٹے الہاموں کا مدعی ہلاک نہیں کیا جاتا

[بلکہ نبی، رسول اور مامُور مِن اللہ ہونے کا جھوٹا مدعی ہلاک کیا جاتا ہے]

''حافظ محمد یوسف صاحب کا اور انکا ہر مجلس میں بار بار یہ کہنا کہ ایک انسان

تیئس برس تک خدا تعالیٰ پر افتراء کر کے ہلاک نہیں ہوتا اسکا یہی باعث ہو کہ انہوں نے نعوذ باللہ چند افترا خدا تعالیٰ پر کئے ہوں اور کہا ہو کہ مجھے یہ خواب آئی یا مجھے یہ الہام ہوا اور پھر اب تک ہلاک نہ ہوئے تو دل میں یہ سمجھ لیا کہ خدا تعالیٰ کا اپنے رسول کریم ﷺ کی نسبت یہ فرمانا کہ اگر وہ ہم پر افترا کرتا تو ہم اُس کی رگِ جان کاٹ دیتے یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ اور خیال کیا کہ ہماری رگِ جان خدا نے کیوں نہ کاٹ دی۔ **اِس کا جواب یہ ہے** کہ یہ آیت (یعنی سورہ الحاقہ آیت ۴۴ تا ۴۷۔ ناقل) رسولوں اور نبیوں اور مامورین کی نسبت ہے جو کروڑہا انسانوں کو اپنی طرف دعوت کرتے ہیں اور جن کے افترا سے دُنیا تباہ ہوتی ہے۔ لیکن ایک ایسا شخص جو اپنے تیئں مامُور مِنَ اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے قوم کا مصلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے اور محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتلانے کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی اور یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملاتا ہے وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔ ایسا خبیث اس لائق نہیں کہ خدا اس کو یہ عزت دے کہ تُو نے اگر میرے پر افترا کیا تو میں تجھے ہلاک کر دوں گا بلکہ وہ بوجہ اپنی نہایت درجہ کی ذلّت کے قابل التفات نہیں۔ کوئی شخص اُس کی پیروی نہیں کرتا (یعنی مامور یا نبی سمجھ کر کوئی اسکی پیروی نہیں کرتا۔ ناقل) کوئی اُس کو نبی یا

رسول یامامور من اللہ نہیں سمجھتا۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔ ص ۵۵ تا ۵۶)(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ ص ۱۲ تا ۱۳)

## سچی خوابیں اور سچے الہام دماغی بناوٹ کا نتیجہ ہو سکتے ہیں، یہ کسی کے نیک اور راستباز ہونے کی علامت نہیں

"اس تمام تقریر سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ کسی شخص کا محض **سچی خوابوں کا دیکھنا یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر** اُس کے **کمال پر دلیل نہیں** ہے جب تک کہ اُس کے ساتھ دُوسرے علامات نہ ہوں جو ہم انشاء اللہ القدیر تیسرے باب میں بیان کریں گے ★ بلکہ یہ صرف **دماغی بناوٹ کا ایک نتیجہ** ہے اسی وجہ سے اس میں **نیک یا راستباز ہونے کی شرط نہیں** اور نہ مومن اور مسلمان ہونا اس کے لئے ضروری ہے اور جس طرح محض **دماغی بناوٹ کی وجہ سے بعض کو سچی خوابیں آجاتی ہیں یا الہام کے رنگ میں کچھ معلوم ہو جاتا ہے** اِسی طرح دماغی بناوٹ کی وجہ سے بعض کی طبیعت معارف اور حقائق سے مناسبت رکھتی ہے اور لطیف

---

★ وہ جو تیسرے باب میں بیان کیا ہے وہ صرف اِتنا ہے کہ مجھے کثرت کیساتھ سچی خوابیں آتی ہیں اور کثرت کیساتھ سچے الہام ہوتے ہیں اور میں مجدد، مسیح اور مھدی ہوں میرے بارے میں قرآن اور حدیثوں میں پیشگوئیاں ہیں اسلئے مجھے سچا مان لیا جائے اور باقی لوگ جو سچے خواب اور سچے الہام پیش کرتے ہیں اُن سب کو دھتکار دیا جائے۔ یہ خلاصہ ہے مرزا صاحب کے تیسرے باب کے بیان کا۔ مولف

لطیف باتیں ان کو سوجھتی ہیں لیکن دراصل وہ لوگ اس حدیث صحیح کا مصداق ہوتے ہیں کہ [اٰمن شعرہ و کفر قلبہ] یعنی اس کا شعر ایمان لایا مگر اُس کا دل کافر ہے۔ اسی لئے صادق کو شناخت کرنا ہر ایک سادہ لوح کا کام نہیں۔۔۔ اور پھر ساتھ اسکے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس درجہ کے لوگوں کو جو خوابیں یا الہامات ہوتے ہیں وہ بہت سی تاریکی کے اندر ہوتے ہیں اور ایک شاذ و نادر کے طور پر سچائی کی چمک اُن میں ہوتی ہے اور خدا کی محبت اور قبولیت کا کوئی اُن کے ساتھ نشان نہیں ہوتا اور اگر غیب کی بات (انہیں خواب یا الہام سے معلوم۔ ناقل) ہو تو صرف ایسی ہوتی ہے جس میں کروڑہا انسان شریک ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک شخص اگر چاہے تو بطور خود تحقیقات کر سکتا ہے کہ ایسی خوابوں اور الہامات میں ہر ایک فاسق اور فاجر اور کافر اور ملحد یہاں تک کہ زانیہ عورتیں بھی شریک ہوتی ہیں۔ پس وہ شخص عقلمند نہیں کہ جو اِس قسم کی خوابوں اور الہاموں پر خوش اور فریفتہ ہو جائے۔ اور سخت دھوکہ میں پڑا ہُوا وہ شخص ہے کہ جو فقط اِس درجہ کی خوابوں اور الہاموں کا نمونہ اپنے اندر پا کر اپنے تئیں کچھ چیز سمجھ بیٹھے۔۔۔ اسی طرح اُن کی حالت اکثر تاریکی میں رہتی ہے اور اُن کی خوابوں اور الہاموں میں شیطانی دخل بہت ہوتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ ص ۱۳)(حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۰ تا ۱۱)

## نشانات کے ہوتے ہوئے استخارہ جائز نہیں

"ایک شخص کا خط آیا کہ میں آپ کے متعلق استخارہ کرنا چاہتا ہوں کہ آیا آپ حق پر ہیں یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا؛ ایک وقت تھا کہ ہم نے خود اپنی کتاب میں استخارہ لکھا تھا کہ لوگ اس طرح سے کریں۔ تو خدا تعالیٰ اُن پر حق کو کھول دیگا۔ مگر اب استخاروں کی کیا ضرورت ہے۔ جبکہ نشانات الٰہی بارش کی طرح برس رہے ہیں اور **ہزاروں کرامات اور معجزات ظاہر ہو چکے ہیں**۔ کیا ایسے وقت میں استخاروں کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے؟ **کھلے نشانات کو دیکھ کر پھر استخارہ کرنا خدا تعالیٰ کے حضور میں گستاخی ہے**۔ کیا اب جائز ہے کہ کوئی شخص استخارہ کرے کہ اسلام کا مذہب سچا ہے یا جھوٹا۔ اور استخارہ کرے کہ آنحضرت ﷺ خدا تعالیٰ کی طرف سے سچے نبی تھے یا نہیں تھے۔ اس قدر نشانات کے بعد استخاروں کی طرف توجہ کرنا جائز نہیں۔"

(ملفوظات جلد ۵۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ ص ۲۱۶ تا ۲۱۷)(۲۸/اپریل ۱۹۰۷ء)



## مرزا صاحب کے علاوہ سب کے الہام شیطانی ہیں

[عرض کیا گیا ایک نوجوان احمدی یہ الہامات سناتا ہے۔ رؤیا میں خلقت نے مجھے سجدہ کیا۔ بہشت کی سیر کی اور الہام اَنَا النَّذِیرُ المُبِین فرمایا؛]

"یہ بڑے ابتلاء کا مقام ہے۔ میرا مذہب تو یہ ہے کہ جب تک درخشاں نشاں اس کے ساتھ بار بار نہ لگائے جاویں تب تک الہامات کا نام لینا بھی سخت گناہ اور

حرام ہے۔ پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ قرآن مجید اور میرے الہامات کے خلاف (اُسکے الہامات ۔ناقل) تو نہیں۔ اگر ہے تو یقیناً خدا کا نہیں بلکہ شیطانی القاء ہے۔اصل میں ایسے تمام لوگوں کی نسبت میرا تجربہ ہے کہ انجام کار ہلاک ہوتے ہیں۔اپنے اعمال کی طرف خیال نہیں کرتے۔ یہ نہیں دیکھتے کہ ہمارے قلب کا اللہ سے کیسا تعلق ہے اور ان الہامات میں پڑ جاتے ہیں۔ ان سے عجب و استکبار پیدا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ پھر کسی کی بات پسند نہیں کرتے اور ہر سچی بات کو اپنے اوہام کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ جب مطابق نہیں پاتے تو انکار کرتے اور ہلاکت کے گڑھے میں گِرتے ہیں۔ ان لوگوں کے دلوں میں ایک قسم کا گند ہوتا ہے اور شیطان متسلط ہونے کے لئے ایک عجیب راہ نکال لیتا ہے۔ استغفار پڑھنا چاہیے اور بالکل ان باتوں سے کُلّی طور سے مجتنب۔ ورنہ یاد رکھیں کہ یہ بڑے خطرے کا مقام ہے۔ **خدا تعالیٰ کسی کے الہام کو نہیں پوچھے گا۔** بے شک یہ الہام انعام الٰہی سے ہے مگر دیکھو ہوا بنفسہٖ تو ایک بڑی اور مفرح ذات چیز ہے مگر ایک روڑی پر گذرے تو کثافت پھیلائے گی۔ یہی حال ہے ایسے لوگوں کا (یعنی مرزا صاحب کے علاوہ جتنے بھی الہام یافتہ دعویدار ہیں خواہ احمدی یا غیر احمدی۔ناقل)۔ میں سمجھتا ہوں مخلوق نے کیا سجدہ کرنا تھا شیطان اور اس کی ذریت نے سجدہ کیا ہوگا کہ ہم تیرے ساتھ ہیں۔ بے شک گمراہی پھیلا۔"

[عرض کیا گیا۔ حضور! ایسے لوگوں کی نسبت ہم تو اس لئے کچھ نہیں کہتے کہ وہ

آپ کی تصدیق کرتے ہیں۔ فرمایا؛]

"یہ جھوٹ بات ہے **ان کے دلوں میں گند پنہاں ہے** (یعنی مرزا صاحب کے علاوہ تمام الہام یافتہ لوگوں کے دلوں میں گند پنہاں ہے۔ ناقل) ان کے جھوٹے الہامات کو شیطانی کہا جائے تو فوراً ہماری بھی تکذیب کریں۔"

[آپ نے بہت تاکیدی الفاظ سے پورے جوش میں تقریر فرمائی]

(ملفوظات جلد ۵۔ ص ۱۴۱ تا ۱۴۲۔ حاشیہ۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ ۲۹/ جنوری ۱۹۰۷ء)
(بدر جلد ۶۔ نمبر ۷۔ ۱۴/ فروری ۱۹۰۷ء)

## رؤیا کشوف اور الہامات کی حیثیت

## (تحریرات قادیانی خلیفہ ثانی)

### رؤیا و کشوف و الہامات سے جماعت مضبوط ہوتی ہے

"جس جماعت میں صاحب کشوف و رؤیا ہو جاتے ہیں وہ جماعت مضبوط ہو جاتی ہے۔ کیونکہ انسان کی دلیل سے اتنی تسلی نہیں ہوتی جتنی تسلی کشف اور رؤیا سے ہوتی ہے۔"

(انوار العلوم جلد ۲۵۔ ص ۴۸۵۔ مورخہ ۲۶/ اکتوبر ۱۹۵۶ء۔ افتتاحی خطاب سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ)
(الفضل ۲۱ اور ۲۴/ مارچ ۱۹۵۷ء) (سبیل الرشاد۔ جلد ۱، صفحہ ۱۳۱)

"جس شخص کو کوئی رؤیا یا کشف ہو اُسے وہ کشف یا رؤیا اخبار میں چھپوانے کے لئے بھیج دینا چاہیے۔۔۔ اگر کسی شخص کو کوئی رؤیا یا کشف یا الہام ہوتا ہے اور

وہ شائع ہو جائے تو دوسروں کے اندر بھی یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم توجہ کریں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیں بھی کوئی رؤیا یا کشف یا الہام ہو جائیگا۔ اس طرح الفضل، سلسلہ کی ایک خدمت کرے گا۔ وہ جماعت کے اندر بیداری پیدا کرنے کا موجب ہو گا۔"

(انوار العلوم جلد ۲۶۔ ص ۳۶۳۔ یکم نومبر ۱۹۵۸ء۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب)
(سبیل الرشاد۔ جلد ۱، صفحہ ۱۴۵-۱۴۶)

## احمدی نسل کے ایمان کو مضبوط کرنے کا ذریعہ الہام، کشف، خواب

"اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اُن پر اپنے فضلوں کی بارش نازل کرے اور اپنی تازہ بشارتوں یعنی الہاموں اور کشوف اور خوابوں کے ذریعہ سے انکے ایمانوں کو تقویت دے **تا کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں کے ایمان کو زیادہ مضبوط بنا سکیں**۔ میں نے دیکھا ہے کہ جن لوگوں کو سچی خوابیں آتی ہیں انکی اولادیں کہتی ہیں کہ ہمارے دادا کو ایسی خواب آئی تھی۔ پھر انکی اولاد کہتی ہے کہ ہمارے پڑدادا کو ایسی خواب آئی تھی۔ غرض تین تین پشت تک اسکا اثر جاتا ہے۔ اگر ہمارے دوست اس طرف توجہ کریں اور پھر اپنی اولاد کو بھی اس طرف توجہ دلاتے رہیں، تو انکی کم سے کم تین چار پشتیں محفوظ ہو جاتی ہیں۔ اور پھر اگلی نسل بھی ایسی ہو جائے (یعنی خوابوں کی دعویدار۔ ناقل) تو چھ پشتیں محفوظ ہو گیئں۔ پھر

ایک اور اگلی نسل بھی ایسی ہو جائے تو نو پشتیں محفوظ ہو گئیں۔“

(انوار العلوم جلد ۲۶۔ ص ۳۶۳۔ یکم نومبر ۱۹۵۸ء۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب)
(سبیل ارشاد جلد ا۔ صفحہ ۱۵۱ تا ۱۵۲)

## احمدیوں کو الہام ہوتے ہیں

”آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے بعض صوفیاء کہلانے والے بڑے بڑے مجاہدات کیا کرتے تھے۔ راتوں کو جاگتے، دنوں کو عبادتیں کرتے اور بڑی بڑی چلہ کشیاں کرتے مگر ان تمام ریاضتوں، تمام عبادتوں اور تمام کوششوں کے باوجود وہ خالی ہاتھ رہتے اور خدا تعالیٰ کے الہام سے مشرف نہیں ہوتے تھے۔ مگر اب یہ حالت ہے کہ اگر کوئی احمدی دو نفل زیادہ پڑھ لے تو اس پر الہام نازل ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ کتنا بڑا فرق ہے جو دکھائی دیتا ہے۔ ایک طرف تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی عمریں عبادت اور مجاہدات میں صَرف کر دیں مگر وہ الہام سے محروم رہے اور دوسری طرف احمدی ہیں کہ وہ چند نفل پڑھ کر ہی الہام سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ یہ امتیاز اور تفاوت اسی وجہ سے ہے کہ اِس وقت خدا بھی دنیا کو اپنی طرف لانا چاہتا ہے اور اسکا منشاء ہے کہ دنیا میں روحانی حکومت قائم کی جائے۔ پس پہلے زمانہ کے لوگوں کی مثال ایسی تھی جیسے کوئی بوجھ اٹھا کر آسمان کی طرف چڑھنا چاہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں خدا نے خود آسمان سے رسی پھینکی ہے اور اس نے لوگوں سے کہہ دیا ہے کہ بس رسی پکڑ لو میں فوراً

تمہیں آسمان پر کھینچ لونگا۔ پس اب بندے کا کام صرف اُس رسی کو ہاتھ ڈالنا ہے باقی تمام کام خدا تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔“

(خطبات محمود۔ جلد ۲۲۔ ۶۲۳۔ خطبہ ۲۸/ نومبر ۱۹۴۱ء)

# قرآن کا پیغام

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ (الاعراف:۱۷۵تا۱۷۶)

ترجمہ:۔”اور آپ انہیں اس شخص کا قصہ (بھی) سنادیں جسے ہم نے اپنی آیات دیں پھر وہ ان سے نکل گیا اور شیطان اس کے پیچھے لگ گیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اُسے ان آیات کے ذریعے بلند فرما دیتے لیکن وہ زمین کی طرف راغب ہو گیا اور اپنی خواہش کا پیرو بن گیا، تو (اب) اس کی مثال اس کتے کی مثال جیسی ہے کہ اگر تو اس پر سختی کرے تو وہ زبان نکال دے یا تو اسے چھوڑ دے (تب بھی) زبان نکالے رہے۔ یہ ایسے لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، سو آپ یہ واقعات (لوگوں سے) بیان کریں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔“

اِن آیات سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو اللہ اپنی آیات دے یعنی اُس پر اپنی آیات نازل فرمائے، اُس پر اپنے الہامات نازل فرمائے، اُس کو غیبی امور کی خبریں دے۔ جس

طرح اکثر لوگ دعوے کرتے ہیں کہ اُن کو فلاں قرآن کی آیت الہام ہوئی ہے وغیرہ۔ تو ایسا شخص گمراہ بھی ہو سکتا ہے۔ نبی اور رسول اِس اصول سے مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ انبیاء معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں یہ متفقہ عقیدہ ہے۔ نبی ورسول کبھی گمراہ نہیں ہوتے۔ بلعم باعور نبی ورسول نہ تھا۔

اللہ کی آیات میں سب سے اول درجہ قرآن کریم کا ہے۔ اسکے بعد حضرت محمد عربی ﷺ کے اقوال و ارشادات کا ہے۔ اور پھر اُسکے بعد کسی کا الہام یا مبشرات وغیرہ کی حیثیت ہے۔ چونکہ الہام و مبشرات کا دروازہ بند نہیں ہے اسلئے ممکن ہے کسی کو بلعم باعور کی مانند الہامات ہوں تو وہ باوجود صاحب الہام ہونے کے گمراہوں میں سے ہو جائے اور شریعت کے احکامات کی تکذیب کرنے کا موجب بن جائے۔

چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، بلعم باعور کی نسبت فرماتے ہیں:

”ابتدائی رؤیا یا الہام کے ذریعہ سے خدا بندہ کو بلانا چاہتا ہے، مگر وہ اسکے واسطے کوئی حالت قابل تشفی نہیں ہوتی؛ چنانچہ بلعم کو **الہامات** ہوتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کہ لو شعنا لرفعنٰہُ ثابت ہوتا ہے کہ اسکا رفع نہیں ہوا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور میں وہ کوئی برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ ابھی تک نہیں بنا تھا یہاں تک کہ وہ گر گیا۔ ان **الہامات** وغیرہ سے انسان کچھ بن نہیں سکتا۔ انسان خدا کا بن نہیں سکتا جب تک کہ ہزاروں موتیں اس پر نہ آویں اور بیضہ بشریت سے وہ نکل نہ آئے۔“

(ملفوظات جلد اول۔ ص۴۸۶۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ اپریل ۱۹۰۱ء)

"جیسا کہ موسیٰ کے مقابل پر بلعم باعور کا حال ہوا۔ پہلے تو وہ **مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ** سے مشرف تھا اور اُس کی دعائیں قبول ہوتی تھیں اور تمام ملک میں **ولی** کہلاتا تھا اور **صاحب کرامات** تھا۔"

(روحانی خزائن ۲۳۔ صفحہ ۳۴۹)(چشمہ معرفت۔ خاتمہ کتاب۔ ص ۳۳۳ تا ۳۳۴)

**گویا ایک** شخص بلعم باعور کی مانند مکالمہ مخاطبہ اور الہامات کا درجہ حاصل کرکے بھی گمراہ ہوسکتا ہے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ

ترجمہ:۔ "اور درحقیقت ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے تاکہ وہ سبق (نصیحت) حاصل کر سکیں۔" (الزمر:۲۷)

# مرزابشیر الدین محمود احمد (قادیانی خلیفہ ثانی) کے رؤیا، کشوف اور الہامات

(تحریرات قادیانی خلیفہ ثانی)



## تعارف

مرزا محمودؔ کے الہامات وغیرہ سب اُس کی طرف سے صاف دھوکا اور جھوٹ نظر آتے ہیں۔ وہ اپنے دل اور دماغ کے خیالات کو الہام اور وحی کہتا تھا۔ اپنی زبان پر جاری الفاظ کو وحی کا نام دیتا تھا۔

## قرآن وسنت کی تعلیم کے خلاف کوئی الہام یاخواب قابل قبول نہیں

قادیانی خلیفہ ثانی نے کہا؛

''مَیں نے کہا تیری خواب حضرت مسیح موعود کے الہامات سے بڑھ نہیں سکتی اور حضرت مسیح موعود اپنے الہاموں کے متعلق یہ فرماتے ہیں کہ اگر میرا کوئی الہام قرآن اور سنت کے خلاف ہو تو میں اسے بلغم کی طرح پھینک دونگا۔ جب حضرت مسیح موعود اپنی وحی کو قرآن کریم اور سنت کے اتنا مطابق کرتے ہیں تو ہمیں بھی اپنی خواب آپ کے احکام کے مطابق رکھنی پڑے گی۔ جب رسول کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے متواتر اور لمبے عرصہ کے روزوں سے منع

کیا ہے۔ تو اگر تمہیں کوئی خواب اس حکم کے خلاف آئی ہے تو وہ شیطانی سمجھی جائے گی، خدائی نہیں سمجھی جائے گی۔ اگر خدائی خواب ہوتی تو وہ رسول کریم ﷺ کی تصدیق کرتی آپؐ کی تردید نہ کرتی (یعنی رسول کی بات کی تصدیق کرتی۔ ناقل)۔ **پس جو خواب ایسی ہو جو قرآن کریم یا رسول کریم ﷺ کے فتویٰ اور سنت کے خلاف ہو وہ بہر حال رد کرنے کے قابل سمجھی جائے گی** کیونکہ نہ تو قرآن کریم کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے اور نہ سنت کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے۔ اور نہ صحیح حدیث کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے۔"

(خطبات محمود جلد ۳۹۔ ص ۲۵۵۔ خطبہ ۷/ نومبر ۱۹۵۸ء)

تبصرہ:۔ سورہ المنافقون میں ہے کہ منافق کہتے ہیں؛ "محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں"۔ تاکہ سچی بات بول کر مومنوں کو دھوکا دے سکیں اور خود کو مومن ظاہر کر سکیں۔ اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں الہام ہوا ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے اور قرآن آخری شریعت ہے۔ وہ یہ جھوٹا الہام پیش کر کے خود کو بڑا الہام یافتہ بزرگ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح منافق جھوٹ بولتے ہیں یعنی سچی بات بیان کر کے اپنی صداقت ظاہر کرنا چاہتے ہیں اسی طرح بعض الہام سنانے والے لوگ منافقانہ چال چلتے ہیں اور اسلام کی سچی باتوں کو بطور الہام پیش کرتے ہیں تاکہ انہیں ولی کامل وغیرہ مان لیا جائے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ایسا الہام سناتا ہے جو قرآن کی تعلیم کے مطابق ہے تو اس کا

یہ مطلب نہیں کہ اُسے واقعی الہام ہوا ہے۔

## مرزا محمود پر نازل ہونے والی وحی کی نوعیت۔
## دل کے خیال اور زبان کے الفاظ۔وحی ہیں

''بعض دفعہ الفاظ میں وہ مجھ پر وحی نازل کر دیتا ہے (الفاظ کی وحی سے مراد زبان پر جاری ہونے والے الفاظ ہیں۔ناقل) اور بعض دفعہ میرے قلب پر وہ اپنا فیصلہ نازل کر دیتا ہے (گویا ان دو طریقوں سے مرزا محمود پر وحی نازل ہوا کرتی تھی۔ایک زبان کے الفاظ کے ذریعہ، دوسرا قلبی خیال کے ذریعہ۔ناقل) اور اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک میرے ساتھ اتنی کثرت اور اتنے تواتر سے ہوتا ہے کہ میں خود حیران رہ جاتا ہوں کہ **میری زبان سے کیا نکل رہا ہے** (یعنی زبان کے لفظوں کو وحی سمجھا۔ناقل) مگر ابھی چند دن نہیں گزرتے کہ جو کچھ میری زبان پر جاری ہوا ہوتا ہے وہ واقعات کی صورت میں دُنیا میں ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے (یعنی اگر کسی کی نسبت کہا تھا کہ وہ ذلیل ہوگا تو لوگ اُس کو ذلیل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ناقل) بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میں ایک بات کہتا ہوں اور خود مجھے اسکی کوئی وجہ نظر نہیں آتی مگر چند دنوں کے اندر اندر غیب سے اسکے لئے سامان پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔۔۔۔ان انقلابات کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ وہ الفاظ میرے نہیں تھے بلکہ خدا تعالیٰ کی وحی خفی سے میری زبان پر جاری ہوئے تھے۔''

(خطابات شوریٰ جلد سوم۔ ص۲۰۹ تا ۲۱۰۔ خطاب؛ مجلس مشاورت ۱۹۴۶ء)

## خواب میں فرشتے کا سورہ فاتحہ کی تفسیر سکھانا

اپنی خواب سناتے ہوئے کہتے ہیں؛

”پھر یکدم اس میں سے کود کر ایک وجود میرے سامنے آ گیا اور اس نے کہا مَیں خدا کا فرشتہ ہوں اور تمہیں قرآن کریم کی تفسیر سکھانے کے لئے آیا ہوں۔ میں نے کہا سکھاؤ۔ تب اس نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھانی شروع کر دی۔ وہ سکھاتا گیا، سکھاتا گیا اور سکھاتا گیا۔ یہاں تک کہ جب وہ ایاك نعبد و ایاك نستعین تک پہنچا تو کہنے لگا آج تک جتنے مفسر گزرے ہیں اُن سب نے صرف اِس آیت تک تفسیر لکھی ہے لیکن میں تمہیں اس کے آگے بھی تفسیر سکھاتا ہوں چنانچہ اس نے ساری سورۃ فاتحہ کی تفسیر مجھے سکھا دی۔“

(انوار العلوم۔ جلد ۱۷۔ ص ۲۱۵۔ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ تقریر ۱۲/ مارچ ۱۹۴۴ء)

تبصرہ:۔ یہ خواب ہی بتاتی ہے کہ یہ خواب نفس کی طرف سے تھی۔ مرزا محمود کے فرشتے نے اس سے جھوٹ بولا کہ ایاك نعبد و ایاك نستعین سے آگے کسی مفسر نے تفسیر نہیں کی۔ بے شمار مفسرین نے سورہ فاتحہ کی مکمل تفسیریں لکھ چھوڑی ہیں۔ خدا کی طرف سے خواب یا خدا کی طرف سے بھیجا گیا فرشتہ تو وہ ہے جو سچی بات بولے۔ ایسی جھوٹی بات بولنے والا فرشتہ نہیں ہو سکتا۔

اپنی یہ خواب خلیفہ اول حکیم نور الدین کو سنائی؛

"آپ نے (یعنی خلیفہ اول نے) فرمایا ان باتوں میں سے کچھ ہمیں بھی سناؤ جو فرشتہ نے تمہیں سکھائیں ہیں۔ میں نے کہا دو تین باتیں مجھے یاد تھیں مگر چونکہ بعد میں مَیں سو گیا اس لئے وہ باتیں مجھے یاد نہیں رہیں۔"

(انوار العلوم جلد ۱۸۔ ص ۲۶۹۔ تقریر فرمودہ ۲۸/دسمبر ۱۹۴۵ء۔ تحریک جدید کی اہمیت اور اسکے اغراض و مقاصد)

## سترہ سال کی عمر میں مرزا محمود کو الہام ہوا

"حضرت مسیح موعود کے زمانہ کی بات ہے ابھی نہ کوئی خلافت کا سوال تھا نہ اس قسم کا نظام جماعت کے سامنے تھا کہ مجھے الہام ہوا۔ ان الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامة۔ حضرت مسیح موعود ابھی زندہ ہی تھے جب مجھے یہ الہام ہوا۔ اور جب میں نے آپکو یہ الہام سنایا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے الہاموں کی کاپی میں یادداشت کے طور پر اسے درج فرمالیا۔ (لیکن مرزا صاحب نے خود کبھی اسکا ذکر نہیں کیا کہ میرے بیٹے محمود کو فلاں الہام ہوا تھا۔ ناقل)۔۔۔ چنانچہ اس وقت تک ہم اس الہام کے پورا ہونے کا نظارہ کئی دفعہ دیکھ چکے ہیں۔"

(خطبات محمود جلد ۲۱، فرمودہ ۲۹/مارچ ۱۹۴۰ء۔ ص ۶۹)

"مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ۔ ان الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامة۔۔۔ یہ الہام میں نے مسیح موعود کو سنایا اور آپ نے اسے لکھ لیا۔"

(انوار العلوم جلد ۱۷۔ ص ۵۴۷۔ الموعود۔ تقریر ۲۸/ دسمبر ۱۹۴۴ء۔ جلسہ سالانہ قادیان)

"میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ۔ ان الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامة۔ اے محمود! میں اپنی ذات کی ہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہوں گے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اس نے میرے ساتھ کیا۔"

(انوار العلوم۔ جلد ۱۷۔ ص ۲۳۳۔ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ تقریر ۱۲/ مارچ ۱۹۴۴ء)

"حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی کہ ان الذین التبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامة۔ یعنی میرے ساتھی میرے منکروں پر قیامت تک غالب رہیں گے۔"

(انوار العلوم جلد ۱۴۔ تقریر جلسہ ۲۶ مئی ۱۹۳۵ء۔ ص ۱۳)

"حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں اُس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی ان الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامة۔ یعنی تیرے ماننے والے اپنے مخالفوں پر قیامت تک غالب رہیں گے۔ اس وقت میں یہی سمجھتا تھا کہ یہ الہام حضرت مسیح موعود کے متعلق ہے کیونکہ اتباع کا تو خیال بھی میرے ذہن میں نہ آسکتا تھا کہ کبھی ہوں گے۔۔۔۔ آیت میں وجاعل الذین ہے اور **میری زبان پر** ان الذین کے لفظ جاری کئے گئے۔ غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس قدر عرصہ پہلے یہ خبر دے رکھی تھی اور کہا تھا کہ مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ تیرے متبع تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رہیں

گے۔"

(خطبات محمود جلد۱۶۔ ص۱۷تا۱۸۔ خطبہ ۴/ جنوری ۱۹۳۵ء۔
خطبہ ہیڈنگ؛ نئے سال کیلئے جماعت احمدیہ کا پروگرام)

"میری عمر پندرہ سولہ سال کی تھی مجھے اس وقت ہی بتادیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک ایسے مقام پر کھڑا کریگا جس کی لوگ سخت مخالفت کریں گے۔ مگر قیامت تک میرے ماننے والے میرے منکروں پر غالب رہیں گے۔ **اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا اور نہایت زور دار الفاظ میں فرمایا** کہ ان الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں مجھے یہ الہام ہوا تھا اور اُس وقت میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ الہام حضرت مسیح موعود کے متعلق ہے۔"

(خطبات محمود جلد ۱۷۔ ص ۲۹۳ تا ۲۹۴۔ خطبہ ۸ مئی ۱۹۳۶ء)

"میں ابھی سترہ سال کا تھا جو کھیلنے کُودنے کی عمر ہوتی ہے کہ **اس سترہ سال کی عمر میں خدا تعالیٰ نے الہاماً میری زبان پر یہ کلمات جاری کئے** جو حضرت مسیح موعود نے اپنے ہاتھوں سے ایک کاپی پر لکھ لئے کہ ان الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ۔ کہ وہ لوگ جو تیرے متبع ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں قیامت تک ان لوگوں پر فوقیت اور غلبہ دیگا جو تیرے منکر ہوں گے۔"

(خطبات محمود۔ جلد۱۸۔ ص۱۹۳۔ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ جون ۱۹۳۷ء)

تبصرہ:۔ یعنی ایک ہی الہام کی نسبت تین باتیں بیان کی ہیں۔ پہلے کہا کہ خدا نے الہام کیا۔ پھر کہا خدا نے خبر دی۔ پھر کہا **الہاماً زبان پر یہ آیت جاری ہوئی۔** تو اب قارئین سمجھ گئے ہوں گے کہ مرزا محمود جس چیز کو خدا کا الہام اور خدا کی خبر کہتا ہے وہ محض اسکی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ہوتے ہیں۔

مرزا محمود نے کہا؛

”مسیح موعود کو پہلا الہام چالیس سال کی عمر میں ہوا۔ اس سے قبل صرف سچی خوابیں آتی تھی۔“

(انوار العلوم جلد ۳۔ ص ۳۴۳۔ سیرت مسیح موعود)

تبصرہ:۔ تو مرزا محمود کو سترہ سال کی عمر میں کیسے الہام ہو گیا؟ یہ بات تو منہاج نبوت کے بھی خلاف ہے یعنی آنحضرت ﷺ کو بھی پہلا الہام چالیس سال کے بعد ہوا۔

## سترہ سال کی عمر میں مرزا محمود کی اوقات کیا تھی

”میری عمر سترہ سال کی تھی اور ابھی کھیل کود کا زمانہ تھا۔ مولوی عبد الکریم سیالکوٹی صاحب بیمار تھے اور ہم سارا دن کھیل کود میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دن یخنی لے کر میں مولوی (عبد الکریم) صاحب کے لئے گیا تھا۔ اسکے سوا یاد نہیں کہ کبھی پوچھنے بھی گیا ہوں۔۔۔۔ علموں اور کاموں کا موازنہ کرنے کی اس وقت طاقت ہی نہ تھی۔“

(انوار العلوم جلد ۸۔ ص ۳۶۷۔ مضمون: ”یاد ایام“۔ الفضل ۴/ جولائی ۱۹۲۴ء)

## خواب کے ذریعہ فتنہ کا علم ہوا

[اپنی خلافت سے قبل کا واقعہ بیان کرتے ہوئے]

"اِس وقت تک بھی مجھے فتنہ کا علم نہ تھا، حتیٰ کہ مجھے ایک رؤیا ہوئی جسکا مضمون حسب ذیل ہے۔۔۔میں نے یہ رؤیا مولوی سید سرور شاہ صاحب سے بیان کی تو انہوں نے مسکرا کر کہا کہ مبارک ہو کہ یہ خواب پوری ہو گئی ہے۔۔۔۔میں نے پھر یہ رؤیا لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح (حکیم نور الدین صاحب) کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے اسے پڑھ کر ایک رُقعہ پر لکھ کر مجھے جواب دیا کہ خواب پوری ہو گئی ہے۔۔۔یہ پہلا موقع ہے کہ مجھے اس فتنہ کا علم ہوا اور وہ بھی ایک خواب کے ذریعہ۔"

(انوار العلوم۔ جلد ۶۔ ص ۱۸۷۔ آئینہ صداقت۔۔ تحریر فرمودہ، دسمبر ۱۹۲۱ء)

تبصرہ:۔ یعنی خواب کے ذریعہ مولوی محمد علی صاحب اور انکے رفقاء کو فتنہ سمجھ لیا۔



## دل کے خیال کو اللہ کی طرف منسوب کرنا

[خلیفہ بننے سے قبل واقعہ ذکر کرتے ہوئے:]

"(میں نے) نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے میرے مولیٰ! اگر میں فتنہ کا باعث ہوں تو مجھے دُنیا سے اٹھالیجئے (یعنی موت کی تمنا کی۔ یہ کیسی عورتوں والی دعا ہے، کم عقل عورتیں بھی غم کی حالت میں اکثر ایسے کلمات کہتی ہیں ۔ناقل) یا مجھے توفیق دیجیئے کہ میں قادیان سے کچھ دنوں کے لئے چلا جاؤں۔ دعا

کرنے کے بعد پھر میں نواب صاحب کی کوٹھی پر آیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہی ڈالا کہ **ہم ذمہ دار ہوں گے، تم یہاں سے مت جاؤ۔**"

(انوارالعلوم۔ جلد ۲۔ ص ۱۶۹۔ برکات خلافت )(تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء)

تبصرہ:۔ یہ مرزا محمود کی عادت تھی کہ جو کچھ دعا کرنے کے بعد دل میں خیال پڑ جاتا یا زبان پر کوئی الفاظ جاری ہو جاتے تو اُسے وہ اللہ کی طرف سے الہام سمجھ لیتا۔

## احمدی دو نفل زیادہ پڑھ لے تو اس پر الہام نازل ہونے شروع ہو جاتے ہیں

"آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے بعض صوفیاء کہلانے والے بڑے بڑے مجاہدات کیا کرتے تھے۔ راتوں کو جاگتے، دنوں کو عبادتیں کرتے اور بڑی بڑی چلہ کشیاں کرتے مگر ان تمام ریاضتوں، تمام عبادتوں اور تمام کوششوں کے باوجود وہ خالی ہاتھ رہتے اور خدا تعالیٰ کے الہام سے مشرف نہیں ہوتے تھے۔ **مگر اب یہ حالت ہے کہ اگر کوئی احمدی دو نفل زیادہ پڑھ لے تو اس پر الہام نازل ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔** یہ کتنا بڑا فرق ہے جو دکھائی دیتا ہے۔ ایک طرف تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی عمریں عبادت اور مجاہدات میں صَرف کر دیں مگر وہ الہام سے محروم رہے اور دوسری طرف احمدی ہیں کہ وہ چند نفل پڑھ کر ہی الہام سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ یہ امتیاز اور تفاوت اسی وجہ سے ہے کہ اِس وقت خدا ابھی دنیا کو اپنی طرف لانا چاہتا ہے اور اسکا منشاء ہے کہ دنیا میں روحانی حکومت قائم کی جائے۔ پس **پہلے زمانہ کے لوگوں کی مثال ایسی تھی جیسے**

**کوئی بوجھ اٹھا کر آسمان کی طرف چڑھنا چاہے** اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں خدا نے خود آسمان سے رسی پھینکی ہے اور اس نے لوگوں سے کہہ دیا ہے کہ بس رسی پکڑ لو میں فوراً تمہیں آسمان پر کھینچ لونگا۔ پس اب بندے کا کام صرف اُس رسی کو ہاتھ ڈالنا ہے باقی تمام کام خدا تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۲۲۔ ص ۶۲۳۔ خطبہ ۲۸/ نومبر ۱۹۴۱ء)

## میں نے خدا کو عین بیداری میں دیکھا۔ میری اُمت کبھی گمراہ نہ ہو گی

[قادیانی خلیفہ اول کی وفات سے ایک دن قبل یعنی جمعہ کے دن مرزا محمود نے خواب دیکھا پھر اس خواب کو خلیفہ بننے کے بعد لوگوں کو سنایا؛]

"پرسوں جمعہ کے روز میں نے ایک خواب سنایا تھا کہ میں بیمار ہو گیا اور مجھے ران میں درد محسوس ہوا اور میں نے سمجھا کہ شاید طاعون ہونے لگا تب میں نے اپنا دروازہ بند کر لیا اور فکر کرنے لگا کہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔ میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے وعدہ کیا تھا انی احافظ کل من فی الدار یہ خدا کا وعدہ آپ کی زندگی میں پورا ہوا۔ شاید خدا کے مسیح کے بعد یہ وعدہ نہ رہا ہو کیونکہ وہ پاک وجود ہمارے درمیان نہیں۔ اسی فکر میں میں کیا دیکھتا ہوں یہ خواب نہ تھا بیداری تھی (یعنی خواب میں ہی بیداری کا سا احساس ہوا ۔ناقل) میری آنکھیں کھلی تھیں۔ میں در و دیوار کو دیکھتا تھا، کمرے کی چیزیں نظر آ رہی تھیں۔ **میں نے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا** کہ ایک سفید اور

نہایت چمکتا ہوا نور ہے۔ نیچے سے آتا ہے اور اوپر چلا جاتا ہے۔ نہ اسکی ابتداء ہے نہ انتہا۔ اس نور میں سے ایک ہاتھ نکلا جس میں ایک سفید چینی کے پیالہ میں دودھ تھا جو مجھے پلایا گیا جسکے بعد معاً مجھے آرام ہو گیا اور کوئی تکلیف نہ رہی۔ اس قدر حصہ میں نے سنایا تھا اسکا دوسرا حصہ اُس وقت میں نے نہیں سنایا اَب سناتا ہوں وہ پیالہ جب مجھے پلایا گیا تو معاً میری زبان سے نکلا "**میری اُمت بھی کبھی گمراہ نہ ہوگی۔**" میری امت کوئی نہیں تم میرے بھائی ہو مگر اس نسبت سے جو آنحضرت ﷺ سے حضرت مسیح موعود کو ہے یہ فقرے نکلے۔"

(خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ۔ جلد اول۔ ص۲۷)(انوار العلوم۔ جلد ۲۔ ص۵ تا ۶۔ تقریر ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء)

تبصرہ:۔ مرزا محمود کی اس خواب کے "نفسانی" ہونے کا یہی ثبوت کافی ہے کہ وہ کہتا ہے "میری امت بھی کبھی گمراہ نہ ہوگی۔" حالانکہ امت تو نبی کریم ﷺ کی بھی گمراہ ہوئی۔ جب سب سے افضل نبی کی امت گمراہ ہو سکتی ہے اور یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چل سکتی ہے تو کسی دوسرے نبی یا خلیفہ کی کیا مجال کہ یہ کہے کہ میری امت کبھی گمراہ نہ ہوگی۔

## خدا کا الہام الفاظ میں نازل نہیں ہوتا

"خدا تعالیٰ کا الہام قلوب میں نازل ہوتا ہے۔ **الفاظ میں نازل نہیں ہوتا۔** الفاظ میں جو الہام ہو اُسے آسانی کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے لیکن قلوب میں نازل ہونے والے الہام کے متعلق ہو سکتا ہے کہ جو کچھ خیال کیا جائے وہ اصل الہام

نہ ہو۔۔۔۔۔ پس ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جسے خلافت کے لئے منتخب کیا جائے اُس کا انتخاب صحیح الہام کے ماتحت نہ ہو بلکہ اپنی **نفسی حالت** کے ماتحت ہو اور وہ جماعت کو غلط راستہ پر لے جائے۔"

(خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ۔ جلد دوم۔ ص۱۹۔ ناشر، فضل عمر فاؤنڈیشن)

تبصرہ:۔ بانی جماعت احمدیہ اور مرزا محمودؔ، دونوں کے اکثر و بیشتر الہامات اسی نوعیت کے معلوم ہوتے ہیں کہ جو ذہنی اور نفسیاتی کیفیت اُن پر طاری ہوتی وہی رات کو خوابوں اور الہاموں کی صورت میں اُن پر وارد ہو جاتی۔

## مضمون میرے دل پر نازل ہوا اور میں نے دیکھا

"تین چار دن کی بات ہے کہ صبح کے وقت جب میری آنکھ کھلی تو اُس وقت ایک لمبا مضمون میرے دل پر نازل ہو رہا تھا (تاثر یہ دیا جا رہا ہے کہ گویا مضمون اللہ کی طرف سے نازل ہو رہا تھا جیسے نبی پر وحی نازل ہوتی ہے۔ ناقل)۔ وہ اتنا لمبا مضمون تھا کہ میں اُس کو یاد رکھ ہی نہیں سکتا تھا لیکن اسکا مفہوم اختصاراً یاد رہ گیا ہے۔ اِس حالت میں مَیں نے دیکھا ("میں نے دیکھا" کے الفاظ سے یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ گویا کشف بھی دیکھا۔ ناقل) کہ مَیں گویا اپنی اولاد کو مخاطب کر کے کچھ کہہ رہا ہوں، وہ مضمون تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے بہت لمبا تھا لیکن اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ جس طرح حلف الفضول رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں ہوئی تھی اگر ایسا ہی ایک معاہدہ میری اولاد کر لے تو اسکے نتیجہ میں اس پر

خدا کے فضل خاص طور پر نازل ہوں گے اور وہ کبھی تباہ نہ ہو گی۔“

(خطبات محمود۔ جلد ۲۵۔ ص ۴۷۳۔ فرمودہ ۱۴؍جولائی۔ ۱۹۴۴ء)

## قلبی وحی بڑا فتنہ پیدا کرتی ہے۔ (جیسے کوئی کہے مجھے القاء ہوا)

”وحی کی تئیسویں قسم وحی قلبی خفی ہے یعنی وہ وحی جس میں الفاظ نہیں ہوتے۔ صرف دل پر اللہ تعالیٰ کے منشاء کا القاء ہوتا ہے۔ جیسے رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا کہ روح القدس کی طرف سے فلاں بات میرے دل میں ڈال دی گئی ہے اور اب مجھے اُس میں کسی قسم کا تردد نہیں۔ یہ الفاظ صاف بتاتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ پر یہ وحی الفاظ کی شکل میں نازل نہیں ہوئی ۔۔۔ اس وحی کے متعلق یہ امر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ وحی دوسری وحیوں کے ساتھ مل کر آتی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ وحی دوسری وحیوں کے بعد آتی ہے تاکہ لوگوں کو کسی قسم کا دھوکا نہ لگے۔ بہائیوں کو تمام تر دھوکا اسی آخری تئیسویں وحی کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے لگا ہے۔ ہم اس وحی سے انکار نہیں کر سکتے **کیونکہ ہمارا اپنا تجربہ بھی یہی ہے کہ اس قسم کی وحی ہوتی ہے** اور رسول کریم ﷺ اور حضرت مسیح موعود کے ارشادات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وحی کی ایک قسم قلبی خفی وحی بھی ہے۔۔۔۔ بہائیوں نے اس وحی کی حقیقت کو نہیں سمجھا، وہ اپنے دل کے ہر خیال کا نام وحی رکھنے کے عادی ہیں۔ چنانچہ بہاء اللہ کے دل میں جو خیال آتا تھا وہ کہہ دیتے تھے کہ یہ وحی

ہے۔اسی طرح جو کچھ لکھتے ہیں اسکو وحی قلبی خفی قرار دے دیتے ہیں جس میں الفاظ نازل نہیں ہوتے صرف قلب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء کیا جاتا ہے۔ **اس لئے وہ بعض دفعہ لوگوں کو دھوکا دینے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔** مگر ایک بات ایسی ہے جو اس بحث کے سلسلہ میں ہماری جماعت کے دوستوں کو یاد رکھنی چاہیے اور جو بہائیوں کے **پھیلائے ہوئے زہر** کے ازالہ میں بہت کام آسکتی ہے اور وہ یہ کہ ماموریں کے تجربہ میں یہ بات آئی ہے کہ یہ وحی دوسری وحیوں کے ساتھ مل کر آتی ہے، اکیلی نہیں آتی۔اگر اکیلی آجائے تو ہر آدمی کہہ سکتا ہے کہ مجھے بھی وحی ہوتی ہے۔اور پھر یہ امتیاز کرنا مشکل ہوجائے کہ کون سچ بول رہا ہے اور کون جھوٹ سے کام لے رہا ہے۔ اس نقص کے ازالہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ صورت رکھی ہے کہ وہ پہلے اپنے بندہ پر اور قسموں کی وحی نازل کرتا ہے اور جب اُس میں بیان کردہ واقعات کے پورا ہونے سے لوگوں کو یہ یقین آجاتا ہے کہ فلاں شخص سچ بول رہا ہے تو اسکے بعد اُس پر وحی قلبی خفی بھی نازل کردیتا ہے۔یہ نہیں ہوتا کہ اسے اپنی سچائی کا اور تو کوئی نشان نہ دیا جائے اور صرف قلبی خفی وحی اُس کی طرف نازل کرنی شروع کردی جائے۔ اور یہ لفظی وحی کے مقابلہ میں کمیت میں بہت ہی کم ہوتی ہے۔۔۔۔اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ نہ اس پر کثرت سے وحی لفظی نازل ہوتی ہے نہ اس پر وحی جبریلی نازل ہوتی ہے۔نہ اس پر تصویری یا تعبیری زبان میں وحی نازل ہوتی ہے(یعنی

خواب۔ناقل) اور وہ دعویٰ یہ کرتا ہے کہ مجھے وحی قلبی خفی ہوتی ہے تو اسکا یہ دعویٰ کسی عقل مند کی نگاہ میں قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص کہے گا کہ وہ پاگل ہے جو **اپنے دل کے خیالات کا نام وحی رکھ رہا ہے۔** غرض یہ وحی بڑا فتنہ پیدا کرنے والی چیز ہے (یعنی قلبی وحی بڑا فتنہ پیدا کرنے والی چیز ہے۔ناقل)۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وحی کو کلام لفظی اور جبریلی اور غیر جبریلی وحی کے تابع رکھتا ہے۔ جس شخص پر بکثرت یہ تین وحیاں نازل ہوں وہ اگر کہے کہ مجھ پر وحی قلبی خفی نازل ہوتی ہے تو ہم اسے فریب خوردہ نہیں کہیں گے اور اسکی بات مان لیں گے۔ لیکن جب کوئی دوسرا شخص یہ کہے جس پر کوئی اور وحی نازل نہ ہوتی ہو تو ہم سمجھیں گے وہ پاگل ہے۔ یہی حال بہاء اللہ اور لاہور کے غلام محمد کا ہے۔ ہم ان لوگوں کو بھی عام معیار عقل سے گرا ہوتا خیال کرتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر۔سورہ زلزال آیت ۶۔ صفحہ ۴۴۹ تا ۴۵۲)

## خواب میں الفاظ بولے۔خواب میں ہی القاء ہوا

"(خواب میں) میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ **انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفہ میں بھی مسیح موعود ہوں یعنی اسکا مشابہہ، نظیر اور خلیفہ**۔ جب خواب میں میں نے اپنے متعلق یہ الفاظ کہے تو یکدم میں گھبرا گیا کہ میں نے یہ کیا کہہ دیا ہے، اس پر معاً مجھے القا ہوا (یعنی خواب کے اندر دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ناقل) کہ یہ وہی پیشگوئی ہے جو مصلح موعود کے بارہ میں کی گئی تھی اور

جس میں بتایا گیا تھا کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود کا مثیل اور نظیر ہو گا۔ تب میں نے سمجھا کہ یہ پیشگوئی خدا نے میرے لئے ہی مقدر کی ہوئی تھی۔"

(انوار العلوم جلد ۱۷۔ صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۵۔ دعویٰ مصلح موعود کے متعلق پُر شوکت اعلان۔ فرمودہ ۲۰ر فروری، ۱۹۴۴ء)

## خدا تعالیٰ نے مجھ پر القاء کیا

"جب یہ تحریک (یعنی تحریک جدید۔ ناقل) اُنیس ۱۹ سال کے قریب آئی تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ سوال پیدا کیا کہ میں نے یہ کام کس غرض کے لئے جاری کیا تھا؟ میں نے کہا یہ کام میں نے تبلیغ اسلام کے لیے جاری کیا تھا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے مجھ پر القاء کیا (یعنی دل میں خیال ڈالا۔ ناقل) کہ کیا تبلیغ اسلام صرف اُنیس ۱۹ سال تک ہو گی؟ بعد میں یہ کام معاف ہو جائے گا؟ تب میری آنکھیں کھلیں اور میں نے جماعت پر یہ واضح کیا کہ یہ کام قیامت تک جاری رہے گا۔ اور جس دن بھی ہم نے اس کام کو چھوڑ دیا ہم مرے۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۳۔ ص ۳۳۸ تا ۳۳۹۔ خطبہ ۲۸ نومبر ۱۹۵۲ء)

## اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا

"اللہ نے مجھے بار بار بتایا ہے کہ میں خلیفہ ہوں۔"

(انوار العلوم جلد ۲۔ ص ۳۱۴۔ القول الفصل۔ جنوری ۱۹۱۵ء)(القول الفصل۔ ص ۴۹)

تبصرہ:۔ مرزا محمود نے یہ وضاحت نہیں کی کہ خدا نے کس طرح بار بار بتایا؟ یعنی بار

بار دل میں خیال آتا رہا کہ تُم خلیفہ ہو۔ یا بار بار خواب میں خود بولتا رہا کہ میں خلیفہ ہوں۔ یا کوئی شخص خواب میں آکر کہتا رہا کہ تم خلیفہ ہو۔ لیکن بحر حال مرزا محمود نے یہ تاثر جماعت پر ڈال چھوڑا کہ خدا اُس سے کلام کرتا ہے۔

## مرزا محمود کے الہام کا ایک نمونہ

''میں ایک تازہ خواب سناتا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی نصرت ایک رنگ میں چل رہی ہے۔ مصری صاحب کے اعلان کے بعد پانچ دن کی بات ہے یعنی اتوار اور ہفتہ کی درمیانی شب کی کہ میں جاگ رہا تھا اور کُلی طور پر بیدار تھا کہ یکدم ربودگی کی حالت طاری ہوئی (یعنی نیند آگئی۔ ناقل) اور **الٰہی تصرف کے ماتحت کچھ فقرے میرے دماغ پر نازل ہونے شروع ہوئے**۔ پہلے ایک دو تو جلدی گزر گئے مگر تیسرا یہ تھا کہ ''آنحضرت ﷺ تشریف لائے'' اور بے اختیار زبان سے نکلا ''مبارک ہو، مبارک ہو۔'' اور میرے دل پر یہ اثر ہے کہ یہ ''مبارک ہو، مبارک ہو'' **میرے نفس کی طرف سے ہے** اور پہلا حصہ الہامی ہے۔''

(خطبات محمود جلد ۱۸۔ ص ۲۱۱۔ ۲ جولائی، ۱۹۳۷ء)

## خواب کو معیار صداقت قرار دینا

''کئی لوگ مسیح موعود پر خواب دیکھ کر ایمان لائے تھے، اب اگر کوئی شخص کسی مولوی کی تقریر سن کر آپ کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ خود اپنے عمل سے اس بات

کا اعلان کرتا ہے کہ وہ شیطان کا چیلا تھا جس نے اسے غلط راستہ پر چلا دیا۔ اسی طرح ہماری جماعت میں ہزاروں لوگ ایسے ہیں جو خوابیں دیکھ کر میری بیعت میں شامل ہوئے۔ اب اگر کوئی شخص کسی **نالائق بھکاری** اور **فقیر** کی باتیں سن کر دھوکا میں آجاتا ہے یا اس لیے دھوکا میں آجاتا ہے خلیفہ اول کا بیٹا ایسا کہہ رہا ہے تو ہر انسان اسے کہے گا کہ اے بیوقوف! کیا تجھے خدا نے نہیں کہا تھا کہ یہ شخص سچا ہے؟ اے بیوقوف! اگر صداقت وہی ہے جسکا تو اب اظہار کر رہا ہے تو تُو نے اپنی خواب کیوں شائع کرائی تھی؟ اے کذاب! جب تُو نے مجھے یا الفضل والوں کو خواب بھجوائی تھی تو صرف اس لیے بھجوائی تھی کہ تجھے یقین تھا کہ یہ خواب تجھے خدا نے دکھلائی ہے۔ (ہاں یقین تھا مگر جب مطالعہ زیادہ ہوا تو خلیفہ اول کے بیٹوں کو پتہ چل گیا کہ خواب، اصل صداقت کا معیار نہیں ہوتا۔ ناقل) **اے کذاب!** اب تُو اپنے خدا کو جھوٹا کہتا ہے (خدا کو جھوٹا نہیں کہتا، اپنی خواب کو غلط کہتا ہے اور مطالعہ بڑھانے سے بات سمجھ آگئی ہے کہ خواب اصل صداقت کا معیار نہیں۔ ناقل)۔ اور خلیفہ اول کی اولاد کو سچا سمجھتا ہے۔ خلیفہ اول تو خود خدا کے غلام تھے۔ **تجھے شرم نہیں آتی** کہ تُو خدا کے مقابلہ میں کس کو پیش کر رہا ہے۔ (یعنی مرزا محمود کہتا ہے کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ خدا کی دکھائی گئی خواب کے مقابلہ میں تُو کسی بندے کی رائے کو پیش کر رہا ہے۔ گویا مرزا محمود خواب کو صداقت کا معیار سمجھتا تھا۔ ناقل)۔ خدا کے مقابلہ میں تو مرزا صاحب کی بھی

کوئی حیثیت نہیں۔۔۔اگر وہ خواب خدا کی طرف سے تھی تو **اے نالائق! تُو** اب اسے رد کیوں کرنے لگا ہے اور کیوں اپنے خدا کے حکم کی خلاف ورزی کرنے لگا ہے؟۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۷۔ ص ۳۵۴۔ خطبہ ۲۴/ اگست ۱۹۵۶ء)

تبصرہ:۔ یعنی جس شخص نے اپنی سابقہ خواب کو غلط قرار دے دیا اور اُسے خدا کی طرف سے نہیں بلکہ نفس کی طرف سے سمجھا۔ تو یہ بات مرزا محمود کو برداشت نہ ہوئی اور اُسے بیوقوف، کذاب، بے شرم، نالائق قرار دے دیا۔ حالانکہ اُس شخص نے عین بانی جماعت احمدیہ کی تعلیم کے مطابق عمل کیا جیسا کہ بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:

"جو شخص اپنی خوابوں کی طرف جاتا ہے وہ ٹھوکر کھا کر ہلاک ہو جائے گا۔ اس جگہ بہت عقلمندی درکار ہے۔ مجھے الٰہی بخش کی نسبت بھی ہمیشہ یہ کھٹکا تھا اور آخر وہی نتیجہ نکلا۔"

(ملفوظات جلد ۵۔ پانچ جلد والا ایڈیشن۔ صفحہ ۳۱۷۔ ۲۹/ ستمبر ۱۹۰۷ء)



## خلافت کے جھگڑوں کا فیصلہ اپنی خوابوں کے ذریعہ کیا، اور انکو آسمانی شہادتیں قرار دیا

خلاصہ:۔ مرزا محمود نے اپنے نظریات اور اپنی خلافت کی سچائی اور لاہوری پارٹی کے بطلان پر نو ۹ آسمانی شہادتیں پیش کیں۔ یعنی اپنی خوابوں کے ذریعہ فیصلہ کیا۔

(انوار العلوم۔ جلد ۲۔ ص ۱۸۰ تا ۱۹۱۔ برکات خلافت)(تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء)

# گھر کی کسی عورت کیساتھ تماشا اور اس فعل کو خدائی نصرت کا نام دیا

''کچھ دن ہوئے ایک ایسی بات پیش آئی کہ جس کا کوئی علاج میری سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اس وقت میں نے کہا کہ ہر ایک چیز کا علاج خدا تعالیٰ ہی ہے اسی سے اسکا علاج پوچھنا چاہیے۔ اس وقت میں نے دعا کی اور وہ ایسی حالت تھی کہ میں نفل پڑھ کر زمین پر ہی لیٹ گیا۔ اور جیسے بچہ ماں باپ سے ناز کرتا ہے اسی طرح میں نے کہا۔ اے خدا! میں چارپائی پر نہیں زمین پر ہی سوؤں گا۔ اس وقت مجھے یہ بھی خیال آیا کہ حضرت خلیفہ اول نے مجھے کہا ہوا ہے کہ تمہارا معدہ خراب ہے اور زمین پر سونے سے معدہ اور زیادہ خراب ہو جائے گا۔ لیکن میں نے کہا۔ آج تو میں زمین پر ہی سوؤں گا۔ یہ بات ہر ایک انسان نہیں کہہ سکتا بلکہ خاص ہی حالت ہوتی ہے۔ یہ کوئی چھ سات ہی دن کی بات ہے جب میں زمین پر سو گیا تو دیکھا کہ **خدا کی نصرت اور مدد کی صفت جوش میں آئی اور متمثل ہو کر عورت کی شکل میں زمین پر اتری۔ ایک عورت تھی اسکو اس نے سوٹی دی اور کہا اسے مار اور کہو جا کر چارپائی پر سو۔** میں نے اس عورت سے سوٹی چھین لی۔ اس پر اس نے سوٹی خود پکڑ لی اور مجھے مارنے لگی۔ اور میں نے کہا لو مار لو۔ مگر جب اس نے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو زور سے سوٹی گھٹنے تک لا کر چھوڑ دیا اور کہا۔ دیکھ محمود! میں تجھے مارتی نہیں۔ پھر کہا جا اٹھ کر سو رہو یا نماز پڑھ۔ میں اسی وقت کُود

کر چارپائی پر چلا گیا اور جا کر سو رہا۔ میں نے اس وقت سمجھا کہ اس حکم کی تعمیل میں سونا ہی بہت بڑی برکات کا موجب ہے۔ تو خدا تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے اسکے سامنے سب کچھ ہیچ ہو جاتا ہے۔ تم اسکے لئے کوشش کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے محبت کرے، تا کہ اسکی مدد اور نصرت تم کو مل جائے۔"

(انوار العلوم جلد ۵۔ ص ۴۵۹ تا ۴۶۰۔ اصلاح نفس۔ تقریر ۲۷ر دسمبر ۱۹۲۰ء)

تبصرہ:۔ جماعت پر تاثر دیا ہے کہ گویا آسمان سے کوئی عورت اتری اور اُس نے یہ سب ڈرامہ کیا۔



## الہام ہوا۔ تیرے دشمنوں کو تباہ کر دوں گا

"اُس خدا نے اُس وقت جبکہ مجھے خلافت کا خیال تک بھی نہ تھا مجھے خبر دی تھی کہ ان الذین التبعوك فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامة۔ کہ وہ لوگ جو تیرے متبع ہیں وہ تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رہیں گے۔ پس یہ صرف آج کی بات نہیں بلکہ جو شخص میری بیعت کا اقرار کریگا وہ قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہے گا۔ یہ خدا کی پیشگوئی ہے جو پوری ہوئی اور پوری ہوتی رہے گی۔ اگر اس الہام کے سنانے میں مَیں جھوٹ بولتا ہوں تو خدا کی مجھ پر لعنت۔ میری خلافت کے بارہ میں ایک بار نہیں، دو بار نہیں اتنی بار خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ اب بھی جب یہ فتنہ اٹھا تو میں نے جلدی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں اور خدا نے مجھے خبر دی

کہ ”**میں تیری مشکلات کو دور کرونگا اور تھوڑے ہی دنوں میں تیرے دشمنوں کو تباہ کر دوں گا**“۔ پھر تم نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کی اس پیشگوئی کے بعد کس طرح دشمنوں پر آسمان سے تباہی نازل ہوئی اور انکی طاقت کو اس نے توڑ کر رکھ دیا۔“

(خطبات محمود۔ جلد ۱۸۔ ص ۵۲۴۔ فرمودہ ۱۲/ نومبر ۱۹۳۷ء)

## مرزا محمود اپنی غلطیوں کی اصلاح کیوں نہیں کرپایا

عام طور پر لوگ جب غلطی کر بیٹھتے ہیں تو وقت گذرنے کیساتھ اپنی اصلاح کر لیتے ہیں۔ یا اگر پہلے کوئی نظریہ غلط اپنایا تھا تو بعد میں اسکو بدل کر درست نظریہ اختیار کر لیتے ہیں ۔ مرزا محمود کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے غلط نظریات کی کبھی اصلاح نہیں کی۔ اِسکی بھی ایک وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ خلیفہ بننے کے بعد اسکو ایک خواب آئی جس میں اُس کے خدا نے بتایا کہ ”اب تم آگے ہی آگے چل سکتے ہو، پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔“ چنانچہ مرزا محمود کہتا ہے:

”جس وقت بیعت ہو چکی (یعنی جب خلیفہ بن گیا۔ناقل) تو میرے قدم ڈگمگا گئے اور میں نے اپنے اوپر ایک بہت بڑا بوجھ محسوس کیا (سوچا ہوگا کہ جماعت میں کئی علماء بزرگان کے ہوتے ہوئے میرے جیسے نالائق کم علم، کم ظرف کا خلیفہ بننا نامناسب ہے۔ناقل) اُس وقت مجھے خیال آیا کہ آیا اب کوئی ایسا طریق بھی ہے کہ میں اس بات سے لوٹ سکوں (گویا اسکے ضمیر نے بھی اسے ملامت کیا۔ناقل) میں نے بہت غور کیا اور بہت سوچا لیکن کوئی طرز مجھے

معلوم نہ ہوئی اسکے بعد بھی کئی دن میں اسی فکر میں رہا (گویا ضمیر بار بار ملامت کرتا تھا کہ کچھ غلط کر رہے ہو۔ ناقل) تو **خدا تعالیٰ نے مجھے رؤیا میں بتایا** (خدا نے نہیں بلکہ نفس نے متمثل ہو کر بتایا۔ ناقل) کہ میں ایک پہاڑی پر چل رہا ہوں۔ دشوار گزار راستہ دیکھ کر میں گھبرا گیا اور واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ جب میں نے لوٹنے کے لئے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو پچھلی طرف میں نے دیکھا کہ پہاڑ ایک دیوار کی طرح کھڑا ہے اور لوٹنے کی کوئی صورت نہیں۔ **اس سے مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اب تم آگے ہی آگے چل سکتے ہو پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔**"

(انوار العلوم۔ جلد ۲۔ ص ۹۹۔ برکات خلافت) (تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء)

تبصرہ:۔ یہ مرزا محمود کی عادت تھی کہ ہمیشہ اپنی خوابوں کے ذریعہ فیصلہ کرتا تھا۔

## سورہ فاتحہ کی تفسیر فرشتے نے سکھائی

"میں ابھی بچہ تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ **مجھے ایک فرشتہ نے سورۃ فاتحہ سکھائی ہے**۔ یہ خواب میں نے اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے اپنے ساتھیوں کو بھی سکول میں سنا دی اور انہیں کہا کہ مجھے یقین ہے کہ جب بھی میں سورۃ فاتحہ پر غور کرونگا **اللہ تعالیٰ مجھے اس کے نئے نئے مضامین اور مطالب سمجھائے گا**۔ (ابھی تو آپ نے کہا کہ فرشتہ نے اسکی تفسیر سکھا دی ہے۔ اور اب کہہ رہے ہیں کہ اللہ سمجھائے گا۔ یہ دو متضاد باتیں ہیں۔ ناقل) اتفاق ایسا ہوا کہ

انہی دنوں ہمارے مدرسہ کی ٹیم کا خالصہ کالج امرتسر کی ٹیم کے ساتھ میچ مقرر ہو گیا۔ ۔۔۔ہماری ٹیم نے سکھوں کے خالصہ کالج کی ٹیم کو بڑی بُری طرح شکست دی۔ اس پر مسلمان بڑے خوش ہوئے اور انجمن اسلامیہ امرتسر والوں نے ۔۔۔ کہا کہ ہم اس خوشی میں آپ لوگوں کو پارٹی دینا چاہتے ہیں۔۔۔ انکا ایک عہدیدار میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ بعد میں آپ نے تقریر بھی کرنی ہے۔ میں حیران ہوا کہ مجھے تو نہ تقریر کی عادت ہے اور نہ اس موقع کے لیے میں نے کوئی تیاری کی ہوئی ہے۔ میں بغیر تیاری کے کیا تقریر کرونگا۔ پھر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ کوئی نئی بات بیان کی جائے تو وہ اسے پسند کرتے ہیں، لیکن اگر پرانی باتیں بیان کی جائیں تو کہتے ہیں ان باتوں کا کیا ہے یہ باتیں تو ہم نے بارہا سنی ہوئی ہیں۔ بہر حال میں تقریر کے لیے کھڑا ہوا اور میں نے اس وقت سورۃ فاتحہ پڑھی۔ (معلوم ہوتا ہے کہ اُس موقع پر کسی نے کہا ہو گا کہ آپ سورۃ فاتحہ کی وہ تفسیر بیان کریں جو آپکو فرشتہ نے سکھائی، اسی لیے آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی۔ ناقل) سورہ فاتحہ کے پڑھتے ہی مجھے خیال آیا کہ ابھی میں اپنے ساتھیوں کو بتا رہا تھا کہ فرشتے نے مجھے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھائی ہے اور مجھے یقین ہے کہ جب بھی میں اِس پر غور کروں گا اللہ تعالیٰ مجھے اس کے نئے نئے مضامین سمجھائے گا۔ اب اگر میں نے سورۃ فاتحہ سے کوئی نئی بات بیان نہ کی تو یہ لوگ اعتراض کریں گے کہ ہم نے اس رؤیا کے بعد پہلی دفعہ تقریر میں آپ سے سورۃ

فاتحہ سنی اور پھر بھی آپ نے پرانے مضامین ہی دہرا دیئے۔ اِس خیال سے میں بڑا گھبرایا (عجیب بات ہے اگر فرشتہ نے تفسیر سکھائی تھی تو گھبرانے کی کیا ضرورت تھی؟۔ناقل) مگر معاً اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک نکتہ ڈال دیا اور میں نے کہا۔۔۔مکہ میں بھی مشرک تھے اور مدینہ میں بھی مشرک تھے۔ مگر دعا یہ سکھلائی گئی کہ یا اللہ !تُو ہمیں یہودی بننے سے بچائیو۔ حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ سب سے پہلے یہ دعا سکھلائی جاتی کہ یا اللہ ! ہمیں مشرک ہونے سے بچائیو، یا اللہ ! ہمیں مکہ والوں کے دین میں داخل ہونے سے بچائیو مگر کہا یہ گیا ہے کہ خدایا! ہم مغضوب اور ضال نہ ہو جائیں اور جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے اسکی تشریح فرمائی ہے مغضوب سے یہود اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہیں حالانکہ جیسا کہ میں نے بتایا اُس وقت مکہ میں صرف چند عیسائی تھے اور وہ بھی نہایت ادنیٰ حالت میں تھے اور مکہ کے لوہاروں کے پاس نوکر تھے باقی سارے مشرک تھے۔ مگر دُعا سکھاتے وقت مشرکوں کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا (حالانکہ کیا گیا۔ناقل) اسی طرح مدینہ میں۔۔یہود کا کوئی زور نہیں تھا۔۔زیادہ طاقت مشرکوں کو ہی حاصل تھی۔۔۔ مگر اللہ تعالیٰ نے کہا تم دعا یہ کرو کہ ہم عیسائی نہ ہو جائیں ۔۔۔ہم یہودی نہ ہو جائیں۔۔۔ غرض جنکو طاقت حاصل تھی اور جنکا ملک تھا انکا تو کوئی ذکر نہیں کیا گیا اور یہودیوں اور عیسائیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔۔۔اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے اسکا جواب بھی سمجھا دیا اور میں نے کہا اس

کی وجہ یہ تھی کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے دنیا میں قائم رہنا تھا۔ لیکن مکہ کا مذہب (یعنی شرک۔ناقل) اُس وقت تباہ ہو جانے والا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم مکہ والوں کی پرواہ نہ کرو تم یہ دعا کرو کہ ہم یہودی اور عیسائی نہ ہو جائیں کیونکہ انہوں نے قائم رہنا ہے۔ میری اِس تقریر کا ان لوگوں پر بڑا اثر ہوا اور بعد میں بھی وہ میرا شکریہ ادا کرنے کے لیے میرے پاس آئے (گویا اپنی عظمت دوسروں پر ظاہر کرنے کا بچپن سے ہی شوق تھا۔ناقل)۔"

(خطبات محمود۔ جلد ۳۔ ص ۳۹۹ تا ۴۰۲۔ خطبہ ۱۴/ ستمبر ۱۹۵۶ء)

تبصرہ:۔ یہ مرزا محمودؔ نے کیسی غلط تفسیر بیان کی ہے۔ جس حدیث کا مرزا محمودؔ نے حوالہ پیش کیا ہے اُس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے صرف جزوی پہلو بیان فرمایا ہے کیونکہ قرآن کریم میں اِس کے کُل پہلو موجود ہیں۔ اور رسول کریم ﷺ نے کسی جگہ نہیں فرمایا کہ اس میں مشرکین شامل نہیں ہیں۔ بلکہ قرآن کریم نے مغضوب علیھم میں مشرکین کو بھی شامل کیا ہے۔ چنانچہ سورہ الفتح آیت ۶ میں [ و یعذب المنٰفقین والمنٰفقٰت والمشرکین والمشرکٰت۔۔۔۔غضب اللہ علیھم۔ فتح:۶] میں منافقین اور مشرکین کو مغضوب قرار دیا ہے۔ بلکہ ضالین میں بھی مشرک شامل ہیں جیسا کہ فرمایا؛[ و من یشرك باللّٰہ فقد ضلَّ ضلالم بعیداً۔ نساء:۱۱۷]۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد جو مشرک تھے اسے بھی قرآن نے ضالین قرار دیا ہے۔[ انہ کان من الضالین۔ سورہ شعراء: ۸۶] پس مرزا محمود کا یہ کہنا کہ سورہ فاتحہ میں

مشرکین کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ بڑی غلط تفسیر ہے۔ پھر مرزا محمود کا یہ کہنا کہ مکہ کا مذہب تباہ ہو جانے والا تھا، یہ بھی کِس قدر غلط تفسیر ہے۔ مکہ والے مشرک تھے اور مشرکین آج بھی دنیا کے مختلف ملکوں میں قائم ہیں۔ آج بھی مختلف ملکوں میں بتوں اور مُورتیوں کی پوجا کی جاتی ہے۔ غرض حدیث میں نبی کریم ﷺ نے مغضوب اور ضالین کا صرف ایک پہلو بیان فرمایا کہ اس میں یہودی اور عیسائی بھی شامل ہیں۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ مشرکین شامل نہیں، کیونکہ جب قرآن نے مشرکین اور منافقین کو بھی مغضوب اور ضالین میں شامل فرمایا ہے تو نبی کریم ﷺ کی حدیث کو جس میں یہود و نصاریٰ کو ضال اور مغضوب قرار دیا ہے، جزوی تفسیر کے طور پر لیا جائے گا نہ کہ کُلی تفسیر کے طور پر۔

معلوم ہوا کہ مرزا محمود کا فرشتہ بھی جھوٹا تھا۔ بعد میں اپنے تنخواہ دار علماء کی مدد سے تفسیر کبیر تیار کروائی گئی تا کہ دُنیا پر علم کا رعب پڑے۔ حالانکہ جو علم مرزا محمود کے خطبات اور اُس کی اپنی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے وہ اُسکی اوقات ظاہر کر دیتا ہے۔



---

تمت

# کُتّا ہے کُتّے کے عدد پر مریگا

(تحریرات بانی احمدیت)

”ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ ایک شخص کی موت کی نسبت خدائے تعالیٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ کلب یموت علیٰ کلب یعنی **وہ کُتا ہے اور کُتے کے عدد پر مریگا جو باون سال پر دلالت کر رہے ہیں۔** یعنی اس کی عمر باون سال سے تجوز نہیں کریگی (یا اُسکا دورِ اقتدار باون سال رہے گا۔ ناقل)۔ جب باون سال کے اندر قدم دھرے گا تب اُسی سال کے اندر اندر راہی ملک بقا ہو گا۔“

(روحانی خزائن جلد ۳۔ صفحہ ۱۹۰) (ازالہ اوہام حصہ اول۔ ص ۱۸۷)

## نیکوں کے خلاف زبان درازی کرنا کُتا پن ہے

”یہ دُعا بھی کرو کہ ہمیں ان لوگوں کی راہوں سے بچا جن کو روحانی آنکھیں عطا نہیں ہوئیں آخر انہوں نے ایسے کام کئے جن سے اسی دنیا میں غضب ان پر نازل ہوا۔ اور یا اس دنیا میں غضب سے تو بچے مگر گمراہی کی موت سے مرے اور آخرت کے غضب میں گرفتار ہوئے۔ خلاصہ دُعا کا یہ ہے کہ جس کو خدا روحانی نعمتیں عطا نہ کرے اور دیکھنے والی آنکھیں نہ بخشے اور دل کو یقین اور معرفت سے نہ بھرے آخر وہ تباہ ہو جاتا ہے اور پھر اس کی شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے

اسی دنیا میں اس پر غضب پڑتا ہے کیونکہ وہ **پاکوں کے حق میں بدزبانی کرتا ہے اور کتوں کی طرح زبان نکالتا ہے**۔ پس ہلاک کیا جاتا ہے جیسا کہ یہود اپنی شرارتوں اور شوخیوں کی وجہ سے ہلاک کئے گئے اور بارہا طاعون کا عذاب ان پر نازل ہوا (پرسیکیوشن کا عذاب الگ ہے۔ناقل) جس نے ان کی بیخ کنی کر دی اور یا اگر وہ دنیا میں شوخی اور شرارت نہ کرے اور بدزبانی اور شرارت کے منصوبے میں شریک نہ ہو تو اس کے عذاب کی جگہ عالم ثانی ہے جب اس دنیا سے وہ گزر جائے گا۔"

(روحانی خزائن ۱۹۔ صفحہ ۴۲۰)(نسیم دعوت۔ ص ۵۳)

## کُتا صفت انسان بظاہر صاحبِ الہام بھی ہو سکتا ہے بلعم بعور کی طرح

"بلعم بن بعور کو خدا نے الہام میں لا تدع علیھم کہا۔یعنی یہ کہ موسیٰ اور اس کے لشکر پر بد دعا مت کر۔ اس نے برخلاف امر الٰہی کے حضرت موسیٰ کے لشکر پر بد دعا کرنے کا ارادہ کیا آخر اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ خدا نے اس کو اپنی جناب سے رد کر دیا **اور اس کو کُتّے سے تشبیہ دی**۔"

(روحانی خزائن ۱، صفحہ ۲۹۴)(براھین احمدیہ حصہ سوم۔ ص ۲۶۵۔بقیہ حاشیہ نمبر ۱)

"اس جگہ ایک اور نکتہ ہے کہ چونکہ مدارج قرب اور تعلق حضرت احدیت کے مختلف ہیں اس لئے ایک شخص باوجود خدا کا مقرب ہونے کے جب ایسے شخص سے مقابلہ کرتا ہے جو قرب اور محبت کے مقام میں اس سے بہت بڑھ کر

ہے تو آخر نتیجہ اُس کا یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص جو ادنیٰ درجہ کا قرب الٰہی رکھتا ہے نہ صرف ہلاک ہوتا ہے بلکہ بے ایمان ہو کر مرتا ہے جیسا کہ موسیٰ کے مقابل پر بلعم باعور کا حال ہوا۔ پہلے تو وہ **مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف تھا** اور اُس کی دعائیں قبول ہوتی تھیں اور تمام ملک **میں ولی کہلاتا تھا** اور صاحب کرامات تھا، لیکن جب خواہ نخواہ موسیٰ کے ساتھ مقابلہ کر بیٹھا اور اپنی قدر کو شناخت نہ کیا تب ولایت اور قرب کے مقام سے گرایا گیا اور خدا نے کتّے کے ساتھ اُس کو مثال دی۔"

(روحانی خزائن ۲۳۔ صفحہ ۳۴۹)(چشمہ معرفت۔ خاتمہ کتاب۔ ص ۳۳۳ تا ۳۳۴)

"بلعم باعور بھی اُن کا مقابلہ کر کے تحت الثریٰ میں ڈالا گیا اور کُتّے کے ساتھ خدا نے اس کی مشابہت دی۔"

(روحانی خزائن ۲۲، صفحہ ۱۵۷ حاشیہ)(حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۵۳)

## اسکے مرنے کے بعد کُتا سیرت لوگ پیچھے رہ جائیں گے

"یموت و یبقیٰ منہ کلاب متعددۃ۔ وہ شخص مریگا، اور اسکی وجہ سے کئی سگ سیرت (یعنی کُتّا سیرت۔ ناقل) لوگ پیچھے رہ جائیں گے۔"

(تذکرۃ۔ الہام ۱۸۸۶ء۔ صفحہ ۱۰۸، ایڈیشن ۲۰۰۴ء)

تبصرہ:۔ الہام کا اطلاق ایک سے زیادہ لوگوں پر ہو سکتا ہے۔ کُتا جب باون عدد پر مریگا تو اپنے پیچھے کُتے صفت پیروکار چھوڑ جائے گا جو اُسی کی مانند نیک لوگوں کے خلاف کُتے کی طرح زبان کھولیں گے۔